طبقاتِ نوریہ

صوفی محمد بن ملا محمدؒ

مرید بالواسطہ میر شمس الدین محمد عراقی بت شکن رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

Marfat.com

طبقاتِ نوریہ

در

احوالِ مشائخ نوربخشیہ

مصنفہ

صوفی محمد بن ملا محمد مرید بالواسطہ میر شمس الدین محمد عراقی بُت
شکن رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

محمد سلیمان کیلانی

ناشر

مکتبہ قدوسیہ، کشمیری بازار، لاہور

قیمت مجلد سات روپے

(اشرف پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد اشرف ناشر چھپوا کر شائع کیا)

Marfat.com

اظہار تشکر

129460

(از محمد سلیمان کیلانی)

حمد و صلوٰۃ کے بعد میں اللہ تعالےٰ کا احسان بے پایاں سمجھتا ہوں کہ اس نے مجھے اپنے چند برگزیدہ بندوں کے حالات کا فارسی زبان سے اردو میں ترجمہ کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

قرونِ اولیٰ میں اسلامی افواج جس طرف بھی جاتیں ان کا مقدس وجود مجسم تبلیغ تھا لوگ ان کے اخلاق دیکھ کر متاثر ہوتے اور اخلاق کی بے پناہ قوت سے مرعوب کر حلقہ بگوش اسلام ہوتے جاتے۔

بعد میں اسلامی تبلیغ دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ علماء نے علمی طور پر معقول اور منقول طریقہ سے اسلام کو پیش کیا اور صوفیاء نے تزکیہ نفوس کی راہ اختیار فرمائی۔ بلاشبہ دونوں طریقوں نے اپنا اپنا کام بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیا اور خدا کا احسان کہ اس نے دونوں کی خدمات کو مقبولیت کی خلعت فاخرہ پہنائی۔

خانقاہی نظام کی موجودہ صورت موجودہ دور ہی کی بدعت ہے ورنہ اسلاف میں خانقاہ مدرسہ و مکتب کا دوسرا نام تھا۔ صوفیاء اسی میں باجماعت نمازیں بھی پڑھتے درس بھی ہوتا ریاضت و مجاہدہ یعنی ذکر اذکار کی مشق بھی ہوتی اور وہیں رہائش کا بندوبست بھی ہوتا۔ مسجدوں میں چونکہ صرف نمازیں ہوتیں۔ دوسرے اشغال، رہائش اور معاشی معاملات و گفتگو وہاں مکروہ سمجھی جاتی لہذا خانقاہیں الگ تعمیر ہوتیں۔ لیکن نہ وہاں قبریں ہوتیں نہ ان کی پوجا پاٹ ہوتی اور نہ وہاں منتیں مانی جاتیں نہ نذرانے اور چڑھاوے چڑھائے جاتے۔

چلہ کشی کا مطلب بھی یہ تھا کہ تنہائی میں بیٹھ کر ذکر اور فکر مجاہدہ اور مراقبہ کیا جاتا۔ آجکل کی طرح دم کشی نہ ہوتی۔ اور نہ ہی "لطائف ستہ" کی ضربیں چلتیں اور نہ یہ تلقین ہوتی کہ دنیا چھوڑ کر گوشہ نشین ہو جاؤ۔ یہ چند معروضات تھیں جن سے معلوم ہوتا کہ شاید پرانے لوگ بھی آج کی طرح بے عمل و بدعمل تھے حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ اللہ تعالےٰ تمام مسلمانوں کو اس نئے بدعی خانقاہی خرافات سے بچا کر رکھے اور پرانے سلف کے طریقہ پر چلنے کی توفیق بخشے۔

Marfat.com

پیش لفظ

(از غالد گھرجاکھی)

الحمد للہ یہ ایک قدیم قلمی مسودہ دستیاب ہوا ہے جس کی اشاعت کا سہرا مکتبہ قدوسیہ کے سر ہے۔ یہ کتاب ایک نادر ذخیرہ ہے جو کہ غالباً پہلی ہی مرتبہ شائع ہو رہا ہے اگرچہ پرانی کتب میں اس کا تذکرہ ہے خصوصاً حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "الانتباہ فی سلاسل الاولیاء" میں اس کے جزوی واقعات کا تذکرہ بہت زیادہ ہے لیکن مکمل کتاب غالباً پہلی مرتبہ پریس سے شائع ہو رہی ہے۔

جہاں اس کتاب کے شائع کرنے کی مجھے بے حد خوشی ہے وہاں مجھے افسوس بھی ہے کہ اس قلمی نسخہ کا مقابلہ کرنے کے لیے کوئی دوسرا نسخہ باوجود جدوجہد کرنے کے بھی نہ مل سکا تاکہ مقابلہ کر کے صحت کا زیادہ سے زیادہ خیال رکھا جاتا۔ اگر کسی صاحب کے پاس کوئی نسخہ اور ہو تو براہِ نوازش ہمیں مطلع فرمائیں تاکہ ہم آئندہ ایڈیشن میں صحت کا زیادہ سے زیادہ خیال رکھ سکیں۔

کچھ کتاب کے بارے میں

یہ کتاب دراصل صوفیا کے مشائخ کی ایک شاخ "نوربخشیہ" کے تذکرہ میں ہے۔ صوفیاء کی شاخیں تو بہت زیادہ ہیں چونکہ ہمارے برصغیر ہند و پاک میں عام طور پر چار شاخوں کا تذکرہ بہت زیادہ ہے سلسلہ قادریہ، سہروردیہ، چشتیہ اور نقشبندیہ اس لیے لوگ عموماً دوسرے سلاسل سے ناواقف ہیں ورنہ صوفیہ کے سلسلے بہت زیادہ ہیں۔ خصوصاً سلسلہ نوربخشیہ جس کے پیروکار اکثر بلتستان بدخشاں و بلتستان میں پائے جاتے ہیں۔

لے تفصیل کے لیے دیکھو الانتباہ فی سلاسل الاولیاء مصنفہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

Marfat.com

سلسلہ نوربخشیہ

سلسلہ نوربخشیہ دراصل اہلسنت کے دوسرے سلسلوں کی طرح ایک سلسلہ ہے کیونکہ سید محمد نوربخش رحمۃ اللہ علیہ کے مشائخ میں سے ایک شیخ ابو نجیب سہروردی ہیں جن کے ایک شاگرد شیخ شہاب الدین سہروردی ہیں جن کی طرف سلسلہ سہروردیہ منسوب ہے اور دوسری شاخ میں سے سید محمد نوربخش رحمۃ اللہ علیہ ہیں اسی طرح ان کے شیخ احمد غزالی ہیں۔ جن کی ایک شاخ میں سے شیخ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور انہی کے ایک سلسلہ میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اور انہی کے سلسلہ میں سے خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ ہیں۔ تفصیل کے لیے آئندہ صفحات میں ان بزرگوں کے سلسلۂ تلمذ کا شجرہ بیان کیا جاتا ہے جو کہ عام طور پر اسماء رجال کی کتابوں اور صحاح ستہ کے اسناد میں پایا جاتا ہے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی "الانتباہ" میں بھی اور دعوات صوفیہ نوربخشیہ میں بھی اس کا تذکرہ ہے۔

میں نے اوپر گذارش کی ہے کہ نوربخشیہ بھی ایک اہل سنت کے صوفیاء کی شاخ ہے اس کی ایک وجہ تو ان کی کتب کے مسائل کا اہلسنت کے موافق ہونا ہے۔ دوسرا ان کے سلاسل میں سے تمام محدثین اور خصوصًا ان فقہی مذاہب کا ہونا جو آج دنیا میں اکثر پائے جاتے ہیں یعنی حنفی، شافعی، حنبلی، مالکی۔ اسی طرح محدثین کرام کا اسناد بھی ان تک پہنچنا ایک بہت بڑی دلیل ہے۔ اس وقت نوربخشی فقہ کے مسائل کو اہل سنت کے مسائل ثابت کرنا ان کو بعد میں کچھ بیان کروں گا۔ فی الحال میں صرف ان کا شجرہ یعنی سلاسل اولیاء بیان کروں گا۔

سلاسل اولیاء

حضرت علی رضی اللہ عنہ آنحضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلسلۂ تلمذ اور خلفائے راشدین میں سے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے صوفیاء کا

Marfat.com

سلسلہ چار شاخوں میں ملتا ہے

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

اویس قرنیؒ
- زید الراعیؒ
- ابراہیم ادہمؒ (فضیل عیاضؒ سے بھی)
- شقیق بلخیؒ
- ابو یزید بسطامیؒ
- سلیمان دارانیؒ
- حاتم اصمؒ

حسن بصریؒ
- عبد الواحدؒ — حبیب عجمیؒ
- فضیل عیاضؒ — داؤد طائیؒ
- معروف کرخیؒ[۱]
- سری سقطیؒ
- شیخ جنید بغدادیؒ

الحسنؓ والحسینؓ
- (آئندہ صفحہ پر)

شیخ کمیلؒ
- شیخ عبد الواحدؒ
- شیخ ابو یعقوبؒ
- شیخ ابو القاسمؒ
- شیخ ابو العباسؒ
- شیخ داؤدؒ
- شیخ محمدؒ
- شیخ [illegible]
- نجم الدین کبریٰ[illegible]

۱؎ معروف کرخی اور نجم الدین کبریٰ دونوں کا سلسلہ حضرت علیؓ تک [illegible] بھی ملتا ہے جو آئندہ صفحہ پر آرہا ہے ۱۲

Marfat.com

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

امام زین العابدین رح

امام محمد باقر رح

امام ابو حنیفہ — امام جعفر صادق رح — معمر رح

امام مالک رح — موسیٰ کاظم رح (اگلے صفحہ پر) — حسن رح — ابراہیم رح

امام ابو ادریس شافعی رح — یحییٰ رح — امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

امام احمد بن حنبل رح — ابن ابی شیبہ محدث رح — محمد بن یوسف رح

محدث امام مسلم — محدث ابو داؤد رح — محمد بن المکی رح

محدث امام ترمذی رح — کریمۃ المجاوریۃ المکی رح

ابو العباس رح — ابو طالب رح

ابو محمد رح

ابو النصر رح

ابو الفتح رح

شیخ ابو نجیب سہروردی رح

شیخ شہاب الدین سہروردی رح صاحب طریقت (مؤلف کتاب معارف العوارف) — عمار یاسر بدلیسی رح

نجم الدین کبریٰ[۱]

نقی سلیمان رح — شیخ سعدی رح

ابو الحسن

محدث ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

(شارح بخاری الموسوم بہ فتح الباری)

[۱] نجم الدین کبریٰ کے سلسلہ کے صوفیاء کا شجرہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں ۱۲

Marfat.com

(امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ)

امام علی رضا رح

معروف کرخی رح
سری سقطی رح

ابوالصلت ہروی رح
سہل بن ابی سہل رح
محدث محمد ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ

اسمٰعیل رح
موسیٰ رح
محمد رح
ہاشمی رح
محدث احمد نسائی رح

بشر حافی رح
حارث رح
شقیق بلخی رح
ابو یزید بسطامی رح

شیخ جنید بغدادی رح [۱]

شیخ شبلی رح — شیخ ممشاد رح — شیخ ابوالقاسم — منصور حلاج — ابوعلی رودباری

عبدالعزیز رح
ابوالفضل رح
ابوالفرح رح
ابوالحسن رح
ابوسعید رح
شیخ عبدالقادر جیلانی

ابوبکر رح
ابوطالب مکی رح
شیخ عبداللہ رح
شیخ احمد غزالی رح
شیخ محی الدین ابن عربی
شیخ احمد رح
شیخ عمر رح
شیخ نجم جزری
کمال الدین رح
جلال الدین سیوطی رح

شیخ علو
ابواسحٰق رح
شیخ احمد رح
شیخ مودود رح
حاجی شریف رح
شیخ ہارونی رح
خواجہ معین الدین چشتی
بختیار کاکی رح
شیخ فرید الدین شکر گنج رح
نظام الدین اولیاء رح

[۱] سید الطائفہ حضرت شیخ جنید بغدادی رح کے دو شاگردوں کا سلسلہ درج ہوا ہے باقی آئندہ صفحہ پر ہے ۱۲

Marfat.com

- سید الطائفہ حضرت شیخ جنید بغدادی رح
  - شیخ شبلی رح
  - شیخ ممشاد رح
  - ابو القاسم رح
    - علی دقاق رح
      - ابو القاسم قشیری رح
  - منصور حلاج رح
  - ابو علی رودباری رح
    - امام بیہقی محدث رح
    - ابو علی کاتبی رح
      - ابو عثمان مغربی رح
        - ابو القاسم گورگانی رح
          - سید علی ہجویری رح (ان کا مزار شریف لاہور میں ہے)
          - شیخ ابو بکر نساج رح
            - شیخ احمد غزالی رح
              - یوسف ہمدانی رح
                - شیخ بہاؤ الدین نقشبند رح
                  - علاؤ الدین رح
                    - نظام الدین رح
                      - سعد الدین رح
                        - خواجہ عبید اللہ احرار
                          - مولانا عبد الرحمن جامی رح
              - شیخ ابو نجیب سہروردی رح
                - شیخ شہاب سہروردی رح
                - شیخ عمار یاسر رح
                  - نجم الدین کبری رح [۱]

[۱] شیخ نجم الدین کبری کا سلسلہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں ۱۲

Marfat.com

(شیخ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ)

کمال الدین رح
شمس الدین تبریزی رح
مولانا جلال الدین رومی رح

شیخ علی ابن لالا رح

شیخ احمد ذاکر جوزقانی رح
شیخ عبدالرحمن اسفرائنی رح
شیخ علاؤالدولہ سمنانی رح
شیخ محمود مزدقانی رح
شاہ ہمدان سید علی ہمدانی رح
شاہ اسحاق ختلانی رح

سید عبداللہ برزش آبادی رح
شیخ رشید الدین رح
علی بیداوزی رح
حاجی محمد صدیق بدخشانی رح
شیخ حسین خوارزمی رح
شیخ یعقوب صرفی رح
شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رح
شیخ آدم بنوری رح
سید عبداللہ رح
شیخ عبدالرحیم والد شاہ ولی اللہ رح
حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ

سید محمد نوربخش رح
شاہ قاسم فیض بخش رح
(مصنف افاضات فیض بخشیہ شرح فقہ الاحوط عربی و رسالہ امامیہ فارسی)

سلطان حسین مرزا
(والیے خراسان)

میر شمس الدین محمد عراقی بت شکن
(جد اعلیٰ سادات بلتستان و کشمیر)
شیخ دانیال شہید
میر شمس الدین رشید
میر دانیال دانا
میر حسن لیتھا
میر ابو سعید ...
میر مختار اخیار (مصنف سلسلۃ الاسلام فارسی شرح فقہ الاحوط)
میر جلال
میر نجم الدین محمد ثاقب (مؤلف اسلامی تاریخ بلتستان منظوم) ۱۲

شیخ احمد رح
شیخ عبدالرحمن رح
شیخ شہاب احمد رح
شیخ ابو العباس رح
شیخ محمد رح
شیخ زین العابدین
محدث شیخ عبدالوہاب شعرانی
شیخ محمد بن علی لاہجی
(مصنف مفاتیح الاعجاز شرح گلشن راز)

۱؎ مصنف کتاب مرصاد العباد اور سلسلہ کبرویہ کے بانی ۱۲

Marfat.com

ان تمام سلاسل کا شجرہ بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ نوربخشی فرقے کے اکابرین سلف وہ لوگ ہیں جو تمام اہلسنت کے نزدیک مسلم بزرگ اور محدثین کرام ہیں مثلاً محدثین کرام میں سے امام بخاری و مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، یہ وہ محدثین ہیں جن کے جمع شدہ ذخائر حدیث ہمارے مروج ہیں۔ اسی طرح تمام فقہاء مثلاً امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ اسی طرح تمام صوفیاء کے سلاسل مثلاً جنید بغدادی، خواجہ شہاب الدین سہروردی، بایزید بسطامی، شیخ عبد القادر جیلانی، شیخ ابن عربی، خواجہ معین الدین چشتی، شیخ بہاؤ الدین نقشبند، شیخ عبد الوہاب شعرانی، مجدد الف ثانی، شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، یہ تمام کے تمام اہلسنت کے اکابرین سے ہیں یہ بین دلیل ہے کہ سید محمد نوربخش بھی سنی بزرگان دین میں سے تھے اور ان کا سلسلہ بھی سنی سلاسل میں سے ہے۔

نیز نوربخشی سلسلہ میں بارہ اماموں کو ماننے کا کوئی مسئلہ نہیں ہے اور نہ ہی سلسلہ امامت کے لیے قریشیت شرط ہے یہی وجہ ہے کہ امامت کے آٹھ سلسلوں کے بعد انہوں نے حضرت امام علی رضا سے سلسلہ کو معروف کرخی کی طرف لوٹا دیا ہے جو کہ نہ قریشی تھے اور نہ ہی اہلبیت میں سے تھے کیونکہ نوربخشیوں کے نزدیک سالک کے لیے چالیس سال کا ہونا ضروری ہے اسی طرح امامت کیلئے بیس کا ہونا شرط ہے۔ چونکہ امام علی رضا کے بیٹے امام محمد تقی کی عمر صرف چھ سال تھی اسلئے انہوں نے خرقہ تصوف شیخ معروف کرخی کی طرف لوٹا دیا جس کی وجہ سے آل اطہار کی بجائے یہ سلسلہ مریدین متبعین میں چل نکلا۔

فقہ احوط [illegible] صفحہ ۳۰ سطر ۱۰

کچھ فقہیات کے بارے میں

سید محمد نوربخش رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات اور فقہی احکام اہلسنت کی فقہ سے ملتے ہیں چنانچہ انکی مشہور و معروف کتاب فقہ احوط اور اسکی شرح سراج الاسلام و اصول عقائد اور نجم الہدیٰ میں بنیادی طور پر اہلسنت کے مطابق ہے مثلاً سب سے پہلے ان کی صفات میں جزء لازمی سب سے امنت باللہ الخ حالانکہ فرقہ شیعہ میں اسکی ابتداء اول توحید سے ہوتی ہے توازن اعمال و عقائد میں بھی اہل انصاف خود فیصلہ کریں کہ یہ مسائل سنی اور نوربخشی کتب میں موجود ہیں لیکن شیعہ کو یہ مسائل قابل قبول نہیں ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

	اعمال نوربخشیہ	بحوالہ کتب نوربخشیہ	بحوالہ کتب اہلسنت
۱	اوراد فتحیہ	دعوت صوفیہ	سلاسل اولیا شاہ ولی اللہ
۲	دعائے صبحیہ	"	ترمذی، بیہقی، کتاب الاسماء والصفات
۳	دعائے عصریہ	"	"
۴	دعا قنوت اللہم اہدنا الخ	فقہ احوط و دعوت صوفیا	صحاح ستہ
۵	دعائے استخارہ	"	"
۶	دعائے استفتاح نماز	"	"
۷	نماز تراویح	"	"
۸	نماز تسبیح	"	"
۹	مسئلہ موزہ	"	"
۱۰	مسئلہ امامت میں قریشی ہاشمی کی شرط نہ ہونا	فقہ احوط	مشکوۃ
۱۱	اصول ایمان	فقہ احوط	"
۱۲	ارکان اسلام خمسہ	"	"
۱۳	رویت الٰہی کا ہونا	کتاب الاعتقاد و نجم الہدی	"
۱۴	شجرہ سند کا ایک ہونا (سلسلۃ الذہب)	مشجر الاولیاء	الانتباہ

اسی طرح اہلسنت کے مشائخ بھی نوربخشی مشائخ کی روایات کو اپنی کتب میں درج فرماتے رہے ہیں چنانچہ تفسیر حسینی، خیرۃ الخیرہ، طبقات شعرانی وغیرہ ان کی روایات سے بھرپور ہیں اور اسی طرح نوربخشی مشائخ بھی اہلسنت کی روایات کو اپنی کتب میں درج فرماتے رہے ہیں مثلاً شرح فقہ احوط میں بار بار امام ابوحنیفہ امام شافعی امام مالک امام احمد بن حنبل کا تذکرہ آتا ہے نیز صحابہ کرام کی روایات کو بھی اکثر طور پر بطور استناد پیش کیا ہے۔

نیز فقہ احوط کی شرح سراج الاسلام میں تفسیر بیضاوی، تفسیر حسینی، تفسیر معالم، تفسیر مدارک تفسیر عرائس البیان اور احادیث کی کتابوں بخاری و مسلم، ابن ابی شیبہ کا تذکرہ ملتا ہے جو کہ خالص اہلسنت کی کتابیں ہیں۔

Marfat.com

البتہ شیعہ حضرات کی کتابوں میں نوربخشی گروہ کے متعلق اچھے خیالات کا اظہار نہیں ہے چنانچہ کتاب "حدیقۃ الشیعہ" جلد دوم صفحہ ۲۴۱ میں نوربخشیہ کو بدباطن فاجر بداعتقاد کافر وغیرہ کہا ہے اور صفحہ ۲۰ میں اس فرقہ کو گمراہ و ملحد کہا ہے یہ علامت اس چیز کی ہے کہ فرقہ نوربخشیہ کو فرقہ شیعہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

میں انہی الفاظ پر اپنی معروضات کو ختم کرتا ہوں اور بارگاہ الٰہی سے امید رکھتا ہوں کہ وہ لوگ جو سلاسل صوفیا سے دلچسپی رکھتے ہوں گے اور خصوصاً وہ لوگ جو اعلیحضرت سید محمد نوربخش رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ سے منسلک ہیں ان کے لیے یہ ایک نادر تحفہ ہے۔ اللہ تعالےٰ سے دست بدعا ہوں کہ وہ اس کو میرے لیے بھی باعث نجات بنائے اور تمام پڑھنے والوں کے لیے بھی باعث ہدایت و نجات بنائے و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

خالد گھر جاکھی ۲۰۸/۷۹

Marfat.com

کتاب طبقات نوریہ

احوال مشائخ نوربخشیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مَرْجِعِ كُلِّ ذِيْ حَالٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَوْلِيَاءِ اُمَّتِهٖ اُوْلِي الْاَحْوَالِ۔

اَمَّا بَعْدُ این مختصریست در احوال طبقات نوریہ کہ مشائخ نوربخشیہ اند۔ چون حاسدان زمان وغالیان جہال در حق ایشان زبان مدح وقدح از حد اعتدال متعدی نمودہ افراط وتفریط گزیدند تا حدے کہ حاکمان وقت در برزبان متوہم شدہ موجب کلفت ومضرت ایشان شدند۔ بعضے ایشان را بقتل رسانیدہ جام شربت شہادت نوشانیدند وبعضے را با سیر ومقید وشہر بند وملک بدر کردند واین حالات از ظہور سید العارفین فی زمانہ تا این زمان جاری نہادہ اند۔

بدین وجہ شمہ از احوال مبارکہ ایشان کہ مخالفان وغالیان حسب مراتب مغبوط وملبوس کردہ اند نقاب از سیرت وحالات ایشان منکشف کردہ بمصداق فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ آئینہ حقیقت نما پیش ناظران ومعتقدان در چند اوراق منجلی مے سازم ودریائے بہ کوزہ مے بندم واز فضل باری در تنزلے این ارادہ از خاطر سے یاوری یافتہ ودر اتمام این اوراق توقع کلی یافتم۔ مقصد ترقیم این اوراق آن است کہ طالبان حق را شوقے وحالان

Marfat.com

دین را ذوقے حاصل شود وحاکمان وقت از احوال مشائخ طریقت و پیران حقیقت منکشف شده دست تعدّی و سوء ظنی را بدست کرم و بہ حسن ظن تبدیل می سازند۔ نیز واصلان حق فرموده اند که اوراق حیات طیّبات واصلان در زمانهٔ فقد عالم ربّانی و مرشد حقانی ہر آن کساں را که در مطالعهٔ مداومت کنند از برکت صحبت احوال ایشاں که اَلصُّحْبَةُ تُؤَثِّرُ قائم مقام پیر کامل و مرشد واصل شوند ؎

صحبتِ صالح ترا صالح کند ہمنشین شان ترا رائخ کند

و آنچه مرور دہر زمان و حدوث انقلاب جہاں بر اعمال و عقائد ائمهٔ دین و طریقهٔ سلف صالحین غبار رسومات زمانه از اکابران بے علم و پیشوایان بے حلم که نفس و ہوائے شان غالب شده مغبور و ملبوس شده باشند بمیں مصاحبت احوال صالحان و بالفت کتب تالیف ایشاں راه حقیقت کشاده شوند و از صیقل تحقیق زنگ رسوم طاعت نمائے باز دوده شوند و از محک تقابل کتب عارفاں که مشائخ سلسلهٔ ذہب اند احداث جاہلاں و معمول صالحان ممیز شوند۔ وَاللّٰهُ هُوَ الْمُؤَيِّدُ بِالْحَقِّ وَاِنَّهٗ وَلِيُّ التَّوْفِيْقِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ؁

Marfat.com

احوال امام العارفین فی عصره وخاتم المجتهدین فی وقته السید محمد نوربخش رحمة الله علیه وجمیع الاولیاء

بدان نوّر الله فؤادک وبصرک ظاهراً وباطناً که در جزیره نمائے عرب جانب شرقی بر خلیج فارس بساحل غربی علاقه ایست که آن را لحصا گویند وصدر مقامش نیز به لحصا موسوم است آن مقام جائے سکونت خاندان آبا و اجداد حضرت سید محمد **نوربخش** است بدین جهت در بعض اشعار او خود را لحصوی تخلص می نمایند که جائے مولد جدش عبدالله لحصا بود و پدرش در مقام قطیف تولد شده است ونسبتش به هفده واسطه بحضرت امام موسی الکاظم علیه السلام میرسد که از اولاد اسحاق بن امام موسی کاظم علیه السلام است بدین وجه در بعض تالیفات خود را موسوی ملقب فرموده اند ـ

خانه بردوش سلوک معنوی　　　واله سید محمد موسوی

نجم الهدی

اسم مبارک والدش نیز محمد بود او بطریق تجرد وانقطاع از دنیا اختیار فرمودند و بزیارت روضه حضرت امام علی الرضا علیه السلام در مشهد مقدس تشریف فرمودند وبعد از زیارت امام علیه السلام در ولایت قهستان[۱] مراجعت فرمودند ودر مقام قصبه تاین وطن گرفته تاهل اختیار فرمودند وثمره آن

---

[۱] قهستان نام ملکی است در خراسان ۱۲

Marfat.com

٧٩٥ھ
ازدواج در سن ہفت صد و نود و پنج ہجری حضرت سید محمد نوربخش در قصبۂ قائن تولد شدند و در عمر ہفت سالگی قرآن مجید را حفظ نمودہ باندک عرصہ در جمیع علوم شریعت متبحر گشتند و در سلوک طریقت از حضرت خواجہ اسحاق ختلانی[1] رحمۃ اللہ علیہ کہ او مرید امیر کبیر سید علی ہمدانی است بیعت کردہ بقلیل مدت منازل طریقت و حقیقت و معرفت طے فرمودند و باستعداد و قابلیت خود درصف واصلان حق ملحق شدند و مرشد خود خواجہ اسحاق ختلانی بموجب خواہش سید موصوف را لقب نوربخش خطاب فرمودند۔ چنانچہ حضرت شاہ سید در واردات خود اظہار کردہ اند کہ ؎

نہاد است والدم نامم محمد   لقب داد نوربخش پیرم مجدد

٧٩٥ — ٨٦٩ھ

کہ پیرم شاہ اسحاق است ختلانی[1]   مرید پیر کامل شاہ ہمدان

٨٢٦ھ

علی ثانی است مرید شیخ محمود   علاؤ الدولہ سمنانی[2] است پیر محمود

٧٨٦ھ   ٧٦٦ھ   ٧٣٦ھ

بود شیخ عبد الرحمن پیر سمنان[2]   مرید شیخ احمد دال بایقان

٦٥٩   ٦٦٢ھ

بدانی نام پیرش شیخ علی لالا   مرید شیخ نجم الدین کبریٰ

٦٤٢   ٦١٨ھ

بود او نیک مرید شیخ عمار   (نجیب) سہروردی بدانی پیر عمار

٥٨٢   ٥٦٣

---

[1] ختلان ولایت است در بدخشان ١٢ [2] سمنان شہریست میان دامغان و رے ١٢

اللہم اغفر لکاتبہ وارحم علیہ فانہ محتاج الی رحمتک ١٢

Marfat.com

سهروردی مرید شیخ غزالی — بود او نیک مرید شیخ نساجی

۵۲۰ھ — ۴۸۷ھ

بود پیرش ابوالقاسم گرگان[1] — مرید شیخ مغربی ابو عثمان

۴۵۰ھ — ۳۷۳ھ

که او بود نیک مرید علی کاتب — که پیرش رودباری شیخ غالب

۳۴۶ھ — ۳۲۲ھ

بود پیرش جنید آن شیخ بغداد — که او سردار راه است آن خداداد

۲۹۷ھ

بود خالش و هم پیرش که سری — مرید شیخ فانی شیخ کرخی[2]

۲۵۱ھ

بود معروف کرخی اهل دربان — علی موسی رضا آن شاه وصلان

۲۳۴ھ — ۱۴۸ — ۲۰۳ھ

مرید و خادم و دربان بردار — شب و روز بود دائم کفش بردار

از و حاصل بکرد آن نور باطن — و او از والدش ظاهر و باطن

۸۰ — ۱۴۸

امام الاصفیا موسی ز صادق — و او از والدش گردند فائق

۱۱۸ — ۱۸۳ھ

ازاں خود شهرتش باقر لقب شد — که او علمش ز اشمارش گذر شد

۵۷ھ — ۱۱۵ھ

علی زین العباد از آب و گلش — بیاموزند طریق و علم جدش

۳۸ — ھ

---

[1] گرگان نام شهر از ایران ۱۲ [2] کرخ دہی است در بغداد ۱۲

Marfat.com

منور بود حسنین از علوم ہا	کہ ایشاں خلف باشند علوم ہا

پیشتر دروازه ۱۲

نبی فرمود من شہر علومم	علیؑ دروازهٔ بر حق علومم

القصہ حضرت خواجۂ اسحاق ختلانی خرقۂ خود را کہ حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی قدس سرہ اورا آخری خرقہ دادہ بودند بسید محمد نور بخش رحمۃ اللہ علیہ از دست خود پوشانید وبر مسند ارشاد نشاندند وامور خانقاہ وجمیع سالکان را باو تفویض کردند و فرمودند کہ ہر کرا داعیہ سلوک است بہ خدمت سید محمد نوربخش رجوع نماید کہ اگرچہ بظاہر مرید ماست امادر حقیقت پیر ماست حضرت سید محمد نور بخش قدس سرہ در بعض اشعار خود بایں معنی اشارہ کردہ است ؎

پیریم و مرید خواجہ اسحاق	او شیخ شہید قطب آفاق

شیخ محمد بن حاجی محمد سمرقندی کہ از مریدان حضرت سید بودہ در تذکرہ بیان احوال و مقامات آنحضرت نوشتہ کہ چوں بر خواجہ اسحاق از روئے کشف صحت وسیادت وعلو مرتبۂ حضرت سید ظاہر شد پس دست بیعت باو دادند و گفتند بیعت میکنیم با فرزند حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محمد نوربخش وایں آیت را خواندہ کہ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰھَدَ عَلَیْہُ اللّٰہَ فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا ؕ دیگر ایں گفت سر بازیم وروبر نگردانیم وایں بیت نیز دراں وقت از مطلع خاطر انوار ایشاں سرزدہ کہ ؎

غلام آنچناں عشقی کہ از وے بوئے خوں آید
معاذ اللہ کہ ایں سودا مرا از سر بروں آید

واز مریدانِ حضرت خواجہ اسحاق قدس سرہ دراں روز دوازدہ کس بیعت

Marfat.com

کردند و گفتند که امروز بدین عدد اکتفاء مے کنیم آنگاه خواجه از خانقاه بیرون آمدند و باقی اصحاب و مریداں نیز بیعت کردند و لیکن سید عبد اللہ برزش آبادی و شیخ سلطان و شیخ بهاؤ الدین کشمیری که از خلفائے حضرت خواجه بودند ایشاں قبل ازیں مرخص کرده بودند بدیں جهت حاضر نه بودند پس به جهت اخذ بیعت عزیمت دعوت خلق کردند و در جمعه چهاردهم از تاریخ یوم بیعت سنه ست و عشرین و ثمان مایة من ہجرة النبی صلی اللہ علیہ وسلم بکوه تبرتی از قلاع ولایت ختلان رفتند و بنا بر رسم طریقت لباس مخصوصه و دستار سیاه می پوشیدند و خلق را به بیعت دعوت کردند۔

دراں زماں مرزا شاهرخ ابن امیر تیمور لنگ بر یک حصه از مملکت وسیع پدرش که ایران و توران و هند و عرب زیر نگیں ایشاں بودند و حاکم ختلان سلطان بایزید من جانب مرزا شاهرخ مامور بود ایشاں را دعوت حضرت سید و خواجه اطلاع رسید و بعض مخالفاں سلطان بایزید را از داعیه حضرت خواجه و سید خلاف واقعه دلفقت ساختند که دعوائے خلافت ظاهری میکنند و او را پیش از آنکه با خواجه و سید ملاقات شوند به سر ایشاں بروند و ایشاں را با جمعی از اعیان گرفتند و به جانب هرات دار الخلافه مرزا شاهرخ روانه کردند و صورت حال را بمرزا شاهرخ عرض داشت کردند و چوں خبر بمیرزا شاهرخ رسید حکم کرد که ایشاں بهر جائے که باتفاق تلاقی شوند خواجه و برادر او و سید را بهماں جا به قتل آرند۔

راویاں چنیں گویند که بهماں لحظه [illegible] شاهرخ [illegible] درد شکم پیدا شد و بسیار مضطرب شده بعلاج [illegible] معروف بسیار سعی کردند و هیچ [illegible] حاصل نه شد حکیم قوام الدین که از مقربان او بود و در علم طب [illegible] از معالجه عاجز مانده بود و دریں اثنا بعرض رسانید که سید محمد نور بخش [illegible] در عالم مثل خود ندارد و در زهد و تقوی و علم و ریاضت و کمالات صوری و معنوی داند حکم به کشتن او کرده اید پس ایں درد شما را دوا لغیر آں حکم است مرزا شاهرخ

فی الحال نشان فرستاد کہ سید محمد نوربخش و خواجہ را مقید بہرات آرید و از قتل
ایشان باز باشید پس مقارن ایں حال درد شکم او تسکین یافت و او را تبہتی حاصل
شد۔ و چوں قاصد بہ بلخ[1] رسید خواجہ و سید و رفقائے ایشان از آں طرف بہ بلخ
رسیدہ بودند بہ حکم اوّل مرزا شاہرخ ہماں جا خواجہ و برادرش شہید کردند۔
بعد ازاں نشان مرزا رسید و حضرت سیّد را مقید بہ ہرات آوردند و چوں
از کیفیت حال پرسیدند گفت قصد یک سر موئے ہیچ مسلمان نکردہ ایم و
تبرے بروئے ہیچ کس نینداختیم پس با وجود ظہور ایں معنی مقید بہ حصار اختیار الدین
فرستادند۔ و بعد مدت ہجدہ روز از سیاہ چاہش کہ دراں حصار بود بیروں آوردند
و ہمچناں مقید با بجولان بشیراز[2] روانہ کردند و مدتے در بہبہان[3] کہ از مضافات خوزستان
است او را دراں جا نگاہ می داشتند و جمعے از متعلقان خود برو گماشتند و سیاستش
آزارش کردند و بعد از مدتے والیئے شیراز ابراہیم سلطان حکم کرد کہ بند از پائے او
بردارند و بگذارند کہ بہر جا خواہد برود۔ حضرت سید از آں جا بطرف شوشتر[5] و بصرہ
روانہ شدہ بحلہ رفتند و مردم آں جا حضرت سید را بوظائف خدمتگذاری بجا آوردند
و از آں جا بہ بغداد توجہ نمودند و زیارت مشاہد متبرکہ کردند و بعد ازاں بکردستان[4]
آمدند و قبائل خیلی و بختیاری و غیرہا جم غفیر در حلقۂ مریدان او داخل شدند و طریقہ
محبت و خدمت گذاری بجا آوردند و امراء اکابر ایں جا طریق انقیاد و اطاعت پیش
گرفتند و مدتے سکہ بنام او زدند و خطبہ بنام او خواندند۔

و حضرت سید قدس سرہ از انجا بگیلان[6] آمدند و ازاں جا بکردستان معاودت
نمودند و دریں وقت مرزا شاہرخ در آذربائیجان بود چوں او را خبر وصول حضرت

---

[1] بلخ نام شہر از ایران ۱۲ [2] شیراز نام شہرے از فارس۔ فارس نام ولایتے است از ایران کہ چہار حصہ دارد۔ شیراز۔ اصفہان۔ کرمان۔ یزد ۱۲ [3] نام شہر و قبیلہ از ایران ۱۲
[4] کردستان نام ملکے است از ایران ۱۲ [5] شوشتر نام شہر در ایران ۱۲ [6] گیلان نام ملکے از ایران و نام دہے است نزدیک بغداد ۱۲۔

Marfat.com

سید به کردستان شنید نیز کارروائیان حضرت سید آگاه شدند بامرائے آن حدود دستور نوشت که هرجا که سید و توابع او دریابند گرفتار کرده بدربار ما آورید چون کسان مرزا شاہرخ در طلب او نمودند و حضرت سید به خلخال[1] رفت واز انجا حضرت سید را مقید کرده بدربار مرزا شاہرخ بردند و به مجلس طلبیده با دعتاب و تهدید بلیغ نمودند و چون حضرت سید را منکشف شد که او عزم قتل نموده است لاجرم حضرت سید تنها به حفظ جان خود فرار نموده سه شب در کوه هائے پر برف بسر بردند و راه آبادی نمی برد آخر الامر از انجا به خلخال نزدل آمد ولیکن خلخال او را گرفتار کرده به دربار مرزا شاہرخ فرستادند و او دستور داد که وے را در چاه مقید کردند و بعد از پنجاه و سه روز از مجلس بیرون آوردند و مقید به هرات بردند و چون به هرات رسیدند مرزا شاہرخ بحضرت سید دستور دادند که روز جمعه بر منبر باید رفت واز ادعائے خلافت واز دعوائے امام محمد مهدی آخر الزمان انحراف باید کرد و در آن مبالغه بسیار کردند چنانچه حضرت سید همچنان مقید و پا به زنجیر بر منبر رفته فرمودند که ازین فقیر سخنی میگوئید اگر گفتم و اگر نگفتم رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ٥ و فاتحه خواند و فرود آمد۔

پس از آن در جمادی الاولی سنه اربعین و ثمان مائة من الهجرة بند از پائے او برداشتند و حکم کرد که من بعد الیوم کسان نزد خود جمع نه نمایند و خود دستار سیاه نه بستند و در مجالس درس از علم فقه چیزے نگویند و لعلوم رسمی نپردازند۔

اما مرزا شاہرخ را ازین تدبیر هیچ فائده نه بخشید و نفوذ حضرت سید روز افزون بود که قریب سه هزار کس مشتاق صحبت رسیدند پس او از خطره لاحق شده یار سید را گرفتار کرده پا بجولان در ماه رمضان شریف حضرت سید را به تبریز[2] فرستادند و منکوحه

---

[1] خلخال نام شهریست در آذربائیجان ۱۲ و آذربائیجان نام ملکی است از ایران مابین هرات [illegible] ۱۲ [2] تبریز نام شهریست در آذربائیجان ۱۲

داد کہ والئے تبریز ایشاں را بروم باید رسانید ۔ حضرت سید چوں بہ تبریز رسیدند بند ہا از پش بر داشتند و آنحضرت از انجا بشیروان رفتہ بگیلان رسیدند و مدتے از ینجا قیام فرمودو مرزا شاہرخ را بدیں مضمون خط نوشت ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ

بعد حمد الٰہی و صلوات قائل مَنْ اَرِنَا الْاَشْيَاءَ كَمَا هِيَ اعلام حضرت پادشاہی میرود کہ مدت بست سال است کہ آں پادشاہ در ابتدائے ایں مظہر سعی بلیغ می نماید و سہ نوبت مقید گردانیدہ است و دو نوبت در چاہ داشتہ و ہزار فرسخ تقریباً باشد اقلیم باقلیم گردانید و الحال کہ آخر عمر وے است و نوبت پادشاہی نزدیک است کہ منقضی شود ہنوز در اندیشہ آں است کہ ایں مظہر را باز بدست آوردہ مقید گرداند و ایں حال نزد مکاشفاں محالست از بہر آنکہ سہ قید بنیایاں دیدہ بودند و دانایاں دانستہ ۔ اکنوں توقع از پادشاہ آں است کہ از کردہ خود پشیماں گردد و استغفار فرماید و زیادہ ازیں در قصد خاندان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نکوشد ۔ وَاللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۔

(منکہ محمد نوربخش)

بعضی مریدان مخلصین از اں حضرت سید از معمائے عبارت کہ "نزد مکاشفاں محال است بہر آنکہ سہ قید بنیایاں دیدہ بودند" دریافت کردند پس فرمود کہ قبل از ولادت من جناب تجلی مآب قدوۃ المرشدین شیخ شہاب الدین عمر سہروردی مصنف کتاب عوارف المعارف ادام اللہ برکاتہ حالہ در ہرات در اوائل ماہ رمضان رویائے صالحہ دیدند کہ یوسف صدیق علیہ السلام سہ نوبت از آسمان بہ زمین تنزل نمودند و نوبت سیوم از دو نوبت دیگر اندک تر بود بعینہ تعبیر چنیں اتفاق افتاد کہ نوبت اول مدت شش ماہ بود و بند گراں و حکم قتل بود ۔ و نوبت دوم مدت قید چہار ماہ بود و چاہ و بند گراں و حکم قتل بود و نوبت سیوم مدت قید دو ماہ بود و چاہ و سبک بود و حکم قتل نبود پس اکنوں عمر

129460

Marfat.com

سلطنت وے بپایاں رسیدہ است ونوبت آل محمد است صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم۔

وبعد از رسیدن ایں کتابت مرزا شاہرخ بدبخت یک سال بر تخت سلطنت قائم نہ ماند بلکہ کم از یک سال ازیں دار غرور بدرکات جہنم ونبور انتقال نمود۔ گفتند کہ اندازۂ حضرت سید قدس سرہ وپیشین گوئی او درست افتاد کہ مرزا شاہرخ در سن پنجاہ وہشت ۸۵۰ صد ہجری عمرش بپایاں رسیدہ در شہر بلخ مدفون شد۔

از حضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ منقول است کہ شیخ محمد غیبی از جملہ مریدان حضرت شاہ سید محمد نوربخش قدس سرہ طبقۂ آخریں بود واز جملہ ساکنان سولغان بودہ واکثر اراضی آں دیار از املاکات آباء واجداد او بود چوں آوازۂ حضرت شاہ سید قدس سرہ باستماع اہل عراق وخراسان رسید کہ مرزا شاہرخ حضرت سید محمد نوربخش را از سرحد ماوراء النہر اخراج نمودہ در مملکت گیلان کہ تحت تصرف جہاں شاہ مرزا است بتشریف قدوم شریفش مشرف شدہ اند ودر موضع شفتا کہ مشہور بہ کورۂ گیلان است مقیم گشتہ اند ومردم ممالک دغدغۂ سلوک راہ دارند از مقربلا در آمدہ در خدمت آنحضرت جمع می شوند۔

شیخ محمد غیبی را خاطفہ درد طلب وجاذبۂ شوق وشغف گریبان گیر احوال گشتہ خان ومان مالوفۂ خود را ترک کردہ از مسکن خود متوجہ بگیلان گشت وبعد از رسیدن بہ بقعۂ کورہ دید کہ مردم عالم از بلاد عرب وعجم بخدمت آنحضرت انبوہ در انبوہ جمع گشتہ اند وعود در ابتدائے حال بایں جان بازی ہا قوت ومجال نہ دید بیک گوشہ نشست سر بجیب تفکر کشید۔

بعد از زمانے یکے از آشنایان کہ باو سابقہ معرفتے داشت دید او را پیش خود طلبیدہ ملاقات کردہ از کیفیت احوال وصورت تحصیل وصال آں آفتاب سپہر کمال استفسار نمود وانواع ریاضات ومجاہدات مجاوراں و

Marfat.com

مریداں مسائلت کرد وچوں آشنا اند کہ از شدّ اندر ریاضات و محن مجاہدات سالکانِ مسالک طریقت باو تقریر نمود۔ شیخ محمد غلبی ضعف و بے قوتی تن خود ملاحظہ نمودہ از ارتکاب اینچنیں ریاضت ناامید گشت و باز از خدمتہائے کہ قبول خاطر حضرت شاہ سید بودہ باشد سوال کرد آں آشنا باز باو اعلام نمود کہ از واسطۂ کثرت ملازماں و ازدحام مریداں ترا فرصت خدمت کجا می رسد اگر یک سال بر آستانۂ ملازمت انتظار می کشی معلوم نیست کہ ترا یک خدمت آن مظہر ولایت حاصل دیسر گردد۔ امّا از زبان مبارک آنحضرت شنیدہ ام کہ ہر کہ خبر مرگ مرزا شاہرخ بمن رساند بے تکلیف خدمت و ریاضت اورا بہ مطلوب اصلی و مقصود حقیقی می رسانم۔

شیخ محمد غلبی ایں خبر شنیدہ خود را قوت کشیدن محنت ریاضت و تحمل بار مجاہدت ندید لاجرم ابلاغ ایں پیام سہل پنداشت فی الحال از لفغۂ کورہ بارہ ارتحال بربستہ عازم بلاد ماوراء النہر و قاصد مرگ آں بے بہر گشت وچوں بداں دیار رسید در دار الملک بلخ لنگر اقامت انداخت کہ دراں وقت پائے تخت دار السلطنت آں بدبخت بود و دراں دیار مقیم شدہ انتظار مرگ آں بے برگ کشید وچوں مدت انتظار موتش باطالت و درازی کشید۔ روزے شنید کہ قاصد از حضرت شاہ سید محمد نوربخش قدس سرہ پیش بادشاہ مرزا شاہرخ رسیدہ است و کتابتے برائے نصیحت آں دجال صفت نوشتہ است پس شیخ محمد غلبی اہتمام تمام نمودہ و از بعض آشنایاں التماس کردہ آں خط را بدست آورد وچوں بنظر خود مطالعہ درآورد و بر مضمون آں کتابت فرحناک و امیدوار گشت کہ مدت انتظار من بآخر انجامیدہ است۔

وچوں مرزا شاہرخ انتقال شدہ مدفون گشت شیخ محمد غلبی از شہر بلخ برآمدہ باقدام سرعت متوجہ بولایت گیلان گشت و دو سہ مراحل راہ را بیک منزل آوردہ بعضی حریم خانقاہ آنحضرت درآمدہ از اسپ فرود درآمدہ بلا توقف نزدیک

Marfat.com

حضرت شاہ سید بعد تحیۃ سلام بشارت مرگ او انجام رسانید کہ یا حضرت شاہ مرزا شاہرخ بہ جہنم رفت و بدست خود در زیر زمین دفن کردہ ایم و حضرت شاہ سید محمد نوربخش قدس سرہ در حین ابلاغ این خوشخبری بہ بشاشت تمام نظر شفقت و دیدۂ مرحمت بر چشم و روئے آں لائق ولایت انداخت و بہ مجرد نظر کیمیا اثر آں مرد غبی بدرجۂ کاملین رسید و بہ مجذوبین پیوست ؎

یکے مرد آورد مژدہ بشاہ — کہ شاہرخ کنوں زوال شد زجاہ
دفن کردہ ایم جسمش زیر زمین — بدیں مژدہ بر وقت شد شاد شاہ
نگاہ کرد شاہش نظر کیمیا — براں لحظہ شد مرد مجذوب راہ

و دراں وقت حضرت شیخ محمد سمرقندی در مجلس حضرت شاہ سید حاضر بود چوں آثار فیوض انظار انوار حضرت شاہ سید ملاحظہ و مشاہدہ نمود دراں حال حضرت شاہ سید از زبان مبارک خود بداہۃً این غزل انشاء فرمود و بشوق تمام می خواند ؎

آنم کہ زہر در کف من انگبیں شود — دیو از لطافتم بمثل حور عیں شود
آنم کہ گر بہ بیند م آں شہے یک — آں بر در تیا زگدائی کمیں شود
آنم کہ گر گذار کنم بر دل جحیم — دوزخ بہشت و نار گل و یاسمیں شود
آں کو زروئے صدق نہد سر بر آستاں — زچرخ پائے رفعت او رازمیں شود
لطفے ست عام از دل درویش در جہاں — لیک آں لطیفہ ساکن قلب حزیں شود
حیراں شد آں یکے کہ بحق چوں سید زند — پنداشت کاں زخاصیت اربعیں شود

لے جانِ من کہ چشم نوربخش کیمیا ست
بر ہر کہ آنچناں نگرد ایں چنیں شود

و در ہماں روز حضرت شاہ سید خط ارشاد و اخذ بیعت و قبول توبۂ تائبان بایں شیخ محمد غیبی عطا نمودہ مرخص ساختند۔

بعد ازاں حضرت شاہ سید از گیلان متوجہ بولایت رے گردید و در رے

Marfat.com

قریۂ نفیس کہ آں را صولغان گویند احداث فرمود وہمانجا باغے با دل فراغ تعمیر کردند و رفیقۂ حیات جسمانی برائے نسل انسانی ازدواج فرمودند و حضرت شاہ قاسم و سید جعفر و میر سعد الحق ابنائے آں بزرگوار نتیجۂ آں ازدواج است کہ در قریۂ صولغان تولد شدند و بقیہ عمر آنحضرت شاہ سید از فارغ البالی بعبادت الٰہی و ارشاد تصفیۂ قلبی اشتغال فرمودند و چوں حضرت شاہ سید عزم سفر جنت توجہ بزیارت بیت الحرام فرمودند خط ارشاد طالبان راہ طریقت و اخذ بیعت برائے حضرت شاہ قاسم انوار نوشتند کہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

جملہ اقطاب و افراد و اوتاد و ابدال و ابرار و سائر رجال و سادات و قضات و علماء و خواص و عوام و سائر امت حضرت سید الانام بہ سلام مخصوص آمد۔

بعدہ اعلام میرود کہ فرزندم قرۃ العین قاسم طول اللہ عمرہ چوں فنون ادبیہ و شرعیہ و حکمیہ و ریاضیہ و اطوار سبعیات و انوار مکاشفات و تجلیات و آداب طریقت و معرفت و حقیقت دارد و علو ہمت او چناں اقتضاء کرد کہ اہل دانش و بینش جہاں را دریابد مبنی برایں اختیار سفر کرد و لعد اشارات معنوی ملتمس وے را مبذول داشتم و چوں محقق است کہ قمر ہرچند از شمس دور تر است در استغناء و اضاءت اتم و اکمل است اجازت فرمودیم کہ در ایران و توران و عرب و عجم و ہند و سندھ ہرجا کہ برسد بندگاں را بخدا و سالکاں را بمرتبہ قصوی و عارفاں را بدرجۂ اعلیٰ و علماء را بطریق ہدیٰ رساند۔ و در ارشاد طریقت و احیائے حقیقت و ترویج شریعت سعی تمام واجب شمرد و وظیفۂ عالمیاں آنکہ صحبت وے را غنیمت دانستہ در استفادہ و استفاضہ و خدمت گاری و ملازمت تقصیر جائز نہ دارد۔ کہ قرون و دہور لیبا رباید تا مظہر جامعی مانند وے بظہور آید حضرت اللہ تعالےٰ برکات فیض ایں قرۃ العین

Marfat.com

را لعالمیاں رسانادو ذات شریف وے را لبیار سال بصحت وسلامت دارد
فقط منکہ محمد نور بخش

وحضرت شاہ سید بعد از مراجعت زیارت حرمین در قریہ سولغان کہ قریۂ معمورۂ خود در ولایت رَے قیام فرمودند و چوں بسمع مبارک آنحضرت اشارت بشارت انجام اَلَاطَالَ شَوْقُ الْاَبْرَارِ اِلٰی لِقَائِیْ وَاَنَا اَشَدُّ شَوْقًا اِلَیْھِمْ رسید آنحضرت را باد آشیانہ اصلی مستولی گشت و بخلوت خانۂ دار السلام نیت چلۂ دوام جزم فرمود کہ بتاریخ پنجشنبہ بوقت چاشت چہار دہم ربیع الاول سنہ تسع وستین وثمان مأیۃ از ہجرت النبی صلی اللہ علیہ [۱۴] وسلم ازیں جہان فانی بریاض [۸۶۹] دار الباقی خرامیدند اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔

ودر باغیکہ خود تعمیر کردہ بود زیارت گاہ خاص وعام گردید و حضرت شیخ محمد بحری تاریخ وفات وایام حیات آنحضرت بایں طور بہ نظم آوردہ اند ؎

آفتاب اوج دانش نور چشم اہل دین   نور بخش جسم و جاں آں قہرمان ماء و طین
سال عمرش بود ہفتاد و سہ [۷۳] سال و وفات   ہشت صد شصت [۸۶۹] نہ بود و ماہش ربیع الآخر
چار دہ زاں ماہ رفتہ پنجشنبہ چاشتگاہ   درگذشت از عالم فانی بہ امام العالمین

ودریں مصیبت جاں سوز دلہائے مخلصاں بر آتش احزان سوختند و دیدہائے مریداں چوں ابر نیساں قطرات حسرت باریدند وحضرت شیخ محمد علیہ الرحمہ ایں بیتے چند بطور مرثیہ گفتند ؎

مباش اے دل غافل مقید ایں دنیا   کہ اعتبار ندارد جہاں ومافیہا
چہ حاصل است ز بودی کہ او بود نابود   چہ سود زانکہ زیاں میرساند اں سودا
ہزار نیش دہد تا رسد مگر نوشی   ہزار خار خلد بر امید یک خرما
بیا و دامن ہمت ز گرد خاک فشاں   دو روزہ عمر عزیزت مدہ بباد ہوا

Marfat.com

نگر بدیدۂ عبرت دریں رباط دو در | کہ آمدن نہ کجا بود و رفتن بہ کجا
چوں آمدی بچہ کار آمدی چہ داری نو | زحال خویش شو آگاہ و چشم دل بکشا
ز قعر بحر فنا جوئی گوہر مقصود | مشو بباد ہوا غرہ چوں کف دریا
بہ بیں کہ آدم و نوح و خلیل و صالح کو | کجاست موسٰی عمران و خواجہ دوسرا
کجا شدند امامان و اہل بیت رسول | کجا شدند جنید و سری و ابن عطا
کجا شدند سلاطین با جلالت و قدر | چو کیقباد و فریدوں سکندر و دارا
ز دست تبر داجل جاں نبرد و ہم نبرد | کسی ز پیر و جوان و کسی شاہ و گدا
کجاست جسم عدیم المثال آن ذاتے | کہ نور بخش جہاں بودہ و امام ہدی

دریغ و درد کہ بگذشت نور بخش جہاں
کہ اوست ہادی و مہدی ست مقتدائے ہاں

کتاب فقہ احوط و اصول عقاید و نجم الہدی و النسانی نامہ و کتاب سلسلۃ الذہب ملقب بہ مشجر الاولیاء۔ و صحیفۃ الاولیاء و مجموعۂ غزلیات و رسالۂ اخلاقیہ منجملہ تالیفات حضرت شاہ سید محمد نور بخش است رضوان اللہ علیہ و علی جمیع عباد اللہ الصالحین۔

Marfat.com

احوال حضرت شاہ قاسم انوار معروف بہ فیض بخش خلیفۂ طبقۂ اولی حضرت سید محمد نوربخش قدس سرہ

حضرت شاہ قاسم در مقام سولغان قصبۂ ولایت رے ملک خراسان عراق عجم تولد جہان آرائے شدند و جملہ علوم ظاہری و باطنی و کمال دولت معنوی در سن ہفت سالگی از والد بزرگوار و از مشائخ واصلین از بر کردند چنانچہ والد بزرگوارش در مدح کمالیت و قابلیتش را در خطار شاد اعلام فرمودند و نیز در عنوان فقہ احوط بدین القاب مخاطب فرمودند کہ۔

فَاعْلَمْ اَیُّهَا الْوَلَدُ الْقَابِلُ الْعَالِمُ الْفَاضِلُ الْمُکَاشِفُ الْوَاصِلُ الْمُرْشِدُ الْکَامِلُ الْمُکَمِّلُ رَزَقَکَ اللّٰهُ کَمَالَ الْمَعْرِفَةِ فِیْ حَقَائِقِ الْاَشْیَاءِ شَرِیْعَةً وَّطَرِیْقَةً وَّحَقِیْقَةً۔

و در رسالۂ اصول عقاید بدین صفت موصوف کردہ اند کہ

اِعْلَمْ اَیُّهَا الْوَلَدُ الْاَعَزُّ مِنَ الرُّوْحِ صَاحِبُ النُّصْرَةِ وَالظَّفَرِ وَ الْفُتُوْحِ فِی السُّلْطَانِ الْاَعْدَلِ وَالْمُقْبِلُ الْاَقْبَلُ ذُو النَّسَبِ الطَّاهِرِ النَّبَوِیَّةِ وَالْحَسَبِ الْبَاهِرِ الْعَلَوِیَّةِ الَّذِیْ اِمْتَازَ مِنْ سَلَاطِیْنِ الدَّوْرَانِ بِقَبُوْلِ قُلُوْبِ اَهْلِ الْکَشْفِ وَالْعِرْفَانِ وَفَاقَ بِالْعَقْلِ وَالْفَهْمِ وَالْعَقِیْدَةِ الطَّاهِرَةِ عَلَی الْاَقْرَانِ وَاخْتُصَّ بِتَقْوِیَةِ الْاِسْلَامِ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ وَفَّقَکَ اللّٰهُ تَعَالٰی بِکَمَالِ الْاِیْقَانِ۔

نیز حضرت شاہ سید از زبان مبارک خود در صحیفۃ الاولیاء فرمودہ کہ

بود قاسم از اولیاء بے گمان	باحوال و عرفان و کشف و عیان
ازیں پس دو سہ مرد با کشف حال	باز بیشود دیدہ بے قیل و قال
الٰہی رسانش بعمر دراز	کہ ہست او بمعنی یکے شہباز

Marfat.com

و در حین حیات حضرت سید نور بخش قدس سرہ بر مسند ارشاد و جانشینی خود حضرت شاہ قاسم سرافراز کردند و در غزلیات خود اظہار نمودند کہ ؎

از نور بخش ہر کہ طلب مے کند بگو !
تا پیش قاسم آید مردے شود متیں

و لقب حضرت قاسم بہ صفت مشہور است کہ شاہ قاسم انوار و فیض بخش و نور بخش۔ و حضرت قاسم و برادرش سید جعفر نور بخش در عہد سلطان حسین مرزا والئ خراسان آنچہ در سنہ ہشت صد و ہفتاد و ہشت ہجری تخت نشین شدہ در سنہ نہ صد و دوازدہ ہجری وفات شدند۔ در خراسان رفتند۔ و سید جعفر نور بخش ازاں جا در عربستان رفتہ بقیہ عمرش در عبادات الٰہی انجام رسیدند۔

و موجب آمدن حضرت شاہ قاسم از عراق عجم در خراسان آن است کہ صاحب قران فرخندہ نشان سلطان حسین مرزا[1] والیے خراسان را با خلفائے عظام حضرت سید العارفین شاہ سید محمد نور بخش قدس سرہ کہ در ملک خراسان مشہور بودند صحبتہائے می داشت و از زبان ایشان تعریفات حضرت شاہ قاسم استماع نمودند و بعد از شنیدن اوصاف آنحضرت مشتاق ملاقات گشتہ رسائل متواترہ بہ دربار حضرت شاہ قاسم مے فرستاد و تشریف قدوم حضرت شاہ استدعاء می نمود و می نوشت کہ ؎

ہمائے اوج سعادت بدام ما افتد
اگر ترا گذرے بر مقام ما افتد

و سلطان حسین مرزا برائے اجازت قدوم میمنت حضرت شاہ قاسم بخدمت شاہ سلطان یعقوب والیے عراق درخواست پیش نمود و ایں سلطان

---

[1] سلطان حسین مرزا ابن سلطان غیاث الدین منصور بن امیرزادہ بایسنقر ابن مرزا عمر شیخ بن امیر تیمور گرگان ۱۲ (تاریخ روضۃ الصفاء)

Marfat.com

یعقوب از قوم آق قونیلو ترکمان بود در ولایت عراق و علاقہائے آذربائیجان وغیرہ مضافات ایران از سنہ ہشت صد و ہشتاد و چہار ہجری ۸۸۴ تا ہشت صد و نود و چہار ۸۹۴ حکمران بودند و دراں وقت سلطان حسین مرزا در مرضے مبتلا بودند و با میدے کہ بہ برکت دم پاک حضرت شاہ و قدم مبارکش شفا یابد و لمعیت درخواست قصبۂ سمنان کہ مشہور با رونق شہر خراسان است سلطان یعقوب را پیش کش نمود تا حضرت شاہ قاسم را بہ تشریف آوری در خراسان اجازت دہند چونکہ حضرت شاہ قاسم را سلطان یعقوب رغبت تمام و محبت کمال داشتہ بودند و اکثر اوقات از مقولات طیبہ و مطائبہ زینت دربار داشت پس حضرت شاہ قاسم بواسطہ استدعائے پادشاہ خراسان و باجازت سلطان یعقوب عزیمت ملک ایران نمودہ متوجہ خراسان شدند و ہمراہ برادرش امیر سید جعفر نوربخش و جملہ خدام و فراش و سقا و طباخ و خیمہ کش و علاقہ از مریدان اخلاص نشان جماعتے بودند و حضرت میر شمس الدین محمد عراقی ہم ہمراہ گرفتہ بعد از طے منازل بزیارت مشہد مقدسہ حضرت شاہ خراسان امام علی رضا علیہ السلام مشرف شدند۔

روزے چند دراں جا توقف فرمودند و چوں خبر قدوم آنحضرت سلطان حسین مرزا رسیدند و جمعیت کثیر از خواصان مقرب باستقبال حضرت شاہ قاسم تا بہ مشہد مقدسہ فرستادند و آں جماعت بمشہد در خدمت حضرت شاہ ہمراہ شدہ بدار الملک ہرات کہ پائے تخت پادشاہ بود بہ تعظیم و اجلال رسانیدند و سلطان حسین مرزا بذات خود رو'' شدہ تا لبنہ فرسخ راہ جہت پیشوائی حضرت شاہ قاسم استقبال نمودند و حضرت شاہ را ہمراہ گرفتہ با عزاز و اکرام تمام در محلہائے باغ زاغاں فرود آوردند و با نواع ضیافتہا و مہمانیہا پیش آوردند و بعدا: روز

لہ مشہد نام شہریست از ایران آں را طوس می گویند ۱۲

Marfat.com

چند سلطان حسین مرزا و حرم محترم آنجناب کہ خدیجہ بیگم نام داشت باتفاق پیش حضرت شاہ قاسم بیعت کردند و خواص وندمائے درگاہ ہم نوبت بر نوبت مہانہامی کردند و بعض ازانہا پیش آنحضرت آمدہ باخذ بیعت خودرا سرفراز ساختند۔

و وزیر آنجناب کہ شہزادہ محمد معروف کیجک مرزا نام داشت از غایت صدق و صفا مخلص آنحضرت گشتہ در دائرۂ بیعت آنحضرت درآمدند و روز بروز سلسلۂ عالیۂ نوربخشیہ را ارتفاع می یافت و روش طریقۂ ہمدانیہ رونق تمامی گرفت و اکثر علمائے و مشائخے ہمچو شیخ الاسلام علامہ تفتازانی و مولانا حسین واعظی و مولانا علی قوشجی وغیرہم کہ در جمیع منقولات و معقولات از جملہ علمائے زمان مشہور بودند و تصانیف و تالیفات آں متبحراں مقبول اذہان بودند بشرف خدمت حضرت شاہ قاسم مشرف شدند و از کتب مشائخ عظام و رسائل اہل تصوف و ارباب کمال کہ ہمراہ حضرت شاہ قاسم بود ایشاں استفادہ و استفاضہ نمودند و چوں ایام شتا و موسم زمستاں رسید سلطان حسین مرزا از حضرت شاہ قاسم التماس نمود کہ آرزو داریم کہ حضرت درینجا اربعینی نشینند تا آداب طریقہ ہمدانیہ و قواعد سلسلۂ نوربخشیہ را خبردار می شویم و التماس پادشاہ بمبالغہ انجامید پس آنحضرت قبول نمودند و در باغ زاغاں کہ مخصوصۂ محلات پادشاہ بود یک عمارتی برائے اربعین خانہ اختیار فرمودند و حضرت شاہ بمعہ جملہ خادماں کہ در حضر و سفر در خدمت حضرت بودند معین کردہ باربعین نشینی مامور ساختند و حضرت شاہ در سفر سہ ہزار ذکر خفی ہر شب وظیفہ راتبہ داشت و در حضر و اقامت منازل پنج ہزار ذکر وظیفہ اوقات بود

و سلطان حسین مرزا در وقت نشاندن درویشاں دراں مجلس شریف حاضر بودند و طریق نشستن درویشاں می دید و یک دو شمعی در صحن اربعین خانہ می افروخت و بعد از دو سہ روز ہمیشہ در اربعین خانہ حاضر می شد و طریقہ سلوک

Marfat.com

درویشان مشاهده میکردند و اعه خدمت ایشان بجا می آوردند و در آخر ده اربعین چند مرتبه بحضرت شاه ملاقات می کردند و با حضرت صحبتها داشتند و صباح عید اربعین جمله اکابر هرات بشرف ملاقات مشرف شدند

و حضرت میر شمس الدین محمد عراقی درین اربعین نیت عزلت کردند و تمام شب در اربعین خانه وظائف اذکار بجا می آوردند و روز بجهت تهیه اسباب اربعین می نمودند و بعد از انقضای این اربعین بسیار اکابر هرات از کمال ارادت مخلص گشتند و از جمله علمای عصر ملا حسین واعظی و ملا علی قوشجی و ملا عبدالله هاتفی پیش حضرت شاه آمده دست بیعت دادند و درین ایام شاه ابوالمعالی که فرزند کهتر حضرت شاه قاسم بود همراه گرفته بود و از برادران او ناگاه بعارضه بیمار گشت و چند روز بر بستر بیماری بوده باقتضاء حکم قضا ازین محنت سرای دنیا ارتحال نمود و تجرادو بنزدیک مزار میر حسینی مصنف کتاب زاد المسافرین و کنز الرموز و کتاب نزهة الارواح و مثنوی نامه حسینی یعنی سوالات گلشن راز است مدفون شد و هرات مدفون است و این میر حسینی از جمله خلفای حضرت شیخ بهاء الدین زکریا ملتانی است.

و جمله تفسیر آیات قرآنی آنچه از حضرت شاه قاسم انوار منقولست مرید آن حضرت مولانا حسین واعظی کاشفی در تفسیر حسینی آورده در قلوب جمله مریدان و معتقدان حضرت شاه سید محمد نوربخش قدس سره مجموعه تفسیرش را مقبول عام گردانید و اسم تفسیرش با اسم نامی سلطان حسین مرید حضرت شاه منسوب کرده تفسیر حسینی نام زد کرده

و سلطان حسین میرزا در عهد اقتدار خویش بعد از حضرت شاه قاسم فیض ...

[illegible] میر حسینی مرید شیخ بهاؤالدین زکریا ملتانی و او مرید شیخ شهاب الدین سهروردی و او مرید شیخ ابو نجیب سهروردی بود (مشجر الاولیاء)

Marfat.com

برائے ترویج و تقویت مذہب صوفیہ در مقامات دور دراز کہ دراں مقام ہا
مریداں و معتقدان نوربخشیہ آباد است نسخۂ تفسیر حسینی رائج گردانیدند و برائے
معتقدان آخر زمانہ مشعل راہ گردانیدند و تفسیر حسینی از مضامین بلاغت و فصاحت
و تواریخ و تصوف و احکام شریعت و طریقت مشحون است و ہم روایات ائمہ
طاہرین و مشائخ واصلین و تفاسیر ایشاں و اشارات کاملاں جمع کردہ شدہ
است ۔ مثلاً تفسیر و روایات امیر المومنین علی علیہ السلام و حضرت حسنین و
زین العباد و حضرت امام باقر و امام جعفر صادق و امام علی موسیٰ رضا علیہم السلام و
روایات و تفاسیر حضرت شاہ قاسم و شیخ رکن الدین علاؤالدولہ سمنانی و شیخ ابو علی
رودباری و شیخ ابو عثمان مغربی و شیخ جنید بغدادی و شیخ سری سقطی رضوان اللہ علیہم
اجمعین و غیرہم من العارفین ۔

و علاوہ ازیں از کتب و تفاسیر صوفیہ ہمچو معالم التنزیل و مدارک و کشاف و
بحر الحقائق و جواہر التفسیر و غیرہ و غیرہ و از کتب تصوف کتاب عوارف المعارف
و کتاب سلسلۃ الذہب و کشف الاسرار و فصل الخطاب خواجہ محمد پارسا و ذخیرۃ
الملوک ہمدانیہ و غیرہ حوالہ دادہ شدہ است ۔

تفسیر حضرت شاہ قاسم قدس سرہ

از تفسیر حسینی تبرکاً نمونۂ مشتے از خروارے دریں اوراق طبقات نوریہ
مندرج کردہ شود تا در چشم ناظران نورے و در دل عاشقاں سرورے حاصل
شود ۔ سورۃ الانبیاء در تفسیر آیت وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ
وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ۝ آفتاب اشارہ صاحب توحید است
بحضرت تمکین در حضرت شہود آراستہ نہ فزاید نہ کاہد لَوْ كُشِفَ الْغِطَاءُ مَا
ازْدَدْتُ يَقِينًا ۔ قمر نشانہ اہل تلوین است گاہ در کاہش بود گاہ در فزایش
زمان ظہور نور برق وحدت در محاق بیتی افتد و ساعتی بہ در موز جامعیت

Marfat.com

بمرتبہ بدرجہ رسند گویا در کلام حقائق انجام حضرت شاہ قاسم انوار قدس سرہ اشارت بدیں معنی است ؎

زبیم سوز ہجرانت زمو باریک تر گردم
چوں روز وصل یاد آیم شوم در حال آں فربہ

سورۂ احزاب: تفسیر آیت اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا۔ حضرت میر قاسم انوار قدس سرہ در بعض رسائل خود امانت را بر خلافت ربانی فرود آوردہ و گفتہ کہ ظلم وجہل ضد علم وعدل است۔ اَمَّا اِذَا تَجَاوَزَ الشَّیْءُ حَدَّہٗ اِنْعَکَسَ ضِدُّہٗ۔ واینجا جلوہ ہا داد وظلوم وجہول صیغہ مبالغہ است ہر گاہ کہ ایں دو صفت از حد تنہا در گردند ہر آئینہ بضد خود مبتدل خواہند گشت۔

وحضرت شاہ قاسم فیض بخش قدس سرہ در رسالۂ امامیہ کہ برائے جملہ ائمہ مساجد تصنیف فرمودہ اند در بیان تشہد نماز اعلام فرمود کہ کامل ترین صیغہ ہائے تشہد اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ اِلٰی آخر است زیرا کہ در اَلتَّحِیَّاتُ درود وسلام بر خیر الانام وشہادت بوحدانیت خدا وبرسالت رسول خدا ہر چہار واجبات موجود است ودر صیغہائے دیگر سلام بر نبی وآل نبی مذکور نیست بدیں جہت آن تشہد ناکمل است چونکہ وجوبیت درود وسلام بر سید انام بر منطوق آیت سورۂ احزاب یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا نص صریح است پس ہر کہ غیر ایں صیغہ تشہد بگوید فرضیت سلام بر سید انام ازو ادا نشود فافہم وادارشد۔

وہمعصر حضرت قطب الافراد شاہ قاسم فیض بخش در حجاز پاک شیخ عارف باللہ علاء الدین علی قدس سرہ نزیل مکہ مکرمہ قابل ذکر است کہ او در شریعت و طریقت جامع کتاب المسمی کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال تالیف کردہ

Marfat.com

است و ازین ضخیم کتاب احادیث مکرره را باید بعد حذف کرده مشتمل
بر سی و دو هزار احادیث نبوی صلی الله علیه وسلم مجموعه باسم منتخب کنز العمال
تصنیف فرموده اند چنانچه شیخ شعرانی که یکے از مشائخ شیوخ سلسلة الذهب
اند در کتاب طبقات الکبری ذکر ایشان بدین وصف نوشته اند که من و شیخ عارف
بالله علاؤ الدین علی در شهر مکه شریف ملاقات شدیم و در صحبت ایشان جماعت
فقراء صالحین از عام بودند و هر یک فقرا را در مشغولات مخصوصه متوجه لے
الله یافته بودند بعضی از ایشان در ذکر الله و بعضی در مراقبه و بعضی در تلاوت و
برخی از ایشان در مطالعه کتب پس به تحقیق معلوم میشود که اکثر احادیث افاضات
فیض بخشیه شرح فقه احوط نور بخشیه بلکه جمله احادیث متن فقه احوط از منتخب کنز العمال
آورده شده اند پس احوال حضرت شاه قاسم قدس سره ازانجا واضح و عیان بودند
ظاهراً و باطناً۔

منقول است که در خراسان مجذوبے بود از تعلقات دنیاوی رها کرده
و از خان و مان جدا فرموده و در گوشه انفراد جائے گرفته و انوار جذبات آتش از نسبت
ارادت حضرت سید زین العابدین مجذوب حاصل بوده و در اولکۂ هرات در
یک مسجد کهنه مقیم بوده در خراسان معروف و مشهور بوده هر کس که از سلاطین
و اکابر بدیدن وے رفتند و او هرگز پیش ایشان از مسجد بیرون نیامدے۔

یک بار سلطان حسین مرزا میل ملاقات آں مجذوب پیدا گشت عزیمت
ملاقات آن مجذوب نمود به نزدیک منزل او رسید و وے از مسجد بیرون نیامد
و هر چند او را مبالغه نمود جواب هم نگفت۔ وجه آن بود که هر که به پیش وے
می رود او را اهانت و استهزا می نمود۔ حضرت پادشاه را این امر معلوم نبود
در دلش خیال آمد که شاید اگر شاه قاسم قدم رنجه فرمایند شاید از مسجد بیرون آید
که ولی را ولی مے شناسد پس یکے از ملازمان بطلب آں حضرت فرستاد و حضرت
شاه از جهت امتثال فرمان پادشاه فی الحال باسترے سوار شده متوجه آں مجذوب

Marfat.com

گشت چوں حضرت شاہ نزدیک آں مجذوب رسیدند آں درویش در مسجد فریاد کردہ آہ کشیدن گرفت و اظہار شوق نمودہ مردم منتظر گوش بر کلمات او نہادند کہ تا کہ چہ میگویند ناگاہ بہ آواز بلند ایں اشعار شوقیہ می خواندے

مژدہ اے دل کہ مسیحا نفسے می آید | کہ ز انفاس خوشش بوئے کسے می آید
از غم ہجر مکن نالہ و فریاد کہ دوش | زدہ ام فالے و فریاد رسے می آید
ز آتش وادی ایمن نہ منم خرم و بس | موسی اینجا بامید قبسے می آید
ہیچکس نیست کہ در کوئے تو اش کارے نیست | ہر کسی اینجا بطریق ہوسے می آید
دوست را گر سر پرسیدن بیمار غم است | گو بیا خوش کہ ہنوزش نفسے می آید
جرعہ دہ کہ بہ میخانۂ ارباب کرم | ہر حریفے ز پئے ملتمسے می آید
یار دارد سر صید دل حافظ یاراں | شہبازے بہ شکار مگسے می آید

و تمام ایں اشعار را خواندہ با آخر شعرش رسید و حضرت شاہ در وقت نزدیک مسجد رسیدہ بود در حال آں مجذوب برخاستہ ست

یار دارد سر صید دل حافظ یاراں

خواناں از در مسجد برآمد و بشوق تمام و دویدہ در پائے مرکب آنحضرت افتاد و سم اسپ پرداختہ می بوسید و روئے خود بر نعل او می سائید و بزبان شوق مے خواندے | شہبازے بہ شکارے مگسے می آید

و بعد از آں آں درویش پیش آں حضرت نشست و حضرت شاہ او را تسلی تمام دادہ و قلب حزینش مسرور گردانیدہ بہمراہی سلطان باز آمدند و آں درویش اندراں مسجد گوشہ گیر شد۔

و حضرت شاہ قاسم مادام کہ در ولایت ہرات قرار داشت اکثر اوقات بمداوات مرضے سلطان حسین مرزا متوجہ می شد و ادویہ و عقاقیر آں ولایت جمع کردہ بطبابت او اشتغال می فرمود و از برکت دعا و علاج آنحضرت آں مقدار شفا و صحت رو نمودہ بود کہ بجماعت نماز جمعہ حاضر تواند بود بداں سبب

سلطان حسین مرزا جمیع اطبا گذاشتہ بمعالجہ فرمودۂ آنحضرت گشت وادویہ وعقاقیرے کہ دراں ولایت نمی یافت مردم واطباء فرستادہ از ممالک دیگر می آوردند ودر ہر بلاد کہ از ادویہ یا خبرے می شنیدی یا از طبیبی استماع می نمود تحفہ ہدایا بہمراہ ایلچیاں ارسال نمودہ ادویہا طلب می کرد چنانچہ بفرمودۂ حضرت شاہ قاسم کہ ادویہا وعقاقیرے کہ مفید تر است بجز جبال کشمیر و کوہستان تبت جائے دیگر حاصل نہ می شود اما کشمیر ازینجا بہ مسافات دور است سلطان حسین مرزا بایں فرمودۂ شاہ قاسم بسیار مائل گشت کہ البتہ در کشمیر کسی می باید فرستاد کہ تا داروہائے کہ در مرض مفید باشند از اطبائے آں ولایت بہ سیدہ از سلاطین آں ولایت طلب نمودہ بیارد کہ ایں مرض دفع شود حضرت شاہ فرمود کہ تامل کنید تا کسی لائق ایں امر باشد مامور کنیم بعد چند روز تامل سلطان برآں قرار یافت کہ از حضرت شاہ قاسم التماس نمودہ شیخ شمس الدین محمد عراقی را بفرستیم تا بسرعتی تمام از کشمیر ادویہ وعقاقیر گرفتہ خواہد رسید۔

پس سلطان از حضرت شاہ التماس نمودند وحضرت شاہ بسلطان فرمود کہ شمس الدین محمد بطرف کشمیر بفرستیم اما باید کہ حضرت پادشاہ بہ نواب درگاہ فرمایند تا تحفہ وسوغاتیکہ لائق سلاطین آں ولایت بود مہیا سازند ودیراں را امر کنند تا خطوطیکہ مناسب رتبۂ سلاطین آں اطراف بود تحریر نمایند وبرائے شیخ شمس الدین محمد ہم سامان سفر کہ در رفتن وآمدن کفایت کردہ شود حاضر وتیار دارند چوں حضرت میر شمس الدین محمد عراقی برخصت واجازت حضرت شاہ قاسم از ملک خراسان متوجہ ولایت کشمیر گشت دراں اوقات پادشاہ ولایت کشمیر سلطان حسن شاہ بن سلطان حیدر شاہ بودند وخطوط سلطان حسین مرزا باسم سلطان حسن شاہ مرقوم گشتہ بود وتحفہ برائے ایشاں یک پوستین از کیش کہ در دائرۂ آں کیمخواب سبز بود منقش بدرخت وبرگہائے آں سر حیوانات مصور بود بدست

Marfat.com

استاد زرگری و بر پوستین دوازده عدد تکمہائے طلا داشت و اشیاء دیگر ہم
ہمراہ آں پوستین بود و یک صوفی کہ اورا میر درویش مے گفتند ہمراہ میر شمس الدین
محمد عراقی بطریق رفیق کردہ بود تا در سفر و جائے قرار خدمت حضرت میر بجا
آرد۔ چوں بتقدیر الٰہی و بقضائے ازلی بہ مصداق تدبیر کند بندہ تقدیر کند خندہ
حضرت میر شمس الدین محمد عراقی را در کشمیر قریب ہشت سال در ننگ افتاد و سلطان
حسین مرزا در اوائل فرصت خویش زمام امور سلطنت بدست شاہزادہ محمد
میرزا کیچک بسپردند پس مادامیکہ مرزا [illegible] حیات بود حضرت شاہ قاسم
را از دشمناں زماں و حسوداں وقت خوف ہیچ گزندے و رنجے نبودند
وایشاں را اظہار عداوت نتوانستند بلکہ عزت و وقار حضرت شاہ
بالا در رفعت بودند۔

از زبان مبارک امیر سید جعفر نوربخشی برادر حضرت شاہ قاسم منقول است
کہ جمعے از علمائے خراسان از سلطان حسین مرزا رخصت و اجازت طلبیدند
کہ اگر رضائے خاطر حضرت پادشاہی می بود چند مبحثی از کتاب فصوص الحکم ابن
عربی از شاہ قاسم نوربخش تحقیق نمودیم۔ سلطان حسین مرزا در جواب ایشاں
فرمودند کہ از حضرت ایشاں بطریق مسالت التماس نمائیم اگر قبول خاطر شریف
آنحضرت افتد روزے چند آں حضرت را بصحبت خود بطلبیم و بحضور ایشاں
ایشاں بخوانید تا کسے پیش آنحضرت زیادہ گوئی نتواند نمود۔

وچوں سلطان آنحضرت شاہ را از مسالت علما التماس تدریس فصوص
الحکم اعلام نمود فی الحال آں حضرت شاہ التماس ایشاں را قبول [illegible]
سلطان تشریف قدوم ارزانی فرمودند و بعد از اجتماع علما [illegible]
فصوص الحکم را حاشیہ کردند آنحضرت بے توقف و بعیہ مطالعہ چند سبق آں کتاب
مشغول گشتند بتقریرے دیباچہ آں را درس گفتند و بہمیں طریق چند
روزے بہ مجالس متکررہ درس آں کتاب ادا نمودند۔

Marfat.com

وبعد از چند روز یکہ حضرت شاہ را مطلع شد کہ ایں جماعت بغرض امتحان آں را می خوانند پس روزے از کتب خانۂ خود کتابے ہمراہ گرفتہ بداں مجلس تشریف بردند و بعد از فراغ درس فصوص آں کتاب را باہل مجلس نمودہ فرمود کہ کتاب فصوص را کہ شما آں را نہایت علم تصوف تصور می کنند مبتدیان طریقت کہ در ارادت و تربیت پدر بزرگوار ایں داعی بودند کتاب فصوص خوانند و منتہیانِ سلسلۂ آنحضرت را بآں کتاب چنداں التفات نبود۔

وایں کتاب جدید کہ در نظر مطالعہ آں بزرگاں و مقبول و پسندیدہ خاطر بود آں را در نظر شما آید و چند روزے آں را مطالعہ کنید تا ببینم کہ مطالعۂ شما دریں کتاب بکجا رسید۔ سلطان حسین مرزا از حضرت شاہ التماس نمودہ پرسیدند کہ ایں کتاب تصنیف کیست و نام آں چیست حضرت شاہ فرمودند کہ ایں کتاب تصنیف ابوالجناب شیخ نجم الدین کبریٰ است و بہ اسم شریف مرصاد العباد فی متخیل الذات مسمی است و حضرت شاہ فرمودند کہ کسی اگر یک صفحہ را ازیں کتاب بمطالعۂ خود حل کند و درس آں تواند گفت من عہد کردم کہ پیش آنکس شاگردی کنم۔

الحق آں کتابیست کہ فصوص الحکم ابن عربی و فتوحات مکی و تصنیفات شیخ شہاب الدین عمر سہروردی و مؤلفات حضرت خواجہ اسحاق معروف بہ شیخ مقتول و تصانیف ابو حنیفہ عمر بن الفارض و سائر کتب اہل تصوف از جملہ مفردات و مبادی آں کتاب است۔

پس آں جماعت علماء آں کتاب را پیش خود طلبیدہ بردند و چند روز بہ مجلس مولانا عبدالرحمن جامی نمودہ مطالعہ کردند و یک یک مبحث آں را مکرر در نظر آوردند و یک مبحثی ازاں کتاب حل نتوانستند کرد و یک نکتہ مفہوم افہام و اذہان ایشاں نگشتہ آخر بعجز و قصور خود معترف گشتہ آں کتاب را

پیش سلطان حسین مرزا برسانند و سلطان حسین مرزا از حضرت شاہ قاسم پرسیدند کہ حضرت شاہ سید محمد نوربخش قدس سرہ این کتاب فصوص الحکم را بکسے از مریدان خود درس گفتہ باشند حضرت شاہ فرمودند کہ آرے سالکان مبتدی را باین کتاب درس می گفتند و با جمیع فرزنداں از پدر بزرگوار استماع می نمودیم حتی کہ اطفال و اولاد چہار پنج سالہ از زبان مبارک والد بزرگوار آں را می شنیدیم و معانی آں را کما حقہ می فہمیدیم۔

روزے حضرت والد بزرگوار ہمیں کتاب فصوص الحکم شیخ محی الدین ابن عربی را بحضرت شیخ محمد الوند معروف بپیر ہمدان درس می گفتند و فرزند عزیزش میر سعد الحق اکبر کہ از من بدو سال خورد ترین بود در وقت سبق و تعلیم پیر ہمدان حاضر بود و در یک مبحثی از فصوص الحکم دقائق معانی و حقائق اسرار آں پیر ہمدان نتوانست فہمید و آنچہ والد تقریر و بیان فرمودند در ذہن پیر ہمدان بنشست کہ آں نور دیدہ میر سعد الحق اکبر در آں اوقات چہار پنج سالہ بود بہ پیر ہمدان تبسم نمودہ بطریق استہزاء گفتند کہ بابائے من این قدر توضیح میکنند و تو آں را نمی فہمی پیر ہمدان میر سعد الحق اکبر را از سر غیرت گفت کہ تو ازیں تقریر چہ فہمی آں طفل چہار پنج سالہ معانی آں عبارت را چناں ادا کرد کہ حضرت شاہ سید تقریر فرمودہ بود۔ حضرت شاہ سید بہ پیر ہمدانی عتاب نمودہ گفتند کہ اطفال چہار پنج سالہ می فہمد و تو آں را نمی فہمی این چہ بلاہت و کودنی است پیر ہمدان انجا بخجل گشت و بعد از چند روز نقد روح میر سعد الحق اکبر بقابض ارواح سپردہ بدرگاہ حی لا یموت مراجعت فرمود۔

بجمل حضرت شاہ سید محمد نوربخش قدس سرہ مکاشفات و بلندی امر الٰہی از فرزندان و اطفال خود دید بجہت اشارت بچنان فرمودند کہ ؎

ابن عربی نہ بس کمل فہرست حقائق است مجمل
تفصیل حقائق و معانی یابم بیقین اگر بدانی

وچوں مرزا کیچک پسر سلطان حسین مرزا مرید و مخلص حضرت شاہ قاسم داعیٔ حق را جواب لبیک دادند وازیں دار فانی بسوئے ملک جاودانی انتقال فرمودند و اختیار حکومت و زمام مملکت بدست امیر علی شیر رسید حسوداں راموقع بدست آمد و در پئے ایذا رسانی والزام تراشی بحضرت شاہ قاسم مصروف شدند و افترا نمودند کہ ایں شاہ قاسم نوربخش سلطان حسین مرزا را بجہالت طبابت و نیم حکیمیت سمیات در معالجت دادہ مرض دے روز بروز افزوں میشود۔

وبعض حسوداں بر آنحضرت سخنی دروغ پیدا کردند کہ تفسیر کشاف را شرح قرآن گفتہ و تفاسیر قرآن را اطلاق شرح در شرع نبوی ناروا است روز چند بایں گفتگوئے گذرانند۔

وبعضی از جماعت سمرقندی تہمت نمودند کہ شاہ قاسم بحضور جماعت طالب علماں گفتند کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امی بود و پدر من محمد نوربخش است عالم بجمیع علوم عقلی و نقلی بودند وبایں سخن ترجیح پدر خود بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمودہ اند۔

وجماعت متعصبہ بدیں سخن بنیاد دشمنی مستحکم ساختند تا آنکہ خبر ایں اختراع بسمع مبارک حضرت شاہ قاسم رسید۔ حضرت شاہ قاسم چوں تحقیق کردند کہ مخالفاں در ایذا رسانیہا سعیہائے بلیغ می نمایند لاجرم کیفیت ایں احوال قلمی ساختہ بعرض سلطان حسین مرزا رسانیدند و او کماہی بر احوال خبردار شدہ امیر علی شیر را پیش خود طلبیدہ سفارش بسیار نمودند کہ شاہ قاسم نوربخشی را شیاطین ماوراء النہر در پئے ایذا رسانی اند زینہار و ہزار زینہار آں شیاطین را مجال نہ دہی وارخاء عنان نہ کنی۔

پس امیر علی شیر وزیر سلطان حسین مرزا آں بدبختاں را تخویف ہا نمودند ولیکن آں حسوداں زمان از عادت خبیثہ خویش باز نماندند بلکہ در افترا بازی افزوں شدہ الزامی نمودند کہ شاہ قاسم نوربخشی خود را بخلافت امام محمد مہدی آخر الزمان

Marfat.com

ادعا کنند کہ پدر وے امام محمد مہدی موعود بود و خود خلیفۂ ایشان است حالانکہ در اوقات حیات حضرت خاتم المجتہد بن سید محمد نوربخش قدس سرہ بعض مریدان او بر دستے فرط محبت از بعض مقولات و غزلیات حضرت سید محمد نوربخش بدعوائے مہدی موعود متہم گردید بودند حضرت شاہ قاسم ایشان را ممانعت و توبیخ میکردند چنانچہ روزے یک کس از مریدان حضرت شاہ سید از آں مقولات چیزے ذکر می نمودہ یا حضرت امام آخر الزمان گفت۔ حضرت شاہ قاسم او را توبیخ و تہدید میکرد و می گفت کہ شاہ والد بزرگوارم را بدنام مے سازید آئندہ ایں چنیں سخنان نازیبا نگوئید۔

پس ہمچنیں حاسدان و مخالفان سخنان نامشروعیت و حکایات نامقبولیت را بر شاہ الزام کردند۔ روزے اکابر ہرات در مسجد جامع آمدہ مجلس عالی ساختند دراں روز مردم شہر و بازار قریب بدہ ہزار کس بر در امام جامع ہجوم آمدہ طالب علمی بر شاہ قاسم دعوے کرد و لیسر حد ثبوت رسانید و او بہ ہمین غایتے کہ از بادہ بحق رد محقق بود از آں مجلس بسلامت خلاص شدند و ہیچ مضرت جسمانی نرسیدند۔ ہمچنیں الزام ناشی از علمائے سود و خشک مزاج دنیا پرست با عملائے حق پرست در ہر زمان جاری و ساری بودند و خواہد بود۔

چنانچہ شیخ فریدالدین عطار در تذکرۃ الاولیاء و کثیرے از مشائخ کبار در تصانیف خود نقل نمودہ اند کہ چوں جنید بغدادی و ابوالحسن نوری و شیخ شبلی در اثنائے سلوک در ریاضت بودند و از صحبت عالم سورتان جاہل سیرتان احتراز کلی داشتند و ایشاں ایں ہر سہ کس را بہ تہمت کفر و نفاق بر ایشاں بستند و بجا کہ وقت عرض نمودند کہ مذہب ایں جماعت مذہب زندقہ و الحاد است و بسیار کفر و نفاق از افعال و اقوال ایشاں سر می زنند۔

لہ کذا در مجالس المومنین ملا خوستری مطبوعہ صفحہ ۲۰۵ مذکور است ۱۲

Marfat.com

حاکم وقت حکم بکشتن هر سه نمود و ایشان را گرفتار کرده پیش قاضی بردند تا بر ایشان حجتی گرفته به فتوی علماء بکشند و در محکمهٔ قاضی حاضر ساخته دعوی بر ایشان کردند که این جماعت از قواعد اسلام دور اند و از شرائط ایمان بیگانه. قاضی گفت که اگر مسائل اسلام از جنید بپرسیم او جنید وے عالم است از عهدهٔ آن خواهد برآمد نخست از نوری و شبلی بپرسیم که ایشان چندان علم ندارند و جواب نه می توانند داد و همان حجت بر ایشان گرفته فتوی بکشتن ایشان بدهیم چون قاضی از نوری پرسید که در نقود زکوٰة واجب چه باشد وے در جواب گفت در مذهب ما یا در مذهب شما. گفت در مذهب ما چه واجب است و در مذهب شما چه ابوالحسن نوری فرمود که در مذهب شما از چهل یکے واز دویست [۲۰۰] پنج و در مذهب ما اگر همه دنیا در ملک درویشے بود و آن همه را بشکرانهٔ نعمت معرفت و محبت یک لحظهٔ الٰهی ایثار کند هنوز مقصر باشد. چون قاضی از جملهٔ اہل دیانت بود آب در دیده بگردانید و فرمود که کدام کافر باشد که این نوع جماعتی بیگناه را بکشند و بخلیفهٔ وقت نوشته فرستاد که اگر اینها کافر و زندیق باشند من حکم کنم که بر روئے زمین کسے دیگر مومن و مسلمان نخواهد بود.

القصه حضرت شاه قاسم قدس سره چون شدت قصد دشمنان ملاحظه نمود از وطن خراسان بسیار پریشان و متنفر گشت و خدیجه بیگم را وسیله گرفت واز سلطان حسین مرزا با خدیجه بیگم مشورت نموده از امرائے خود پسر مرزا کیچک را با دویست [۲۰۰] سوار در آنحضرت تعیین نمودند که تا مشهد حضرت امام علی رضا علیه السلام همراه آنحضرت ملازم باشند و حضرت شاه جمله محبان خراسان را وداع نموده متوجه مشهد شاه خراسان علیه التحیة والرضوان شدند و چند کسی از اخص مخلصان بودند مثل مولانا علی ثاقی و مولانا حسین واعظی وغیرهم تا مشهد همراه شدند واز انجا جماعت محبان که بمشایعت همراه آمده بودند وداع نمودند و آنحضرت متوجه عراق شدند و حضرت شاه قاسم چون بسرحد سمنان رسیدند خبر قدوم آنحضرت بولایت رے افتاد و جمله

Marfat.com

موالی رَے و سولقان ہمراہ فرزندان امجد و اقارب آنحضرت بہ تہنیت آنحضرت استقبال نمودند و آنحضرت بدولت منزل مالوف خویش بمقام درشت اجلال ارزانی فرمودند و تمام مردم عراق عجم از سلامت بہ آمدن حضرت شاہ قاسم قدس سرہ بغایت خوشحال شدند۔

و حضرت شاہ در ولایت رَے کہ در انجا موروثی جائداد و ضیاع و مزارع و جاگیر بودند متمکن شدند و ساکنان ولایت را از نور عرفان فیض بخشی نمودند و برائے مریدان کہ کم علم در کتاب سلسلۃ الذہب ید طولیٰ ندارند بجہت درستی عقائد ایشان کلمات قدسیہ چہاردہ گانہ کہ خلاصۂ کتاب سلسلۃ الذہب است وضع فرمودہ بعد اوراد فتحیہ و اوراد عصریہ در وظائف الحاق نمودند تا عوام ناخواندگان ہم از آن کلمات قدسیہ مستفید شوند و اعتقادشان از حوادث زمانہ و عقائد فاسدہ محفوظ شود و آن کلمات قدسیہ چہاردہ گانہ این است۔

بندۂ خدا۔ ذریت آدم۔ ملت ابراہیم۔ امت محمد۔ دین اسلام۔ کتاب قرآن۔ کعبہ قبلہ۔ متابعت سنت۔ محبت علی۔ سلسلۂ ذہب۔ مذہب صوفیہ۔ مشرب ہمدانیہ۔ رونق نوربخشیہ۔ مرید مرشد۔

و حضرت شاہ قاسم فیض بخش قدس سرہ تا انتقال دولت ابدی بکمال فارغ بالی اوقات فرخندہ ساعات در عبادات الٰہی و بر مسند رشد و ہدایت مشغول شدند تا آنکہ در سن نہ صد و دوازدہ ہجری ندائے یَا اَیَّتُہَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً را بگوش شنیدہ بہ ریاض القدس خرامان شدند اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ شیخ ابو اسحاق محمد عجمی رحمۃ اللہ الباری مؤلف اربعۃ اربعین احادیث النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در شان حضرت فیض بخش دربارۂ افاضات فیض بخشیہ شرح فقہ احوط نوربخشیہ بدین منظوم تقریظ فرمودہ اند۔

مظہر آن مہمات نوربخش　　فیض بخش و فیض بخش نوربخش

Marfat.com

مسکن درد شقاق و اختلاف — نوربخش و نوربخش و نوربخش
آں ستودہ دوست ہمال ما بداں — خیربخش و فیض بخش و نوربخش

شجرۂ اولاد امام العارفین سید محمد نوربخش قدس سرہٗ

- حضرت شاہ سید محمد نوربخش رحمۃ اللہ علیہ
  - شاہ قاسم فیض بخش
    - شاہ شمس الدین
      - شاہ قوام الدین
        - شاہ قاسم ثانی
          - امیر سید محمد نوربخش
          - امیر سعد الحق
        - شاہ مشہور الدین فکری
        - شاہ بہاؤ الدولہ معروف سید محمد حسین نوربخشی م ۹۸۵
      - شاہ صفی الدین محمد م ۹۶۷
    - شاہ بہاؤالدین
  - امیر سید جعفر نوربخش
  - امیر سعد الحق اکبر ×

Marfat.com

احوال شاہ شمس الدین و شاہ بہاؤالدین فرزندان شاہ قاسم فیض بخش قدس سرہ

۹۰۷ھ

چوں شاہ اسمٰعیل صفوی در سنہ نہ صد و ہفت ہجری بر تخت سلطنت ایران متمکن شدند مملکت عراق و خراسان ہم زیر نگین خویش کردند و ولایت رَے بدستور سابق جاگیر داری حضرت شاہ قاسم و فرزندان او بحال نہادند امّا بہ نمیم نمّام و سخنان حسود بد انجام حضرت شاہ بہاؤالدین را از دربار شاہ اسمٰعیل حکم گردن زنی جاری کردند۔ مشہور است روزیکہ شاہ اسمٰعیل صفوی حکم کشتن او کردند و خبر آں بحضرت شاہ قاسم رسید۔ حضرت شاہ قاسم لبساط نشاط و انبساط فرو چیدہ بودند کہ پسر مظلوم با جدم امام حسین مظلوم علیہ السلام ملحق می شود و دولت جاویدانی را حاصل میکند و در بشارت وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یُقْتَلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ ۝ داخل شود ؎

آں بیقرار شیوۂ دل ہمتاں بہ بیں　　بہ بیں حوصلۂ قدر ہمتاں بہ بیں

آں ظاہر پرست شیوۂ مدعیاں بہ بیں　　ایں واصلان حق مدام دل بدو نہند

امّا شاہ شمس الدین بزرگترین فرزند حضرت شاہ قاسم را بدربار شاہنشاہ ایران شاہ اسمٰعیل صفوی عزتی و وقارے بودند ولیکن دستار سیاہ پوشی شاہ شمس الدین قابل اعتراض شدہ ممنوع کردند زیراکہ سیاہ پوشی حضرت ایشاں را متہم بدعوائے خلافت ظاہری گمان کردند کہ ؎

سلطان رخت لباس عباسی را　　پوشیدہ مگر سر خلافت دارد

مراد از لباس عباسی لباس سیاہ است حالانکہ سیاہ پوشی در طریقہ نوربخشیہ سنت است کہ خطیب جمعہ بحالت سیاہ دستار و چادر یا یکے ازیں دو سیاہ پوشیدہ خطبہ بخواند۔

Marfat.com

حضرت شاہ قاسم قدس سرہ جہت اخذ تعلیم آداب طریقت فرزندش شاہ شمس الدین را بحضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ سپردہ بودند و حضرت میر عراقی با متثال حکم مرشد خود شاہ شمس الدین را در آداب راہ سلوک طریقت و باشتغال اعمال صالحہ توجہ خاص می نمودند و از برکت نصائح حضرت میر شمس الدین محمد عراقی بعد چندگاہ شاہ شمس الدین را بدرجات کاملین رسیدہ حضرت شاہ قاسم قدس سرہ اورا خطار شاد عطاء فرمودند و شاہ شمس الدین خواستند کہ جمیع مریدان کہ در خدمت پدر بزرگوار اند دست بیعت بمن دہند با وجود آنکہ حضرت میر عراقی مربی و مودب شاہ شمس الدین بودند برائے محافظت خاطر وے رسمے اول بیعت حضرت میر عراقی قدس سرہ مربی خود یاد کردند و بعد مردم دیگر بیعت نمودند و چوں خبر بیعت میر عراقی بدست شاہ شمس الدین را بسمع مبارک حضرت شاہ قاسم رسید بحضرت میر عراقی فرمود کہ من اورا خطار شاد برائے مردم دیگر کہ توبہ و بیعت نداشتہ باشند دادم تا مریدان بے توبہ پیش وے توبہ کنند و بیعت کنند و ترا چہ حاجت بود کہ پیش وے بیعت کردی. گفت یا حضرت شاہ اگر من با وے بیعت نمی کنم مردم دیگر باو سر فرو نمی آورند من پیش وے برائے ہمیں بیعت کردم تا مردمان باو مطیع شوند۔ حاصل کلام آنکہ حضرت شاہ قاسم فیض بخش در حیات خود فرزندش شاہ شمس الدین قائم مقام خود و خلیفہ خویش تعین فرمودند۔

Marfat.com

احوال حضرت شاہ قوام الدین محمد خلیفہ حضرت شاہ شمس الدین نوربخش قدس سرہ

حضرت شاہ قوام الدین محمد بعد از وفات پدر بزرگوارش بر مسند خلافت زینت آرائے شدند و مریدان ایشان بسیار و بے شمار بودند عروج کردہ بخلافت ظاہری حکومت قائم کردند و قلعہ محکم بنا کردند۔ چوں علمائے نسابہ در نسبت طبقۂ نوربخشیاں قدح گویاں سخن گفتند و بشاہ طہماسپ بن شاہ اسمٰعیل صفوی والیے ایران کہ در سن نہصد و سی ۹۳۰ تا نہصد و ہشتاد و چہار ۹۸۴ ہجری حکمران بودند بعرض نمودند و او مراعاتے کہ با حضرت شاہ قوام الدین محمد نمودہ بودند برطرف کردند و با طبقۂ نوربخشیاں در مقام کلفت دہ شدہ حضرت شاہ قوام الدین را گرفتار کردند در قلعۂ قزوین[1] کہ الجنق نام داشت مقید کردند و مدتے محبوس ماندہ دراں قلعۂ الجنق سنہ نہصد و بیست و چہار ہجری بہ شہادت رسانیدند اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

و عروج فرقۂ نوربخشیہ از ایران و خراسان و عراق ختم گردانیدند و تشدد و مصائب بر ایشاں روا داشتند و بہ ترک طریقۂ نوربخشیہ و روش ہدایتیہ مجبور کردند چنانچہ خواجۂ ہدایت مشرف در تاریخ گرفتاری شاہ قوام الدین نوربخش دریں اشعار پُر حزیں ظاہر نمودہ است۔

وی میر طرشتی درشتی صفت از قہر — میگفت کہ بیزار ازیں خاک پلشتم
خاک ز بہی بود زمن کشت طرشتی — بگذاشتمش و از ہمہ عالم بگذشتم
آبادی آں موجب ویرانی من شد — تاریخ گرفتاری من گشت درشتم

---

[1] قزوین شہریست از ایران در عراق عجم ۱۲

Marfat.com

احوال شاہ صفی الدین محمد برادر شاہ قوام الدین محمد نوربخشی رحمۃ اللہ علیہ

شاہ صفی الدین محمد پسرزادۂ شاہ قاسم نوربخش خوش طبع فانی مشرب بود ہمیشہ در تربیتِ[1] درویشاں سلوک می نمودند از طالب علمی بہرۂ داشت ولشرف زیارت حج بیت اللہ و زیارت ائمہ دین صلوات اللہ و سلامہ علیہم اجمعین مشرف شدہ براہ مصر در وطن خویش مراجعت فرمودند و ایں رباعی و چند مطلع از وست

ہرگز دل ہیچ کس میازار صفی تا بتواں دل بدست آر صفی
سررشتہ ہمین است نگہدار صفی زینہار صفی ہزار زینہار صفی

وشاہ صفی الدین با برادرش در طرشت[2] کہ از قصبات ری[3] مسکن ایشان است اوقات میگذرانیدند چوں شاہ قوام الدین را گرفتار کردہ بحالت مقید وفات شد در غم برادر مرثیہ می گفت از آں جملہ ایں دو مطلع بخاطر بود ثبت نمود

سیاہ شدہ دل ہمچو لالہ در برمن زداغ فرقت یار من برادر من
سرم زخاک کف پائے چوں دور افتاد دگر کجا برم ایں سرمن خاک بر سرمن

ولہ ایضاً

دور از حریم وصل تو شرمندہ ماندہ ایم شرمندہ بے تو چرا زندہ ماندہ ایم
بے دردمن بمحنت ہجراں مرا مکش کز خیل اہل درد ہمیں بندہ ماندہ ایم

شاہ صفی الدین در شہور سنہ سبع و ستین و تسع مائۃ (۹۶۷ھ) در مقام طرشت از عالم فانی رحلت فرمود اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۵

---

[1] ذی۔ لباس ۱۲ [2] طرشت۔ نام دِہ ۱۲

Marfat.com

حوال شاہ مشہور الدین فکریؔ نوربخشی رحمۃ اللہ علیہ

شاہ مشہور الدین فکری از اولاد شاہ قوام الدین است او اسیری تخلص
بکرد بعد ازاں فکریؔ تخلص نہاد در شعر و علم موسیقی مہارت تمام داشت و
ہد شاہ طاہر متوفی سنہ نہ صد و پنجاہ و شش ۹۵۶ھ ہجری در ولایت دکن آمدہ
د شاہ طاہر خواند وازو تربیت و رعایت بسیار یافت و در شعر و شاعری مشہو
د در عشق حقیقی اشعار ذیل ازوست ؎

رخت گل گل شد از مے ترک کشت و باغ و بستاں کن
بگیر آئینہ دارت تماشائے گلستاں کن

نمی گویم دلم را خوں مکن جانم مکاہ از غم
دل و جانم فدایت ہرچہ خاطر خواہدت آں کن

ازاں نرگس کہ بر بالائے گل غلطیدہ از مستی
بہ بیں بر ہر کہ ہشیار است او را مست و غلطاں کن

Marfat.com

احوال شاه بهاؤالدوله معروف سیّد محمد حسین نوربخشی رحمة الله علیه

سید محمد حسین نوربخشی پسر شاه قوام الدین محمد علاوه علوم باطنی در علم حکمت و طبابت دست تطاول داشته بودند و در رهٔ علم طب در ایران پیشرفت نداشت و در اروپا[1] پیش میرفت شاه بهاؤالدوله علم طب را نخست در رے وسپش در هرات نزد استادان هندی بیاموخت و مدتے در هرات قیام نمود تا نیست به رے بازگشت و در همان جا در سن نهصد و هشتاد[۹۸۴] و پنج هجری در گذشت اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔ تنها کتابے مسمّٰی کتاب خلاصة التجارب ازو باقی است که درحقیقت خلاصهٔ مجربات او بود۔

---

[1] یورپ ۱۲

احوال امیر سیّد محمد نوربخش ثانی رحمۃ اللہ علیہ

امیر سید محمد نوربخشی پسر شاہ قاسم ثانی است کہ نبیرۂ شاہ قوام الدین است از خوش طبعان آں سلسلہ است و در شاعری بسیار افتادہ دیوان در عشق الٰہی تمام کردو ایں مطلع از وست ؎

سگ در پاسبانی شب ندارد آنچہ من دارم
کہ سگ را تا سحر خوابست و من تا روز بیدارم

وایضاً

ناصح مگو کہ عشّاق در باختند جانہا
چندیں ہزار رفتند تا ہم یکے ازانہا

Marfat.com

احوال امیر سید سعد الحق نوربخشی رحمۃ اللہ علیہ

امیر سید سعد الحق از سادات نوربخشی است در یزد متوطن بوده و در شعر نصیبی تخلص میکند۔ این دو مطلع در عشق حقیقی از وست ؎

زشوقت پارہ سازم جامہ تا جاں در بدن باشد
لباسے را کہ نتواں پارہ کردن آں کفن باشد

ولہ ایضاً

وقت رفتن دست چوں بر طرف دامن میزند
دامنے باشد کہ او بر آتش من مے زند

Marfat.com

احوال شیخ شمس الدین محمد بن علی لاہجی از خلفائے طبقۂ اولیٰ شاہ سید محمد نوربخش رحمۃ اللہ علیہ

شیخ شمس الدین محمد لاہجی قدس سرہ از اصفہان یکم رجب در سن ہشتصد و چہل و ہفت ہجری بہ گیلان رفت دراں اوقات حضرت شاہ سید محمد نوربخش قدس سرہ بہ گیلان بودند و در حلقۂ مریدانش داخل شدند و تا شانزدہ سال در خدمت ایشاں مصروف بودند و بعد از رحلت مرشد خود سید محمد نوربخش قہستانی قدس سرہ بہ شیراز آمدند و یک خانقاہ بنا کردند و او را خانقاہ نوریہ نام زد کردند و دراں خانقاہ چلہ خانہ ہا برائے مریداں ساختہ در طریقۂ اربعینات و اقسام مشاغل ذکر و مراقبہ اوقات بقیہ عمرش بسر کردند و سلاطین وقت زمین ہائے نفیس بر خانقاہ نوریہ وقف کردند و شیخ لاہجی و اولادش بر اراضیات اوقاف متولی قرار دادند و بالآخر شیخ محمد لاہجی نوربخشی در احاطۂ خانقاہ مدفون کردند اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ کتاب مفاتیح الاعجاز شرح گلشن راز و کتاب اسرار الشہود از مؤلفات شیخ محمد لاہجی است۔

Marfat.com

احوال مولانا حسین کوکئی از خلفائے طبقۂ اولیٰ سیّد محمد نوربخش قدّس سرّہ

حضرت مولانا حسین کوکئی قدس سرہ منجملہ از خلفائے طبقۂ اولیں حضرت شاہ سید محمد نوربخش بود۔ در علوم ظاہری از معقولات و منقولات عالم متبحر و فاضل مشہر بود و در فنون عربی سر آمدہ و در اطوار مکاشفات و مشاہدات کامل مکمل و در تحقیق حقائق بحر بیاساحل بود و حضرت شاہ سید قدس سرہ بزبان مبارک خود بارہا فرمودہ کہ بعد از من ملا حسین کوکئی جامع اطوار ولایتے ست و در زمان حیات امام العارفین حضرت شاہ سید بتدریس و تعلیم حضرت شاہ قاسم فیض بخش و سائر اولاد و فرزندان منجانب حضرت شاہ سید ملا حسین کوکئی بعہدہ مدرس مشرف بودند و برائے مستورات و بنات آنحضرت کہ قوت فہم عربیہ نداشتند بغرض تفہیم از واجبات و فرائض و سنن نماز و طہارت وغیرہ فقہ احوط را بفارسی ترجمہ نوشتند و بنات و عورات خانوادۂ طاہرات و سائر نساء ارباب ارادات وغیرہ از ہماں نسخۂ فارسی درس مے خواندند و یاد میگرفتند۔ تا آنکہ حضرت مولانا حسین کوکئی روزے در باغ آمدہ بہ تربیت پائز مشغول شدند در اثنائے آں بیلچے بدست مبارک خود گرفتند و بہر دو دست بقوت تمام بیل میزدند ناگاہ بیک زدن پردۂ دل ایشاں طرقیدہ و بے خود افتاد و جملہ مریداں و خادماں نزدیک شدند دیدند کہ آنحضرت کلمۂ شہادت بر زبان می راندو نقد روح رواں بقابض الارواح تسلیم نمودند۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

Marfat.com

احوال شیخ محمد بن حاجی محمد سمرقندی از خلفائے طبقۂ اُولیٰ حضرت شاہ سید رح

شیخ محمد سمرقندی از مریدان طبقۂ اولیں حضرت شاہ سید محمد نوربخش قدس سرہ و خلفائے ایشاں بود و او یکے از اں دو عالم سمرقندی است کہ از سمرقند بجہت مباحثہ با حضرت مجتہد سید محمد نوربخش علیہ الرحمۃ آمدہ بودند چنانچہ شیخ علی ابن قاسم عجمی در بارۂ ایشاں نظمی گفتہ اند ؎

چوں رسید آوازۂ عنقاء قاف اجتہاد
در بسیط خاک خوف و رعشہ در عالم فتاد

ز آتش شوق لقائش شد دلِ عالم کباب
دشمناں بہر تمرّن دوستاں بہر ثواب

ہر مجرب آمدے نزدش سوارہ یا رجل
آں مجرب زیں مجرب میشدی خوار و خجل

از سمرقندش دو عالم چوں تمرّن را نشست
آں ولی حق بہ جذبہ قلب شاں بخویش بست

آں شہ کامل بجذبہ چوں دلِ شاں را ربود
از سرِ شرمندگی گریاں بعذرش لب گشود

کی تو مارا پیر کامل رہبر راہِ سلوک
تو کنوں دریائے رحمت ما دریں دریا کشوک

شد مریدش از تہ دل مسکن و ماویٰ بہشت
بود اندر خدمت او تا کہ شد ماویٰ بہشت

و ایں شیخ محمد سمرقندی چوں حالات آں عالی مقام دریافتند دست ارادت از سر اخلاص و اعتقاد بذیل امداد ارشاد آں قطب اوتاد و غوث افراد دادند و اماکن مانوسۂ خود ترک نمودہ مقیم عتبۂ خدمت آنحضرت شدند و بزمرۂ اہل اخلاص و ارادت در حلقۂ ارباب سلوک و ریاضت در آمدہ با نواع طاعات و عبادات و مصاف ریاضات و مجاہدات مشغول شدند و بعد از ادراک لذت صحبت آنحضرت انواع شکر باری تعالیٰ بتقدیم می رسانیدند و بزبان فخر اظہار نمودہ می فرمودند کہ ؎

گر دہد صد ہزاراں زباں در دہاں
پدید آمد و گر نوزیِ آنچناں

کنم شکر ایزد بہر یک ہزار
نگفتہ بماند یسے شکر آں

Marfat.com

که در صحبتِ حضرتِ نوربخش　　　　من افتاده ام از سمرقندیاں

بعد اتمام سلوک وریاضات وتحصیل مراتب ومقامات ایں شیخ محمد سمرقندی کامل مکمل شدند وباخذ توبہ تائباں وتربیت ارشاد سالکاں مرخص ومجاز گشتند واز حضرت امام العارفین مجتہد صوفیین سید محمد نوربخش قدس سرہ مامور شدہ بمسافرت وسیاحت عراق وشام وزیارت بیت الحرام حاصل شدہ بولایت مصر مراجعت فرمودند ودراں جا متوطن گشتہ خانقاہے بنا ساخت وباجازت حضرت مجتہد قدس سرہ تاحیات خود بارشاد وتربیت انام اشتغال نمودند وبہمیں اطوار ازیں جہان بے قرار بدار القرار باہل خبار قرار نمودہ۔

Marfat.com

احوال مولانا برہان الدین بغدادی از خلفائے طبقہ اولے حضرت شاہ سید رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا برہان الدین بغدادی از کمل خلفائے حضرت شاہ سید بود جامع علوم ظاہری و باطنی بود و در تحقیق منازل و مقامات از اطوار سبعہ قلبیہ و انوار عشرہ غیبیہ و مکاشفات آثاری و افعالی و معائنات اسرار اسمائی و صفاتی و مشاہدات تجلیات ذاتی کامل مکمل و واصل متواصل بود و کمال جامعیت او از ان معلوم است کہ در پیش مجتہد حضرت شاہ سید علیہ الرحمۃ پیشوائے تمام یومیہ جماعات را مقتدا و امام او بودند و باجازت حضرت شاہ سید در بغداد سالکان راہ حق را تربیت و ارشاد مے نمودند و در سن نہ صد و یک ہجری رحلت فرمودند۔ إِنَّا لِلّٰہِ وَإِنَّا إِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝

Marfat.com

احوال شیخ محمود و پیر حاجی محمد بحرآبادی خلفائے طبقۂ اوسط حضرت محمد شاہ سید قدس سرہ

حضرت شیخ محمود بحری برادر پیر حاجی محمد بحرآبادی است و این ہر دو برادر کامل و مکمل از خلفائے طبقۂ اوسط حضرت شاہ سید محمد نوربخش قدس سرہ بودند منقول است کہ پیر حاجی محمد بحری در تربیت سالکان بداں مرتبہ بود کہ روزے بحضور پیر حاجی در مجمع اہل کمال سخن از تربیت سالکاں برآمد و در اثنائے سخن بعض درویشاں گفتند کہ اگر مریداں را استعداد ازلی از روز ازل نصیب شدہ باشد تربیت پیر کامل در حق او موثر افتد والا ہر چند مرید ریاضت کشد و پیر کامل ہم تربیت دربارۂ وے بذل دارد ہیچ سود و فائدہ نہ کند چنانچہ آہنگر در صنعت آئینہ ہر چند مشقت برد و در تصفیہ آں محنت ورزد چوں در جرم آئینہ و آہن آں جوہر اصلی لائق و قابل نباشد مشقت آہنگر ہم بے فائدہ و ضائع بود۔

دراں مجلس پیر حاجی محمد بحرآبادی سخن آں جماعت را رد کردہ فرمود کہ آہنگر کامل ہماں آہن ناقابل را بدست استادی آئینہ تواند ساخت کہ در زندو برو تصفیہ انعکاس صور امثالی مانند آئینہ پولادی باشد بعد از تصفیہ ہر دو آئینہ پولادی نمایاں بود و دراں آئینہ ہم بے تفاوت می نماید۔

و لیکن فرق بین المرأتین در دو چیز بود یکے آنکہ در ساختن آئینہ از آہن بے جوہر و صنعت آں استاد را محنت و مشقت بیشتر باشد۔ دیگر آنکہ صفا و روشنی ایں آئینہ را دوام و ثبات نے نباشد بلکہ باندک چیزے صفائی او مکدر شود و روشنائی او زائل گردد و بہ زودی زنگ و صدا گیرد و آں عیب در جوہر آہن است نہ در ہنر استاد۔

حاضران مجلس از ایں سخن استبعاد کلی نمودند و گفتند اگر ایں چنیں بودے تمام

Marfat.com

مردم کہ در خدمت و ملازمت مشائخ وصحبت اولیاء می رسند مشائخ و اولیاء بلیشوند
پیر حاجی بحری فرمود کہ پیش آہنگر انواع آہنہا جمع مے شوند ہر آہنے کہ قابل وجوہر
مے شناسد شمشیر و آلات می سازند و باقی آہن برلشے و اوزار و آلات دیگر
مے گذارند۔

گفتند پس مردم خرابات و اوباش و اجلاف اہل جہال قابل مرشدی و پیشوائی
باشند؟

پیر حاجی فرمود کہ ہر چند مے خواہید بیارید کہ من انشاء اللہ ایشاں را تربیت
کنم و ارشاد نمائم بہ بینید تا خدا چہ کند۔

حاضران مجلس برفتند و از خرابات خانہا و قمار خانہا و بعض از اہل جہال و
اجلاف جماعتے جمع آوردند قریب چہل کس حاضر بودند و گفتند ایں جماعت را
تربیت کنید تا بہ بینیم کہ سخن شما بکجا مے رسد و چوں حضرت پیر حاجی بحری متوجہ
آن جماعت شد بہ مجرد توجہ آں جناب در دل ایشاں چناں تصرف کرد کہ فی الحال
بشرف قبول اسلام و ایمان مشرف شدند و بعد از قبول اسلام تلقین توبہ و بیعت
ایشاں بہ تعلیم آداب سلوک و ریاضت و قواعد عزلت و مجاہدت مشغول شد۔
و تمام چہل را در خلوت خانہ اربعین نشاندند و بتربیت مشغول گشت و در اہداء و
ارشاد ایشاں چناں اہتمام نمود کہ بیک اربعین ہر چہل کس را چہل خط ارشاد
داد و فرمود کہ تمام چہل کس بمرتبۂ کمال رسیدند و ہمہ ایشاں را مرخص و مجاز باخذ
بیعت ساختند۔

و ایں قضیہ در حوصلہ تنگ دلاں نمی گنجد بلکہ بعض ارباب کشف و اہل حال
ہم ثقیل آمدہ بحضرت قطب الزمان شاہ سید محمد نور بخش قدس سرہ عرض نمودند و
از وے بطریق اعتراض شکایت کردند کہ شیخ محمد بحری سند ارشاد و خطوط مرخص
بہ بیعت مردان نااہل را دادہ است حضرت شاہ سید محمد نور بخش قدس سرہ ایشاں
را بطریق عتاب خطاب نمود کہ شما مانند عوام بے بصیرت نیستید بچشم بصائر دل خود

Marfat.com

بہ بینید کہ ایں خطبا بحق دادہ باشد یا لیغلط۔ آنہا کہ جملہ اہل کشف وصفائے باطن بودند بتوجہات باطنی تحقیق احوال آں جماعت کردند و بعد ازاں بحضرت شاہ سید قدس سرہٗ عرض رسانیدند کہ احوال سی و نہ کس از ایشاں تحقیق کردہ شد کہ ایشاں بمرتبۂ ارشاد رسیدند و بحق مرخص شدند و اما از حال یکے از ایشاں ہیچ معلوم نمی شود۔

حضرت شاہ سید قدس سرہٗ بطریق استہزاء فرمودند کہ سی و نہ کس را تربیت سلوک کند و بمرتبۂ کمال رساند و در اخذ بیعت مجاز سازد و یک سالک را بغیر استحقاق چگونہ رخصت ارشاد دہد ایں چنیں ظنّہ در حق چنیں صاحب کمال احمقی است و فرمود کہ ؎

گر ہزاراں سال گویم وصف او | صبح آں را مطلع و مقطع مجو
غنیمت شمر صحبت اولیاء | زاکسیر اعظم بجو کیمیا

اما شیخ محمود بحری کہ برادر حقیقی ایں صاحب کمال اگرچہ در مراتب و مقامات و اطوار و لایات و کمالات از برادر فروتر بود اما یک روز و یک ساعت از خدمت و صحبت حضرت قطب زماں سید محمد نوربخش دور و جدا نمی شد حتی کہ آب برائے طہارت و غسل آنحضرت او حاضر میکرد و ہر وقتیکہ آنحضرت بحجرۂ حرم خود در آمد شیخ محمود آب طہارت حاضر ساختہ تا مبرز خانہ ہمراہ می رفت گویا سالہا سال در خدمت آنحضرت بدیں منوال بہرہ مند بودہ چوں بہ ید اجل خبر کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ بصماخ حال شیخ محمود بحری رسانید رخت حیات از منزل فانی بسرحد ممالک جاویدانی کشید۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ٥

Marfat.com

احوال حضرت شاہ جلال شیرازی نوربخشی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاه جلال شیرازی قدس سره مرید شیخ محمد لاهجی نوربخشی شارح گلشن راز بوده و او ازاں جا در مکه مکرمه آمده و بعهد سلطان سکندر لودهی از مکه مکرمه در هندوستان آمدند و در دهلی اقامت فرمودند و دراں جا در سنه ۹۴۴ھ نهصد و چهل و چهار هجری وفات شدند۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔

Marfat.com

احوال مولٰنا عماد الدین نوربخشی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا عماد الدین مرید شیخ محمد لاہجی نوربخشی بود از وے بطور قاصد بخدمت سلطان محمود خلجی والیٔ دکن و مالوہ در سنہ ہشت صد و ہفتاد و یک ہجری آمدہ خرقۂ شیخ را بر سبیل تبرک پیش سلطان نمود و سلطان محمود خلجی خرقۂ شیخ را نعمت کبریٰ دانستہ قدوم مولانا عماد الدین تلقی بخیر و احسان نمود و از غایت سرور و خوشحالی خرقہ را پوشید و دست نیاز بدعا کشودہ جمیع علماء و مشائخ و بزرگان آں دیار کہ در مجلس او حاضر بودند محظوظ و بہرہ مند گردانید۔

Marfat.com

احوال شیخ علی بن قاسم بلالی نوربخشی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ علی بن قاسم بلالی رحمۃ اللہ علیہ صاحب تصانیف کثیرہ بودند و ازاں جملہ متن فقہ احوط را بفارسی نظم تالیف کردند و فقہ منظومہ نامزد کردند و در شاعری نیک مہارت بودند و در مدح شاہ سید محمد نوربخش در دیباچہ آں فقہ منظومہ شعر گوہر شعار گفتہ است ازاں جملہ منظوم ذیل است ؎

سید محمد نام پیر ما و کنیت نوربخش — در قلوب سالکاں از نور عرفاں نوربخش
قدوۂ ابرار عالم پیشوائے اولیا — زبدۂ اخیار آدم مقتدائے اصفیا
بر سر تخت شریعت بادشاہ تاجدار — مسند گردون طریقت را سراج دہ بہا
در دریائے حقیقت نور فانوس یقیں — مہر چرخ معرفت زینت دہ گلزار دیں
قطب اکرم رہنمائے فرقۂ افراد است — غوث اعظم فخرگاہ زمرۂ اوتاد است

حضرت خواجہ علی قدس سرہ از فریب حاسداں و معانداں در میوۂ شیرین زہر حلول کردہ بخورانیدند و بر لبستر جاودانی بخسپانیدند انا للہ و انا الیہ راجعون

احوال حضرت میر شمس الدین محمد عراقی بت شکن خلیفہ حضرت شاہ قاسم فیض بخش قدس اللہ اسرارہم

شجرۂ نسب حضرت میر شمس الدین محمد عراقی این است۔ میر شمس الدین محمد ابن شیخ ابراہیم بن خواجہ علی بن شیخ صدر الدین بن شیخ صفی الدین اردبیلی۔

اردبیل موضعے ست در آذربائیجان ملک ایران خاندان صفوی منسوب اند بشیخ صفی الدین اردبیلی و شیخ صدر الدین ہمعصر و ہم عقیدہ امیر تیمور بودند۔ چنانچہ در جنگ انگورہ ہر چند از افواج ترک اسیر بودند بسفارش شیخ صدر الدین در سنہ ہشت صد و چہار ہجری امیر تیمور ایشاں را آزاد کردند لبصلۂ این احسان تمام آزاد شدہ سپاہان ترک و اولاد ایشاں در حلقۂ مریدان شیخ صدر الدین داخل شدند و در عہد تیمور شاہ ابن قرا یوسف ترکمان والئے آذربائیجان از شوکت تیمور فرار شدہ باطراف مصر وغیرہ پناہ گزیں بودند و چوں او را خبر وفات تیمور رسید بالفور بر مملکت خویش دوبارہ قابض شدند و بہ شیخ جنید و برادرش شیخ محمد نبیرہ زادگان شیخ صدر الدین بدظن شدہ ایشاں و جملہ مریدان ایشاں را از اردبیل جلا وطن کردند و ایشاں باطراف کردستان کہ شمالی حصہ عراق است روانہ شدند و حاکم آں جا کہ حسن طویل آق قونیلو بود ایشاں را بخندہ روئی پیش آمدہ با عزت و تکریم جائے رہائش دادند و بعد از چند روز شیخ جنید کہ جد شاہ اسمٰعیل صفوی است با حاکم آں جا رشتہ قائم کردہ با مریدانش در فن سپاہ گری تربیت دادند و با مشاورت حسن طویل والیے عراق بر شہر اردبیل لشکر کشی کردند و ہمت ایشاں بمصروفیت جنگ و جدال مشغول گشتند۔

و حضرت شیخ محمد عراقی قدس سرہ در طلب علوم ظاہری فائق شدہ در طلب علوم باطنی و جستجوئے مرشد کامل شوقش گریبان گیر شدند و دراں ایام احوال و

Marfat.com

ارشاد حضرت امام العارفین شاہ سید محمد نوربخش قدس سرہ شہرہ آفاق بود پس
در جستجوئے خلفائے آنحضرت شدند تا احوال و مراتب ایشاں و طریقہ و عقائد
حضرت شاہ سید دریافت نمائند اگر طریقۂ ایشاں موجب طمانیت قلب باشد
دامن اطاعت ایشاں باستوار بگیرند دست بیعت دراز کنند بدیں جہت اوّل
بخدمت شیخ محمود بحری کہ مرید مخلص حضرت شاہ سید بود در آمد و ایں شیخ محمود بحری
از سائر مریداں و مقرباں بر احوال و اطوار و وظائف و اوراد و اذکار و سائر حالات
و اسرار حضرت سید محمد نوربخش قدس سرہ کما حقہ واقف و خبردار بود و حضرت شیخ
محمد عراقی قدس سرہ اوّلاً خدمت و ... بجہت آں اختیار کردند تا بر احوال و اطوار
و سائر آداب حضرت شاہ سید مطلع و خبردار شود قریب دو سال در خدمت وی
می بود و در مدت دو سال از صحبت آں صاحب کمال بر کیفیت آداب و احوال
حضرت شاہ سید چناں مطلع و خبردار گشت کہ گویا سالہا سال در صحبت و خدمت
حضرت شاہ سید می بود و بعد از دو سال چوں حضرت شیخ محمود بحری ازیں دار فانی
رحلت فرمودند۔

پس حضرت شیخ محمد عراقی بخدمت مولانا حسین کوکئی توجہ نمود و او از جملہ خلفائے
عظام حضرت شاہ سید بود و در علوم ظاہری و باطنی کامل مکمل بود و در مکان ... ایشاں
حضرت شاہ سید محمد نوربخش قدس سرہ بتدریس و تعلیم حضرت شاہ قاسم و سائر
اولاد بعہدۂ تدریس مشرف بود و برائے عورات و بنات آنحضرت کہ جملہ مریدہ
کہ قوت فہم عربیہ نداشتند حضرت مولانا حسین کوکئی فقہ احوط را بفارسی ترتیب
نوشتند و ہماں کتاب فقہ فارسی را می خواندند و حضرت شیخ شمس الدین ... عراقی
قدس سرہ چوں از عراق بہ کشمیر بار دوم متوجہ شدند آں نسخۂ فارسی را از ...
قاسم فیض بخش استدعا نمودہ ہمراہ آوردہ بودند و برائے تعلیم و تفہیم عورات
بنات و اولاد صغار خود و ارباب ارادت ہمراہ داشتند و ہماں نسخۂ فارسی کہ ...
مسائل کردہ طہارت و صلوات و صیام و سائر عبادات بجا می آوردند موافق

آں نسخہ ادا می کردند و از زبان مبارک حضرت میر شمس الدین محمد عراقی منقول[۱]
است کہ چوں در مسئلۂ مسح عبارت حضرت سید محمد نوربخش قدس سرہ در فقہ
احوط محتمل معنیین بود کہ مسح بر پائے مکشوفہ و مسح بر موزہ پس ایں مولانا
حسین کوکئی دراں ترجمہ مسح بر موزہ تصریح نمودہ بود بدیں جہت جملہ افاضل
و اکابر نوربخشیہ بر موزہ مسح می کشیدند و متمسک بداں نسخہ می نمودند کہ اگر صاحب
ایں ترجمہ در صحبت حضرت مجتہد قدس سرہ از احوال و افعال ایشاں تحقیق نمے
کرد از ظاہر عبارت مسح بر پائے مکشوفہ مقرر داشت پس اولے آنکہ عبارت
فقہ احوط را براں معنی حمل کند کہ موافق صاحب ترجمہ باشد۔
و نیز از عبارت فقہ کہ وَاَمَّا الْمَسْحُ عَلَی الرِّجْلَیْنِ فَفِی الْخُفَّیْنِ یَکْفِی
وَلَا حَاجَۃَ اِلٰی غَسْلِہِمَا۔ یعنی اما مسح بر ہر دو پائے در موزہ کشند پس حاجت
شستن آں ہر دو نیستند۔ مخالف آں نباشد تا اجتماع ضدین در یک حکم
نشوند۔ حضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ سہ سال پیش مولانا حسین کوکئی
ریاضت میکشیدند و مولانا ممدوح در تربیت و ارشاد حضرت میر مساعی جمیلہ
ارزانی فرمود چوں حضرت مولانا حسین کوکئی از مضیق دنیا بخلوت خانۂ عقبیٰ
انتقال نمود لطلب مرشد دیگر متوجہ شدند۔
پس حضرت میر عراقی قدس سرہ بصحبت شیخ محمود سفلی رسید و ایں شیخ
محمود مرید حضرت میر حاجی محمد بحرآبادی بود از جملۂ آں چہل کس کہ در یک اربعین
مر چہل را خط ارشاد دادہ بودند حضرت میر عراقی قدس سرہ بخدمت وے
رسیدہ بدائرہ بیعت درآمدہ قریب دو سال در صحبت شیخ محمود سفلی قدس سرہ
ریاضتہا می کشید و شیخ محمود بہ تربیت حضرت میر توجہ مبذول می داشت ساتا

---

[۱] و ایں روایت در تحفۃ الاحباب ہم کہ سوانح عمری حضرت میر شمس الدین عراقی است از اں حضرت
قدس سرہ منقول است در صفحہ ۲۶ تا ۱۲۰

Marfat.com

جام عمرش لبریز شده بحق پیوست۔

بعد ازاں حضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس سره بصحبت مولانا برهان الدین بغدادی قدس سره رفتند و این مولانا از جمله کمل خلفائے حضرت شاه سید بود و در خدمت وے قریب شش سال ملازم مے بود پس حضرت مولانا برهان الدین نصیحت فرمود که شیخ محمد سالک را باید که جهت ازدیاد مراتب و درجات ترقی منازل همت خود بلند داشته مجد و مساعی باشد و بهر یافته بسنده و قناعت نه کند خدمت و ملازمت شیخ محمد لاهیجی قدس سره غنیمت داند که ممکن است مقصود شما از ایشاں حاصل شود و تشنگی تو بتربیت آں حضرت سیراب گردد۔

پس حضرت شیخ شمس الدین محمد عراقی قدس سره باجازت مرشد خود بشیخ المرشدین حضرت شیخ محمد بن علی لاهیجی قدس سره متوجه گشت و دراں اوقات حضرت شیخ محمد لاهیجی در محروسه شیراز در خانقاه منزل اسرار الٰهی بود و این شیخ محمد لاهیجی قدس سره از جمله اکابر خلفائے حضرت شاه سید محمد نوربخش قدس سره بود و حضرت میر عراقی از صحبت شیخ محمد لاهیجی چناں سعی نمود که در اطوار سبعیه قلبیه و انوار متنوعه غیبیه چوں نفسی و قلبی و روحی و سری و خفی و غیب الغیوب سیر و سلوک میفرمود تا مدت شش سال در خدمت او ریاضت کشید و ازاں قریب چهار سال خدمتها میکرد تا در سال هفتم حضرت شیخ محمد لاهیجی قدس سره بصحبت و ملاقات حضرت شاه قاسم فیض بخش قدس سره می آمدند حضرت میر شمس الدین محمد عراقی را با خود همراه آوردند و قریب یک ماه در ملازمت حضرت شاه قاسم بودند چوں حضرت شاه قاسم خدمت و آداب حضرت میر محمد عراقی را دیدند شیخ محمد لاهیجی التماس نمود که شیخ محمد عراقی را جهت خدمت و ملازمت [illegible] بگذارند و او التماس حضرت شاه قاسم را بسر و چشم قبول نمود و خدمت حضرت [illegible] داده سپردند و خود عزیمت بولایت شیراز متوجه گشتند۔

و حضرت میر شمس الدین محمد عراقی بشرف خدمت و ملازمت حضرت شاه

Marfat.com

قاسم مشرف و سزاوار گشت و پیشتر ازیں واقعۂ دیدہ بودند پیش حضرت شاہ قاسم عرض نمودند۔

کہ نوبتے در واقعہ دیدم کہ من براہے می رفتم و در اں راہ دیدم کہ جوئہائے بسیار و رود خانہائے بیشمار بود و آبہائے رواں بے نہایت و من از آب ہر جو وضو میکردم و بہر رود خانہ ہائے کہ می رسیدم غسلے و طہارتے می ساختم فاما اطمینان خاطر حاصل نمی گشت و دلم ہیچ طہارتے قرار نمی یافت تا بموضعے رسیدم و آں جا دریائے عظیم ظاہر گشت من فی الحال بکنار آں دریا رفتم و جامہائے خود کشیدہ در اں دریا رفتم و غسلے برآوردم و بسیار سباحت و شنا در اں دریا کردم و از اں غسل و طہارت قرار گردم۔

حضرت شاہ قاسم قدس سرہ در تعبیر آں واقعہ فرمود کہ تا ایں مدت آنچہ در سلوک راہ طریقت بچندیں ریاضت متعدد و مرشدان متکثرہ حاصل میکردی آں ہمہ موجب اطمینان تو نہ شد۔ حالا انشاء اللہ آنچہ در خدمت و صحبت ایں درویش حاصل میکنی و بہ کثرت ریاضات و مجاہدات کسب می نمائی اطمینان خاطر تو موجب قرار دل تو خواہد بود انشاء اللہ بہ نہایت مقصود و کمال مطلوب خواہی رسید می باید کہ ہمت بلند داری و ہیچ وسوسہ و دغدغہ را بخاطر خود راہ ندہی و بیش خاطر یارادت دل را پیوستہ بایں درویش مربوط داری و اوامر و نواہی ایں فقیر را ہمیشہ منقاد و ممتثل باشی و در ادائے خدمت تقصیر نہ ورزی و در وظائف و اوراد و اوقات و سائر ریاضات مداومت نمودہ صادق دم و ثابت قدم باشی۔

بعدہ حضرت میر شمس الدین محمد عراقی از زبان مبارک حضرت شاہ قاسم تعبیر ایں واقعہ و جملہ مواعظ و نصائح را استماع نمود نیت بطلب مقصود اصلی جزم نمودہ احرام طواف کعبۂ حقیقی در میان جاں بربست و پیوستہ مترقب خدمات

Marfat.com

وامر و احکام می بود بحیثیتیکه اگر حضرت شاه بکسی دیگر از خدام درگاه کاری و خدمتی می فرمود حضرت میر از غایت غبطه و نهایت غیرت محزون مے بود کاشکے این خدمت هم بمن مے فرمودے و با این خدمات در اثنائے لیالی خلوات چندان انواع عبادات و ریاضات بجامی آورد که از طاقت انسان بلکه بیرون از حد امکان باشد چنان انواع ریاضات و عزلت ادا نمود که هیچ سالکے پیش مرشدے بدان کیفیت بجا نیاورده باشد و هر وقت که حضرت شاه آن حسن آداب و خوبی خدمات میدید بغایت خوشحال می شد در حالیکه مشقت خدمت او را معلوم می شد ادعیهٔ فاتحه و اثنیه را اکثر درباره حضرت میر مبذول میداشت و بیمن محبت حضرت شاه و تربیت آنحضرت بمدارج اولیائے عظام عروج می نمودند بدین جهت حضرت شاه قاسم قدس الله اسراره هم حضرت میر محمد عراقی را بخطاب مستطاب شمس الدین محمد ملقب فرمودند و ازاں بعد حضرت شاه بجمله مریداں را حکم نمودند که من بعد الیوم حضرت میر محمد را شمس الدین محمد خوانده باشید۔

و چوں حضرت شاه بچشم تحقیق دیدند که این صاحب دولت ازلی بود لاجرم حضرت شاه اجازت بیعت و قبول توبه بآن حضرت میر مبذول داشتند و خطاب ارشاد عنایت فرموده آنحضرت میر را مرخص ساختند و فرزند قرة العین خود شاه شمس الدین که بزرگترین فرزند حضرت شاه قاسم بود جهت اخذ تعلیم آداب طریقت بحضرت میر شمس الدین محمد عراقی سپردند و حضرت میر قدس سره بعد از تحصیل اجازت اخذ بیعت در خدمت حضرت شاه قاسم ثابت قدم و صادق دم بودے

دلا در صحبت اہل صفا باش | بصحبت یافتی اہل وفا باش
که قطره تا صدف را در نیابد | نگردد گوهر روشن نتابد

حضرت شاه قاسم قدس الله اسراره مادام که در منزل مبارک خود مقیم بودند حضرت میر شمس الدین محمد عراقی را بجوانب و اطراف که مریداں حضرت سید محمد نور بخش علیه الرحمه مقیم بود جهت اخذ اموال زکاة و جمیع وجوه نذر و صدقات می فرستادند

Marfat.com

و در خطوط و رقعات که برائے اہالی و موالی اکناف می فرستادند حضرت شاہ دراں رقعات می نوشتند که

وظیفهٔ مخلصان و ارباب دلاں و سائر اہل ارادت آنکه ہر که دغدغهٔ اخذ توبه و انابت داشته باشد یا تجدید بیعت نماید باید که پیش جناب مظہر تجلیات الٰہی منبع فیوض نامتناہی زبدة المجاہدین قدوة المرشدین شمس الملة و الدین شیخ شمس الدین محمد عراقی ادام الله برکاته توبهٔ انابت کنید و دست او دست ایں فقیر دانید و بیعت او بیعت ایں فقیر تصور کنید۔

و حضرت میر عراقی قدس سره ہر وقت در سفر و حضر منتظر فرامین حضرت شاہ می بودند بدیں جہت حضرت میر محمد عراقی را بالتماس سلطان حسین مرزا بادشاہ خراساں حضرت شاہ قاسم قدس سره جہت طلب ادویه و عقاقیر بجانب ولایت کشمیر فرستادند و حضرت مسبب الاسباب در تشریف قدوم حضرت میر عراقی بولایت کشمیر دو سبب ساخته یکے ظاہری دوم باطنی اما آنچه سبب ظاہری اناں التماس حسین مرزائے والی خراساں است و اما سبب باطنی آن است که خداوند خالق بریات باقتضائے ظہور شیونات اسماء و صفات جماعتی از اہل ملک کشمیر از عنایات ازلی به تخصیص بابا علی بخاری[1] را که سر دفتر طالبان خدا بود به مشیت بے علت سبحانی به تشریف خلعت یُحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّونَهٗ معزز ساخته بود و در بارگاه عنایت بالطاف قربت بنواخته لاجرم حضرت بابا علی با بعض آں جماعت در طلب پیر کامل برائے ارشاد راه آں درگاه از مواطن خویش برآمده محنت سفر اَلسَّفَرُ قِطْعَةٌ مِّنَ السَّقَرِ اختیار نمودند فاما چوں حضرت رازق العباد آب و خور ایشاں دراں بلاد مقرر ساخته بود لاجرم توفیق مسافرت نایافته از راه برگشته آمدند و بمنازل خود مراجعت نموده گردد

---

[1] بخاری - بجائے حمله مشده ۱۲

Marfat.com

بدامن قرار کشیدند و دیده امید به بشارت آیت کریمه وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا کشاده وچشم انتظار بر شاہراه اَلْاُمُوْرُ مَرْهُوْنَةٌ بِاَوْقَاتِهَا نهاده مترصد اوقات خود می گذارید وچوں داعیهٔ در طلب از سر اخلاص آں بزرگان منبعث بوده بمقتضائے مَنْ طَلَبَ شَيْئًا وَجَدَ وَجَدَ وَمَنْ قَرَعَ بَابًا وَلَجَ وَلَجَ ہماں التماس حسین مرزا پادشاه خراسان را وسیلهٔ ظاہری جہت تشریف حضرت میر شمس الدین محمد عراقی بایں ولایت حادو ساخته آنحضرت میر قدس سره دریں ملک رسیدند و رہنمائی طالبان درگاه الٰہی شدند۔

چوں حضرت میر عراقی قدس سره برخصت و اجازت حضرت شاه قاسم قدس سره از ملک خراسان متوجه گشت از راه قندهار بولایت کشمیر شدند چوں از ملک ہند بشہر ملتان رسیدند و دراں شہر قریبا یک ماه توقف افتاد و دراں شہر سیدے بود که از ولایت عراق آمده مقیم بود و اولاد و اطفال بسیار داشت وآں سید را دختر بود در ستر عفت پرورش داده۔ روزے آں سید بدست کسے پیش حضرت میر محمد پیغام فرستاد که سر پوشیده دارم اگر آنحضرت را دغدغهٔ تزویج داشته باشد دختر خود را بعقد نکاح بدہیم حضرت میر تزویج دختر آں سید رضا دادند وآں سیدهٔ عفیفه را در نکاح خود درآوردند و دراں وقت حضرت میر شمس الدین محمد عراقی در سنه پنجاه وپنج ساله بوده دریں اثناء و عرصه پا در قید ازدواج نه نهاده بودند وایں قدر عمر ہمه در خدمات ارباب کمال صرف می کردند و نام آں مخدره به بیجه آغا مسماة بود ہمراه گرفته بدیں ولایت کشمیر متوجه شدند و براه ہری پور بتاریخ ہشت صد و ہشتاد و ہشت ہجری به کشمیر رسیدند و در یار پادشاه زماں سلطان حسن شاه درآمدند و خطوط پادشاه خراسان و سوغات و ہدیات و تحفه ہا پیش برده بدو تسلیم نمودند پس سلطان حسین شاه بعد از پرسش کوفت راه و استفسار از کیفیت احوال وسلامتی سلطان حسین مرزا نمودند حضرت میر ہم سلام و پیامے که برائے سلطان حسین مرزا داشت تقریر نموده بمعرض ابلاغ رسانیدند۔

Marfat.com

پس بعد از یک دو ماه که وقت شکار بازها و هنگام صید مرغابیها رسید سلطان حسن شاه با امرائے خود فرمودند که حالا وقت صید است که می خواهیم این ایلچی را بدیدن شکار مرغابیها ببریم وگشت کولاب اولر و تماشائے لنگ و سیبر کشتیها اورا بنمائیم پس به تدبیر امراء تاریخ تعیین نمودند که از جمله اکابر شهر حاجی شمس و حاجی حسن همراه حضرت میر عراقی باشند تا در حرف و حکایات با آنحضرت هم زبان باشند و این حاجی شمس و حاجی حسن از اهالیان این ولایت بودند و از فضل و دانش بهره ور و بشرف زیارت حرمین مشرف شده بودند و دران وقت تولیت خانقاه حضرت امیر کبیر همدانی در عهدۂ حاجی شمس بود و هر دو حاجی را جهت همزبانی حضرت میرجی بردند پس بعد از واپسی شکارگاه سلطان حسن شاه وسائر اکابر و امراء از هر دو حاجی استفسار نمودند و احوال حضرت میر عراقی نمودند و هر دو حاجی ایشان را متحقق ساختند که این مرد عزیز که مردمان ایلچی تصور میکردند از جملۂ اولیاء کرام ست و بعد زان ایشان از حضرت میر استفسار نمودند که نسبت فقر و سند سلوک ملازمان به کدام سلسلۂ عالیه منتسب بوده باشد آنحضرت نسبت طریقۂ خود اظهار نموده فرمود که نسبت فقر و سلوک این فقیر بسلسلۂ عالیۂ نوربخشیه است و دست اعتصام بیعت و انابت این فقیر بقطب ایام حضرت شاه قاسم فیض بخش مستحکم است و دو سال است که آنحضرت شاه از عراق آمده در دار الملک هرات مقیم اند و آنحضرت مرا بنا بر التماس سلطان حسین مرزا باین ولایت فرستادند و بحکم آنحضرت بدین ولایت متوجه شده ام والا مرا هیچ قیدے و تعلقے بملازمت سلطان حسین مرزا نیست۔

وچون حقیقت احوال آنحضرت نزد خلائق ظاهر گشت اکثر مردم آن شهر همیشه پیش آنحضرت می آمدند و به صحبت شریفش مشرف شدند و روز بروز احوال و اوصاف حضرت میر شمس الدین محمد عراقی ظاهر گشت و رجوع مردم بآن حضرت بیشتر می شد

بجار لاجرم حضرت بابا علی نجار هم این اخبار استماع نمودند و ایشان طالب این معنے

Marfat.com

بودند جمعی از مصاحبان خود همراه گرفته پیش آنحضرت آمدند و از جملہ مصاحبان حضرت بابا علی ملا محمد امام و صوفی جمال و ملا سیف و ملا اسمعیل کوہی و از علمائے این ولایت مولانا جمال الدین خلیل اللہ و قاضی محمد قدسی وغیرہم بسیار مردم از طلبہ و خواجگان این شہر می آمدند و بآں حضرت صحبتہائے داشتند و استفاضہ حاصل مے کردند۔ و بعد از سہ چہار ماہ سلطان حسن شاہ بیمار گشت و وفات شد پس از وفات او پسر او محمد شاہ دراں وقت دو سہ سالہ عمر بود بر تخت نشاندند لاجرم درمیان امراء و حکام مخاصمت روئے نمودند و ہماں فتنہ سبب توقف حضرت میر عراقی قدس سرہ گشتند و آنحضرت قریب یک سال در خانقاہ ملک احمد رینو در محلہ دیدہ مر مقیم بودند بعد از وفات سلطان حسن شاہ مجاوران آں خانقاہ گاہ بگاہ خدمت می کردند بدیں جہت از انجا تحویل نمودہ در مزار کلاں سلاطین کہ برلب دریا بود نزول فرمودند و قریب یک سال دراں جا اقامت فرمودند و در ہماں منزل حضرت بی بی آمنا کہ بزرگترین فرزنداں بود تولد فرمود و در ہماں منزل با شیخ شہاب الدین ہندی گفتگوہا واقع شدند و سہ نوبت مباحثہ واقع شدند۔

قضیہ اول بعد از وفات سلطان حسن شاہ آنچہ درمیان امراء و حکام این ولایت و سادات بیہقی سبزواری جنگ و جدال واقع شدہ بود دربارۂ مصالحت ایشاں مباحثہ شدہ حضرت میر شمس الدین محمد عراقی غالب شد۔

تفصیل آں قضیہ این است کہ بعد از وفات سلطان حسن شاہ زمام حکومت بدست سید حسن بیہقی رسید کہ جد شاں از سبزوار آمدہ بود لیکن امرائے آں ولایت قبول نیفتاد و درمیان ایشاں جنگ شدہ سید حسن بیہقی کشتہ شد و پسر او را کہ سید محمد بیہقی بود خبر قتل پدر بزرگوار رسید او با لشکر سہ صد چہار صد سوار مسلح آمدہ با ایشاں جنگ کردہ شکست نمودہ و از کینۂ قتل پدر بزرگوار

Marfat.com

بسیار مردم بقتل رسانیدند۔

آخرالامر علماء و فضلا اتفاق نمودند کہ درمیان ایشان صلح باید نمود پس ہمہ اکابر جمع شدند و شیخ شہاب ہندی و میر شمس الدین محمد عراقی بہ پہلوئے ہمدیگر نشستہ بودند و حضرت میر عراقی فرمود کہ سید محمد بیہقی را باید کہ خون پدر بزرگوار بخدا حوالہ کند و حالا صبر فرماید چنانکہ فرزند رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کشتہ شد آں خون ہم بہ حوالہ خداست پس تراہم در یوم المآب خدا داد میدہد۔ و بہ ہماں گفتۂ حضرت میر عراقی قدس سرہ درمیان ایشاں مصالحت شد پس شیخ شہاب الدین ہندی را آتش حسد برافروختہ شد و رگ تعصب در حرکت آمدہ در فکر آں افتاد کہ میر عراقی را ایذا رسانید پس قرین ایں حال دو فرزند شیخ شہاب بایک دیگر نفاق افتاد و میاں منجلی نامی فرزند سنگ بزرگ برداشتہ بر سر میانہ نام فرزند انداخت پس سر و گردنش شکست و بمرد وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ ٥

تفضیۂ دوم آں کہ در وقتے کہ ملک سیف دار در خانقاہ حضرت ہمدانیہ با علماء و فضلاء و ارباب دیار اجلاس فرمودہ دعوتے عظیم ساختند و دراں مجلس در تفسیر آیت كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا بحثے واقع شدہ فیصلہ بر تفسیر کشاف نہادہ بودند چوں تفسیر کشاف آوردہ مطالعہ نمودند پس دراں تفسیر مطابق قول حضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ ظاہر بود لاجرم آنحضرت غالب گشت۔

تفصیل آں مباحثہ این است کہ روزے ملک سیف دار مطابق رسم ولایت کشمیر برائے ہر یکے از علماء و فضلاء خوانہائے شیرین ساختہ ہر یکے را علیحدہ می آوردند و شیخ شہاب در پہلوئے حضرت میر عراقی نشستہ بود و از حرص طبقہائے با طعام درست را در دستار خواں بر بستند و بہ ملازمین سپردند تا بخانہ برند و حضرت میر عراقی آں قدر کہ میل داشتند تناول نمودہ باقیہا را بہ ملازماں و خادماں خانقاہ عطا نمودند شیخ گفت کہ شما چرا بخانہ چیزے نفرستادید حضرت میر فرمود کہ در خانہ

Marfat.com

طعامہائے وافی است۔ مردم بے طعام خوانہا در خانہ می فرستند تا اہل وعیال خود بخورانند۔ شیخ عتاب نمودہ گفت کہ این علماء بسبب کمی طعام نہ می برند بلکہ جہت فرمان خداوندی کہ کلوا وتمتعوا یعنی چیزے بخورید و چیزے بخانہ خود برید ومقصود تمتع بخانہ بردن ست حضرت میر فرمودند کہ خداتعالے چہ ہم داشت کہ در قرآن مجید برائے خاطر زنان شما می فرمود کہ طعامہائے بخانۂ خود برید تا زنان شما بخورند۔ شیخ گفت این آیت در قرآن ثابت است شما چہ نوع آیت را منکر شوید حضرت میر فرمودند کہ شاید مقصود این آیت معنی دیگر داشتہ باشد شیخ گفت کہ شما علمی نہ خواندید و ہیچ کتابے نہ دیدید ما آنچہ میگوئیم از کتابہا و تفاسیر می گوئیم و شما از چہ و کجا می گوئید و جملہ ملّایان ہم مددگار و ہم زبان شیخ شدند و شور وغوغا نمودند کہ کسے ہیچ علمی نہ داشتہ باشد با علامہ مباحثہ نماید۔ حضرت میر فرمود کہ ہر چند من چیزے نخواندہ ام و تفسیرے نہ دیدہ باشم اما تحقیق میدانم کہ این آیت را معنی دیگر باشد حضرت میر سخنان ایشان قبول نہ می داشت۔

ملک ریگدار برادر ملک سیف دار بود و او را اندکے از علوم خبر بود و او ہم حمایت ملایان کرد و دران مجمع گفت کہ شما این غوغا چرا می کنید یک دو کس بروید و تفسیر کشاف بیارید تا ببینیم کہ صاحب کشاف چہ می نویسد۔ پس یک دو ملا رفتہ تفسیر کشاف آوردند تا کہ بر حضرت میر الزام تراشی کنند و بدنام کنند۔ و غافلان نہ دانستند کہ حضرت میر آنچہ می گوید از تفسیر کشاف می گوید چون تفسیر کشاف حاضر آوردند این آیت ازان کتاب کشیدند تفسیر آیت بدین نوع بر آمد کُلُوا وَتَمَتَّعُوا قَلِیلًا اِنَّکُم مُّجرِمُونَ ۰ و این تمہ آیت نص صریح بود بر آنکہ بر توبیخ اہل عذاب مشتمل است و بر خطاب بہ عتاب وارد است در شان اہل جہنم پس ہمہ را معلوم شد کہ حق تعالے این آیت کریمہ در شان عاصیان فرستادہ کہ فردا روز قیامت بر سر ایشان ندا کنند کہ اے اہل جہنم کُلُوا وَتَمَتَّعُوا قَلِیلًا اَنَّکُم مُّجرِمُونَ ۰ و لفظ قلیلا تعریض مشرکان و مجرمان است یعنی اندکے بخورید و تمتع بگیرید اے

Marfat.com

مجرماں بعوض جز آنچہ در دنیا خورید و تمتع گرفتید از اطعمہ محرمات واغذیہ شبہات پس حضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ بجاعنران مجلس متوجہ فرمودند کہ دیدہ ہائے انصاف بکشائید بہ ببنید آیتے کہ حق تعالےٰ جہت توبیخ وتہدید اہل دوزخ فرستادہ باشد و ایں مردد رشان خود وامثال خود صادق مے آرد پس ازیں مبحث پیش جملہ کبار وصغار شیخ وکسان او درخجالت سرنگوں افتادند و دوستاں حضرت میر شگفتہ وخنداں شدند وازیں مبحث ملک سیف دار و ملک ریگی دار مخلص آنحضرت شدند۔

وکیفیت مجادلہ نوبت سیوم آں بود کہ چوں نوبت حکومت کشمیر بار دوم بہ ملک سیف دار رسید روزے دعوتے بزرگ درخانقاہ ہمدانیہ ترتیب دادند وجملہ علماء وفضلاء وادا ہر را طلب نمودند وحضرت میر عراقی و شیخ ہندی ہم دراں مجمع حاضر بودند و بعداز فراغ طعام مباحثہ نمودند۔

وقاعدہ حضرت میر محمد عراقی چناں بود کہ ہر حکایتے کہ می گفتند جملہ آں از حضرت شاہ قاسم می فرمودند کہ از حضرت شاہ چنیں شنیدم وچنیں دیدم پس دریں مبحث ہم چند مرتبہ حضرت شاہ حضرت شاہ واقع گشت شیخ فہماب گفت تاچند حضرت شاہ حضرت شاہ گوئی وتاکے از وے می لافی مگر من او را نمی دانم واو مرد کیمیا گرے بود کہ عمر خود بصرف امور بے حاصلے کردہ و اوقات خود در پئے خاک وخاکسترے ضائع ساختہ است۔

حضرت میر ازیں سخن گستاخی او از صبر وضبط بے طاقت شدہ پشت دست خود یک سیلے ضربے از سر غیرت بر دہن او زد۔ زود دو دندان آں شیخ شکستہ درہماں جا منکوس وسرنگوں افتاد ومیر درویش صوفی از دور آمدہ پنج شش لگدے سخت بر پشت وپہلوئے آں شیخ زد وتمام مردم از مجلس برخاست شدند بعد ازاں ملایان متعصب جمع شدند وپیش ملک سیف دار درآمدہ عرض نمودند کہ اگر میر شمس الدین عراقی دریں ولایت بود مایاں دریں شہر نہ می توانیم

Marfat.com

بودن ملک سیف دار گفت کہ شما را اے او اینچنیں کار ہا اے نا سزاوار کرد بدکہ او ایلچی سلطان خراسان است ما او را ہیچ نمے توانیم گفت پس ایشاں با نامرادی و خسران و خذلان باز گشتند۔

و بعد ازاں حضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ از انجا منتقل شدہ بہ خانقاہ شیخ سلطان کشمیری در دامن کوہ سلیمان لنگر اقامت انداختند و مدت شش سال در ہماں خانقاہ شریف متوطن ہمی بود و در ہماں منزل شریف دختر دوم کہ ثانیہ بی بی مسماۃ بود تولد فرمود و آں خانقاہ معمورہ حضرت شیخ سلطان و شیخ بہاؤ الدین کشمیری بود و ازیں جہت حضرت شاہ محمد نوربخش قدس سرہ در کتاب سلسلۃ الذہب ملقب مشجر الاولیاء ہر دو را کشمیری نوشتہ کہ از جملہ مریدان حضرت خواجہ اسحاق بودند و ازاں حضرت خواجہ مرخص شدہ بودند و حضرت شاہ سید تعریف حضرت شیخ بہاؤ الدین بدیں اشعار یاد فرمودہ اند ؎

بہاء دیں بہ کشمیر مرخدا است	خداوند اطوار و کشف و صفا است
کہ اطوار دل را نہ دانی تو نام	بگویم بہ ترتیب اشنو تمام
لسانی و قلبی و نفسی شمر	پس سری و روحی خفی اے پسر
بغیب الغیوب است پایان آں	فنائے حقیقی است از وے نشاں

پس حضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس اللہ اسرارہ در موسم زمستان در خانقاہ شیخ سلطان مراسم اربعین با ہمہ مریدان مخلصان خود ادا نمودند و جملہ قوانین و قواعد اربعین بہ ایشاں آموختند از آداب و اذکار یکی کہ مقدار خواب و آداب اکل و شرب و جملہ قواعد ذکر و آداب اربعین از خلوت و عزلت و اعتکاف و غیرہا کہ دریں ولایت از برکت قدم آں حضرت اہل ایں سلسلہ موروث ماندہ اند۔

و حضرت میر قدس سرہ نخست ایشاں را بجہت دفع امراض اوصاف نفسانیہ

Marfat.com

ومواد اسقام اخلاق ذمیمہ ومفسدۂ شیطانیہ از حرص وحسد وبخل وریا وغضب وحقد وغیرہا کہ از لوازم صفات سبعی است وقوائے بہیمی وامراض قلبی واسقام روحی اند۔ بادویہ انواع عبادات واشربۂ ریاضات مداوا می نمود واز آلام علل بیگانگی دلہائے دردناک آں مشتاقاں را خلاص دادہ بصحت معرفت رسانیدند و قلوب محجوب ایشاں را از رجاس اخلاق ذمیمہ مصفی ساختہ بہ حلل جود وسخا مزین گردانیدے

جانا ز مئے عشق یکے قطرہ بدل دہ — تا در دو جہان یک بیمار نہ ماند

از کارخانۂ حکمت الٰہی قدرتہائے غریب ظہور می رسند کہ حضرت میر شمس الدین محمد عراقی ادام اللہ برکاتہ دریں ولایت بطلب ادویہ وعقاقیر تشریف فرمودہ بود بعنایت سابقۂ ازلی طبیب قلوب بیماران وعلمائے غفلت را حکیم شافی ظہور نمودند واز زبان حال خستگاں رنجور بگوش احوال آں صاحب کمال مضمون ایں مقال می رسیدے

مرحبا اے عشق خوش سودائے ما — اے طبیب جملہ علتہائے ما
اے دوائے نخوت وناموس ما — اے تو افلاطون وجالینوس ما
ما ہمہ اعما وتو بینائے راہ — دست ما گیری خلاصی دہ زچاہ

وبعد ازیں اربعین حضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ عازم بہ خراسان گشتہ وبہ صحبت حضرت شاہ قاسم نیت سفر جزم نمود وشوق لقائے حضرت شاہ در دل آنحضرت غالب گشتہ از امراء وسلاطین ایں ولایت رخصت مراجعت طلب نمودند۔

دراں وقت پادشاہ ایں ولایت سلطان فتح شاہ ابن آدم خاں بن سلطان زین العابدین بود وزمام وزارت در دست ملک سیف دار بود وآنحضرت تہیۂ اسباب آں سفر اشتغال نمودند وحکام ایں مملکت ہم اطباء وعطاراں آں شہرہا حکم نمودند تا ادویہ وعقاقیرے کہ در کتابت سلطان حسین مرزا والیے خراسان

Marfat.com

مرقوم شده بود پیدا کرده حاضر و تیار سازند و به تحقیق اسباب و اشیاء که لائق تحفه و سوغات پادشاه خراسان باشد مشغول شدند و جهت ایلچی گری سلطان حسین مرزا از جملهٔ اشراف این ولایت میلا حسین شهمنگی که به زیور علوم آراسته بود اختیار فرمودند۔

وحضرت میر شمس الدین محمد عراقی ادام اللہ برکاتہ جماعت مخلصان خود را پیش خود جمع کرده وصیت و نصیحت فرمودند که جملهٔ شما متفق بوده در ادائے خمس صلوات و جمعه و محافظت اوراد مداومت نموده باشید و رونق قواعد طریقهٔ نوربخشیه مساعی جمیله بنقدیم رسانیده باشید و مراسم سلسلهٔ شریفهٔ همدانیه را احیاء نهاده دارید و در ایام موسم [illegible] ستان قواعد رلیعین بجا آورده باشید پس آنحضرت قائم مقام خود و پیشوائے آں جماعت ملا اسمٰعیل کوہی ساختند۔

پس آنحضرت چند کسے از مریداں که طاقت محنت مسافرت داشتند دریں سفر همراه خود اختیار فرمودند مثل مولانا سلمان و بابا تاج الدین و حاجی بایزید و ملا بایزید و دیگر میر درویش که همراه آنحضرت از خراسان آمده بود مستعد شدند و سلطان فتح شاه کتابتی برائے سلطان حسین مرزا و یک کتابتے برائے حضرت شاه قاسم بنویسند و حضرت میر محمد عراقی قدس سره آں کتابتها و اشیاءها گرفته همراه ملا حسین شهمنگی بسال هشت صد و نود و شش هجری که هشت سال در کشمیر قیام نموده با اہل و عیال خود بطرف خراسان از راه پکلی و شهمنگ روانه شدند چوں از نیلاب گذشته به کابل رسیدند و دراں وقت پادشاه کابل الغ بیگ مرزا خورد بن سلطان سعید خاں گورگان بود و پیش ازاں وقت حضرت میر سید جعفر نوربخش برادر حضرت شاه قاسم فیض بخش از خراسان برآمده از راه کابل عازم ولایت هندوستان شده و ازاں جا به عربستان رفته بود۔

وسلطان الغ بیگ مرزا از برکت صحبت میر سید جعفر نوربخش قدس سره مخلص حضرت شاه سید محمد نوربخش شده بودند و مشتاق طریقهٔ نوربخشیه گریبان

Marfat.com

گیر بود از حضرت میر شمس الدین محمد عراقی دریاب شدند و دست ارادت بہ بیعت ارشاد آنحضرت زدہ پیش آنحضرت توبہ و انابت نمودند و برائے حضرت شاہ قاسم تحفۂ و سوغاتے بدست حضرت میر عراقی ہدیہ فرستادہ و عریضۂ نوشتہ بہ حضرت شاہ قاسم فرستاد و دراں عریضہ التماس فقۂ احوط حضرت سید محمد نور بخش درج نمودہ بود بہ تمنائے آنکہ بآں کتاب عمل نمودہ بطریقۂ آنحضرت اقتداء نمایدہ۔

چوں حضرت میر شمس الدین محمد عراقی از کابل استماع نمودند کہ حضرت شاہ قاسم از خراسان نقل مقام نمودہ بہ عراق رفتہ اند و بعد از تحقیق ایں خبر عزیمت خراسان فسخ نمودہ عازم بہ طرف عراق شدند و بہ ملا حسین شہمنگی کہ ایلچی سلطان کشمیر ہمراہ بود ایشاں را فرمود کہ حالا بخراسان نمی روم چراکہ حضرت مخدوم شاہ قاسم از خراسان برآمدہ بعراق رفتہ اند و ما ہیچ کارے در خراسان نداریم چونکہ من بہ حکم حضرت شاہ قاسم در کشمیر آمدہ بودم و آں چہ ضرور یات سلطان حسین مرزا است از ادویہ و عقاقیر ہمراہ تو است و تو ایلچی سلطان کشمیر استی خطوط و ادویات و سوغات از سلاطین و امراء کشمیر ہمراہ ہست سلطان حسین مرزا را برساں و حالا من بہ ملاقات شیخ عبداللہ نقشبند بہ سمرقند روم و از انجا بہ عراق متوجہ شوم۔

پس ملا حسین شہمنگی ہماں تحفہ ہائے مذکور گرفتہ براہ ہرات روانہ شدند و بخدمت سلطان حسین مرزا رسیدہ خطوط و تحفہ ہا حوالہ کردند و از سلطان انعام بسیار یافتہ مراجعت بطرف کشمیر فرمودند۔ و حضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ از کوہ ہندوکش گذشتہ اول براہ ختلان بہ کولاب رفتند و زیارت روضۂ مقدسہ حضرت امیر کبیر علی ثانی شاہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ بجا آوردند بعد ازاں بہ زیارت روضۂ سرمبارک حضرت خواجہ اسحاق شہید متوجہ بدخشاں شدند و ازاں جا در روستا رفتہ بزیارت آستانہ حضرت نور الدین جعفر بدخشانی

Marfat.com

مشرف شدند وبعد ازاں متوجہ بلخ شدہ زیارت مزار حضرت خواجہ اسحاق کہ بدن مبارک مطہر آں خواجہ شہید در پہلوئے مسجد بلخ است مشرف شدند وبعد ازاں حضرت میر محمد عراقی بجانب سمرقند رواں شدند چوں نزدیک سمرقند رسیدند حضرت خواجہ عبداللہ نقشبندی بقضائے الٰہی شربت ممات چشیدند۔ از حضرت میر محمد عراقی قدس سرہ منقول است کہ یک دو ماہ در شہر سمرقند اقامت واقع شدم اول جمعہ کہ دریں جا بود دستار سیاہ کہ از دست مبارک حضرت شاہ قاسم بایں فقیر تبرکاً رسیدہ بود بر سر بستم و بہ مسجد جامع بہ نماز جمعہ رفتم وبعد ازادائے نماز جمعہ جمع کثیر بہ نزدیکم من جمع شدند و با حوال سفر وحالات کشمیر بہ پرسش در آوردند من جملہ احوال واخبار آں ولایت خبر دادم و ایشاں خوش حال شدند۔

وحضرت میر شمس الدین محمد عراقی بعد از دو ماہ بطرف عراق تشریف نمودند و از راہ نسف بولایت استرآباد رفتند وازاں جا براہ استرآباد بمازندران رفتند وازاں جا بہ گیلان شدند وچوں بہ شفت وکورہ رسیدند زیارت بقعۂ شریف نور آباد بجا آوردند وازاں جا بہ سولقان کہ جائے آستانۂ حضرت شاہ سید محمد نوربخش رحمۃ اللہ علیہ است متوجہ شدند و زیارت روضۂ آنحضرت ادا کردند و حضرت شاہ قاسم را از قدوم میر شمس الدین محمد عراقی و نزول بسولقان خبر یافتہ از درشت بہ سولقان برائے استقبال تشریف آوردند بہماں جا ملاقات و معانقت و دست بوسی شدہ در درشت فرود آوردند وحضرت شاہ بہ قدوم حضرت میر و بسلامتی احوال اہل و عیال و قرابت شادماں شدند و فرمودند کہ یک آمد زیادہ و خبر شادمانی کنم یا بقدوم شمس الدین محمد بسلامت رسیدن فرزندان او کہ از ما تنہا یک کس رفتہ بود وحالا چندیں اہل وعیال و فرزنداں ہمراہ گرفتہ بما رسید۔

وحضرت شاہ قاسم در ہماں نزدیک تعمیر منزل بنیاد نہادہ بودند و خانہ او

Marfat.com

باغہا تعمیر نمودند و حضرت میر عراقی را بحوالی خانہائے خویش موضع وسیع حوالہ کردند تا آنحضرت دراں جا تعمیر خانہ چند بنیاد فرمودند و باغ بزرگ طرح نہادند و آں را بدو حصہ تقسیم ساختہ دریک حصہ انواع میوہ دار درختاں معمور و آباد ساختند و در حصۂ دیگر گلہائے رنگ بہ رنگ و سبزہ ہائے گوناگون و ریاحین مقبول کاشتند و آں باغ را حضرت شاہ باغ کشمیر نام نہادند۔

و حضرت میر محمد عراقی قدس سرہ دریں نوبت بخدمت حضرت شاہ قاسم بودند دریں مدت سہ دختر دیگر متعاقب متولد شدند و قبل ازیں در ہر جا بی بی آغا و بی بی ثانیہ ہمراہ داشتند و حضرت بی بی آغا و سائر اہل و عیال را تمنائے فرزند نرینہ بودند بفضل خالق اکبر درسال نہ صد و شصت و شش کامل از ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم فرزند سعادت مند تولد نمود و خبر ایں ولادت پیش حضرت شاہ قاسم فرستاد و تسمیہ آن قرۃ العین از اں حضرت توقع نمود و حضرت شاہ نام آں فرزند دلبند را باسم شریف دانیال مسمیٰ داشتند و بعد از تولد شیخ دانیال بیک سال روزے حضرت شاہ قاسم بحضرت میر شمس الدین محمد فرمودند کہ شیخ محمد می خواہم کہ شمارا باز بکشمیر بفرستیم تا دراں مملکت ارشاد مردم آں ولایت و اصلاح حال آں مملکت نمائید و میل خاطر حضرت میر شمس الدین محمد آں بود کہ در بغداد می روند چراکہ درہماں اوقات از بغداد خبر وفات حضرت مولانا برہان الدین بغدادی مرشد سابقہ خود بدرشت رسیدہ بود۔ بدیں جہت بہ بغداد رفتہ تا در منزل مولانا مرحوم می نشینند و بہ مردم بغداد ارشاد کنند۔

و حضرت شاہ قاسم برائے رفتن بغداد رخصت نمی کرد بلکہ بہ طرف کشمیر تاکید می کردند چوں میل خاطر رفتن بہ بغداد بہ دل شیخ شمس الدین محمد عراقی غالب گشت۔ روزے برائے رفتن آں ولایت استخارہ نمودلیس در واقعہ آں شب دید کہ مردے شوریدہ دستے پیش حضرت میر عراقی آمدہ ایں دو بیت مولوی رومی پیش روئے او خواندہ

Marfat.com

خوشے یا ما کن و یا بے خبراں خوئے مکن!
دُم بہر بادہ خمرے ہمچو خراں بوئے مکن
ہمچو اشترتو برو جانب ہر غار بنی
ترک ایں باغ و بہار و چمن و جوئے بکن

بعد از تحقیق ایں اشارت دغدغۂ بغداد ترک نمودہ پیش حضرت شاہ واقعہ شبینہ و بیت مولوی روم عرض نمودند پس حضرت شاہ در تعبیر آں فرمود کہ میل رفتن تو بہ بغداد از ہواجس پراگندہ نفسانی بود لاجرم از عوالم معنوی در دو بیت مولوی اشارت منع آں عزم نمودہ شد و رفتن کشمیر بہ ہوائے تو نیست بلکہ بحکم قضا و تقدیر الٰہی و فرمان ایں داعی است و دریں امر امید است کہ خیر کثیر بظہور خواہد رسید۔

حضرت شاہ قاسم بہ کشف باطن خود مرا ایما فرمود کہ شیخ محمد دشمن تو در کشمیر شیخ شہاب بود او فوت شدہ است از ہیچ بیم و خطرۂ مخالفت و عداوت نیست پس در رفتن بہ کشمیر تامل نہ کنی۔ چوں حضرت میر محمد عراقی را بجانب کشمیر معین شدند حضرت شاہ قاسم خط ارشاد و اجازت نامہ نوشتہ آنحضرت را مشرف ساختند و اہالی ولایت کشمیر بہ عنایت نصائح درویشانہ بنواختند و خط ارشاد این است۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

جملہ اصحاب و احباب و سائر ارباب اولوالالباب احسن اللہ عواقبھم و انجح مقاصدھم و مآربھم

بعد حمد خدا و صلوات بر رسول خدا اعلام مے رود کہ دریں زمن جناب قدوۃ المشائخ العظام زبدۃ الاولیاء الکرام مرشد السالکین ھادی المسترشدین شیخ شمس الدین محمد عراقی ادام اللہ برکات کمالہ بجانب کشمیر جہت توبہ تائبان و ارشاد

Marfat.com

طالبان وتربیت سالکان وتلقین آداب مشائخ طریقت وتعلیم قواعد اہل معرفت فرستادیم، بتاریخ روز عید اضحیٰ سنۃ احدیٰ وتسعمایۃ ۹۰۱ این نصیحت نامہ را درخدمت او فرستادیم کہ چوں حضرت حق جل شانہ طائفہ اہل صدق را بمرتبہ فضل واحسان برسائر عباد ممتاز گردانید وبہ محبان ودوستان خود مخصوص فرمودہ وزنگ کدورت دنیا از آئینہ قلوب زاکیہ ایشاں زدودہ وعین سرائر ایشاں را بکحل الجواہر معرفت خود روشن ساختہ شکرانہ آں می باید کہ پیوستہ اوقات شریف را بہ تصفیۂ دل وتزکیۂ نفس وملازمت اذکار ومطالعۂ اسرار وملاحظۂ آثار ومشاہدۂ انوار ملک وملکوت صرف کنند وترک لذات نفسی ومرغوبات حسی را نصب العین ہمائے ہمت عالی دارند واز صحبت دوناں دنیا پرست کہ عنان نفس امارہ بدست حرص وہوا دادہ اند اجتناب اجب شمرند کہ ایام حیات صوری قصیر واکتساب کمالات معنوی بغایت عسیر است ؎

عزیز است ایں دو روزہ زندگانی
بغفلت مگذراں دیگر تو دانی

یقین آں عزیز چوں از حقیقت باخبر اند ایں نصائح را از سر اخلاص تلقی خواہند نمود وخدمت وصحبت ونصیحت شیخ مشار الیہ را غنیمت خواہند شمرد وبوسیلۂ ایں مواعظ بمرتبۂ عالیہ ترقی خواہند فرمود ؎

کسے را کہ دولت بود رہنما ۔ چہ حاجت مراد را بفرمان ما

والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

(قاسم بن محمد نور بخش)

وبعد تحریر ایں اجازت نامہ ورخصت بیک ماہ در شہر محرم الحرام سنۃ

Marfat.com

اثنین و تسع مائة ہجری آنحضرت از عراق متوجہ بہ کشمیر شدند و دراں وقت حضرت شیخ دانیال بہ سن دو سالگی رسیدہ بود و آں حضرت از ولایت رَے و عراق بہ خراسان رسیدند و از زیارت روضۂ مقدسہ حضرت امام رضا علیہ التحیۃ والثناء مشرف شدند و بہ قندھار متوجہ شدند بغرض آنکہ از راہ کابل بکشمیر بیائند و حضرت شاہ قاسم فقہ احوط را برائے تحفۂ سلطان الغ بیگ میرزا امیر کابل را ارسال کردہ بود تا بہ ور رسانند و در اثنائے راہ از قندھار خبر وفات آں پادشاہ شنیدند پس عزیمت کابل ترک نمودہ براہ ملتان متوجہ ہندوستان شدند و ہمراہ خود دو نسخہ فقہ احوط بودند یکے عربی دوم ترجمۂ آں فارسی و آنحضرت از ملتان در اواخر زمستان بولایت پنوچ رسیدند دراں وقت از ملوک و امرائے کشمیر خبر قدوم حضرت میر محمد عراقی استماع شدہ ملک چینو رینو جمعے کثیر از مخلصانِ آنحضرت ہمراہ گرفتہ برائے استقبال آنحضرت بہ پنوچ رفتند و اہل و عیال و اطفال و رحال آنحضرت را بدوش و کنار گرفتہ باچھیل آوردند و دعوتے عظیم طبخ نمودہ منزل خود را قیام گاہ ساختند۔

و اہل و عیال خود پیش آنحضرت باخذ توبہ و بیعت بہ اخلاص برا فراشت و دریں نوبت اول بیعتے کہ باں حضرت دادند ملک چینو رینو بود و ملا اسماعیل ہم مع جمیع مریداں برائے استقبال آنحضرت تا بارہ مولہ مسارعت کردہ بودند و ملا اسمٰعیل کہ در نوبت اول مقتدائے ایں ولایت ساختہ بود چوں او را خبر ورود آنحضرت نوبت دارم رسید برائے قیام گاہ آنحضرت خانۂ جدید بنیاد کردہ بود آنحضرت را از اچھیل بدولت خانۂ خود در آوردند و تمام اشیاء و اسباب کہ آنحضرت را احتیاج بود حاضر کردہ پیش آں حضرت آوردہ بہ خادماں سپردند و ہر چہ آرزوے ایشاں میشد برا حضار آں حاضر می بودند۔

و از امرائے ایں دیار اول کسے کہ مخلص آنحضرت گشت ملک موسیٰ رینہ بود در اول ہماں بہار التماس نمودند کہ برائے آنحضرت دعوتے کنم تا آنحضرت جملہ

Marfat.com

مریداں ہمراہ گرفتہ بہ ضیافت تشریف فرمایند آنحضرت قبول فرمودہ روز موعود بخانہ ملک موسیٰ رینہ تشریف فرمودند۔

بعد از فراغ طعام ملک موسیٰ رینہ با جملہ اہل و خدم بشرف توبہ و بیعت مشرف شدند و جملہ اراضی متصرف کہ در موضع زدیبل داشت با تمامی عمارات پیش آنحضرت بسبیل نذر تسلیم نمود و آنحضرت در ہماں بہار در آں جا بنیاد عمارت نمود و زراعت خربوزہ وغیرہ فرمودند۔ آنحضرت از نوبت اول شرف قدوم مشرف کردہ قریب بست سال گذشتہ بود بعد از بست سال حضرت ملک متعال سببی ظہور کردہ آں موضع زدیبل را بے تردد بدست تصرف آنحضرت رسانید تا آں حضرت دراں موضع بوفق خاطر خود خانقاہ نور بخشیہ تعمیر کند چوں آنحضرت در بقعۂ زدیبل منزل گرفت فی الحال خاطر انور در طرح عمارات خانقاہ متوجہ گشت و چوں ملک موسیٰ را دغدغۂ آنحضرت معلوم شد آں ملک بلند ہمت خود براں عزیمت مصروف ساخت و دراں ایام پادشاہ سلطان محمد شاہ بن سلطان حسن شاہ بود و بر منصب سدا دردہ ملک موسیٰ رینہ تقرر بود پس ملک موسیٰ رینہ از پادشاہ محمد شاہ و از وزیر المہام سید محمد بیہقی اجازت قطع درختاں پرگنہ کمراج گرفت و دراں جا بت خانہ عظیم بود بواسطۂ آں بت خانہ تعظیم آں اشجار می داند و محافظت می نمایند۔

چوں از پادشاہ اجازت شد پس آنحضرت قدس سرہ با جملہ مریداں بہ کمراج تشریف فرمودند و حضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ نخست آں بت خانہ را بہ تخریب مشغول شدند و عمارتِ آں را آتش زدند و تمام آں را سوختند و بعد از سوختن عمارت بتخانہ بت سنگین در وے بود آں را شکستہ و ریزہ ریزہ کردند بعد ازاں درختہا را بریدند و از میان جنگل جانوران پرندہ بے شمار بجنگلہائے دیگر گریختند و بطرف کوہ ہائے می پریدند و در پایان آں جنگل برائے اقامت حضرت میر خیمہ برپا کردہ بودند و مریداں چپرہا ساختند۔

Marfat.com

شبنگاه بعد از نیم شب از آن بت خانهٔ منهدمه آواز ناله زار و بے قرار شنیدند و آنحضرت به همه صوفیان را فرمودند که بناله و فریاد این شیاطین هیچ التفاتے مکنید و چون آخر شب رسید به نعرہائے بلند فریاد چند کرده خاموش ماند و صباح بعد از ادائے اوراد فتحیه آنحضرت بصوفیان فرمودند که برخیزید و در قطع اشجار دلیر و مردانه وار باشید که جمله شیاطین این موضع منزلمینت شده اند و شما به خاطر جمع درختها ببرید۔

و حضرت میر محمد عراقی روزے چند در آنجا مشغول بکار بودند بعد از آن جماعتے از صوفیان در آنجا گذاشتند و جماعتے گرفته بمنزل زدیبل مراجعت فرمودند و دران جا بنیاد خانقاه هموار ساختند و بر اساس آن مشغول شدند و دو منزله طرح انداختند و هر دو طبقه بطول و عرض بیست و هفت گز و ارتفاع طبقهٔ پائین مقدار ده گز و بلندی طبقهٔ بالا مقدار هشت گز و مساحت گز سی و دو انگشت بود و تمام این عمارت با این عظمت بے ستون بر آوردند و در دو سال باتمام رسانیدند چنانچه به پیشانی دروازه آن خانقاه عبارت سعادت اشارت نوشته بودند که بُنِيَتْ هٰذِهِ الْبُقْعَةُ الْمُؤْمِنَةُ الْمُتَبَرَّكَةُ الشَّرِيْفَةُ الشَّمْسِيَّةُ النُّوْرَبَخْشِيَّةُ فِي التَّارِيْخِ سَنَةَ تِسْعٍ وَّتِسْعِ مِائَةٍ مِنَ الْهِجْرَةِ النَّبَوِيَّةِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ۔

و در سال دوم که دهم هجری باشد باتمام رسید و مولانا کمال الدین محمد کنانی در سال اتمام این خانقاه متبرکه لفظ شیخ تاریخ یافته و این قطعه بر در دروازه تحریر یافته ؎

به ترتیب عمارت خانقاه نوربخشیه

مرتب شد زحسن اهتمام مرشد دانا

ولی مقتدا شیخ المشائخ میر شمس الدین

که روشن ساخت فیض نوربخشش دیدهٔ دلها

Marfat.com

اگر خواہی کہ معلومت شود تاریخ ایں منزل
بکن از شیخ استفسار تاریخ بنائش را

وبعد از چندگاہ سید محمد بہقی وزیر سلطان محمد شاہ را دغدغۂ مصاہرت بآنحضرت
افتادہ و دراں وقت منصب وزارت پادشاہ متعلق باو بود ونسبت تزویج حضرت
بی بی آغا التماس نمود بسمع مبارک آنحضرت قبول نہ افتاد وہرچند آنحضرت را سید
محمد بہقی سیادت ونسب شرافت وسیلہ گرفتہ ترغیب می دادند آنحضرت میفرمود
کہ کسے معلن فسق بودہ باشد ہرگز دل من باو متمایل نہ میشود اگرچہ سیدی صحیح النسب
باشد ودیگر خاطر من از مواصلت سلاطین واہل دنیا بسیار متنفر است ہرگز ایں
سخن قبول نمی کنم وچوں خبر انکار آنحضرت بگوش سید محمد بہقی رسید کثرت تجبر و
تغلب وتہدید بانمود پس آنحضرت بہ بابا علی ومولانا جمال الدین را حکم فرمود کہ شما
دریں مملکت بہ تجسس وتفحص نمودہ یک مسافرے کہ از خراسان یا عراق یا روم
یا از ولایت دیگر بودہ باشد سید اگر دہ بیارید تا اورا بی بی آغا تزویج کنم وشما نظر
بر فقر ودرویشی وبے نوائی او نکنید بلکہ نظر بر دین ودیانت او بکنید اگر پرہیزگاری
وعبادت گزاری باید ہرچند غریب وفقیر باشد بیارید کہ من نظر بر متمول مردم ندارم
پس دراں وقت ملائے از ولایت روم آمدہ بود کہ اورا ملا فاضل می گفتند وبا حضرت
بابا علی آشنائی داشت ومولانا جمال الدین ہم پیش وے بعض از مطول علم معانی
مطالعہ نمودہ بود وہر دو پیش او رفتہ او را بریں سخناں مطلع ساختند پس وے گفت
کہ من دریں مملکت دغدغۂ اقامت ندارم اما ہمراہ من یکے از اکابر زادہ روم است
کہ وے دغدغۂ اقامت دارد اگر قبول خاطر حضرت شیخ شمس الدین محمد عراقی افتد
اختیار بدست ایشان است وآن جوان رومی را شیخ عبدالسلام می گفتند پس
حضرت بابا ومولانا جمال شیخ عبدالسلام رومی را ہمراہ گرفتہ پیش آنحضرت آوردند
وآنحضرت پرسیدند کہ از کدام قبیلہ اید آں جوان چو اصل ونسب خود نشاں
گفت پس آنحضرت یقین کردند کہ اولاد عظام روم است پس ملا جمال را فرمود

Marfat.com

کہ ملا تو از جانب بی بی آغا وکیل شو و بہ مقابلہ نوازدہ و نیم مثقال طلا و یک اشتر بار ابریشم بجہت مہر نمودہ عقد تزویج بی بی آغا بکن۔ پس ملا جمال حضرت بی بی آغا را بطریق وکالت بعقد نکاح بشیخ عبدالسلام رومی در آوردند بمقابلہ مہر مذکور و آں حضرت ملا جمال فرمودند کہ حجرۂ برائے شیخ عبدالسلام تعین کنید۔

و چوں خبر ایں مناکحہ و ازدواج بہ سید محمد بہقی رسید کینہ ایں امر در دل او متمکن نشست و روز بروز مردم مخالف القاء نائرۂ حقد و حسد افراختند و دے گفتند کہ ایں میر عراقی از نسبت شما عار داشتہ و حرمت عہدۂ وزارت شمارا بہ مسافر نگرفت و با وجود ایں حال روزے اتفاقاً آنحضرت معہ چند مریداں بباغ دامن کوہ ماراں می رفتند ناگاہ سوارے از مقابل آنحضرت می آمد و چوں نزدیک شد آں حضرت میر را سلام نکرد و ہیچ تواضع ہم نہ نمود آنحضرت صوفیاں را فرمودند کہ او را بگیرید و از اسپ فرود آرید۔

پس صوفیاں او را از اسپ فرود آوردند و آنحضرت او را ادب و توبیخ چند چوبے زدند و رہا کردہ آنحضرت بباغ ماراں رفتند و آں سوار ملازم سید محمد بہقی بود و صاحب دیوان حاکم وقت بدیں جہت از غرور کبر سلام مسنون ادا نکردہ بود پس آں ملازم آں حال خود و حضرت میر را پیش سید محمد بہقی فریاد کرد و او بدیں قضیہ برگشتہ شدہ نار غضب برافروخت و با اعوان ظلمہ خود حکم نمود کہ بخانہ میر شمس بروید و بغیر از زناں و طفلاں ہر مردے کہ دراں جا یابید بستہ بدر خانۂ من حاضر سازید چوں مردمان ظلمہ در حویلی آنحضرت درآمدند بصوفیاں کہ در باغ آنحضرت مشغول بودند و دیگر ہم از باورچیاں و آب کشاں وغیرہ ہمہ را گرفتند و جملۂ بعید نمودہ در بند انداختند۔

مردماں چوں ایں خبر ناخوش با آنحضرت رسانیدند پس آنحضرت بدر خانۂ دے رفتند و در صحن حریم او بہ پا استادہ خبر بہ پیش سید محمد بہقی وزیر سلطان محمد شاہ را فرستادند کہ صوفیاں چہ گناہ دارند کہ ایشاں را چندیں جملۂ کردہ در بند انداختہ

Marfat.com

پس دے جواب فرستاد کہ ملازم عہدۂ ما چہ گناہ داشت کہ اورا بضرب وکوفت قریب المرگ کردہ اید؟

آنحضرت فرمود کہ دیوانی شمارا بہ حکم شرع نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تادیب نمودم جہت آنکہ کسوت کافراں پوشیدہ پیش ما آمد وسلام سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم ترک کردہ بود ازاں جہت اورا ادب کردم واین احتساب نمودم۔

سید محمد بیہقی وزیر پادشاہ از سر غضب گفت کہ ما حاکم این ولایت ایم و ما شمارا محتسب نساختیم وشمابے اجازت ما چرا مرداں را احتساب می کنید؟

آنحضرت فرمودند کہ اگر مرا از ارشاد خلائق وہدایت عباد اللہ وتادیب بے تہذیباں مانع ومزاحم مے شوی من در ولایت تو نمی باشم مرا خطر راہ بجانب تبت بدہید تا من در مدت حکومت تو در ولایت تبت باشم۔

سید محمد بیہقی از سر غضب بدلوائیاں خود فرمود کہ اورا رخصت مسافرت و حکم نامۂ بدرو خطر راہ تبت بدہید۔

وبعض خواہاں سید محمد بیہقی پیش حضرت میر عراقی آمدہ التماس نمودند کہ بالا بہ آئید وغرض ایشاں آں بود کہ مگر بمشافۂ دیدار آنحضرت شرم آمدہ غضب او فرو خواہد شد ہر چند ایشاں آنحضرت را التماس وتکلیف در آمدن خانہ کردند آنحضرت قبول نہ نمود واز سر غیرت می فرمود کہ تا من زندہ باشم بخانۂ او نمی درآیم پس در اثنائے آں یکے از دیوانیاں خطر راہ داری تبت پیش آنحضرت آورد و گفت آنحضرت دریں ولایت ممنوع کردند۔ آنحضرت فرمودند تو مرا ازیں کار ارشاد و احتساب مانع گشتی من ترا بواسطۂ سیادت تو ہیچ بد دعائے نہ کنم و ترا اجداد و آبا واجداد تو سپارم ایں گفت واز خانہ او بدر آمدہ وصوفیان محبوس را خلاص ساختہ متوجہ منزل خویش گشت۔

وبعد از روزے چند اسباب سفر مرتب ساختہ وکار خانقاہ از دروازہ ودریچہا

نیم کار گذاشته متوجه ولایت تبت شدند و قریب پنجاہ و شصت صوفیاں ہمراہ خود گرفتند و حضرت بابا علی را با سائر درویشاں ہمراہ ساختہ در ینجا قائم داشتند تا در خانقاہ آنحضرت بخمس صلوات امامت جماعت نمایند و در صباح و رواح بہ وظائف و اوراد مواظبت کنند و کار جہات عمارت و اتمام در و دریچہائے خانقاہ مشغول باشند۔

سید محمد بیہقی وزیر سلطان محمد شاہ از اولاد سید تاج الدین بیہقی سبزواری بودند کہ جد ایشاں در عہد سلطان شہاب الدین بحکم حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ در کشمیر آمدہ از مقربان سلطان بودند۔ بہمیں وسیلہ اولادش نسلاً بعد نسل بہ دربار سلاطین وقت بعہدۂ جلیلہ فائز بودند چوں سید محمد بیہقی را با میر شمس الدین محمد عراقی بوجہ ردّ رشتۂ دختر سے مخالفت و مشاجرت افتاد او در ایذاء و جلاوطن حضرت میر شمس الدین عراقی حیلہ و بہانہ ہائے تراشید سے آخرالامر بعد از اخراج آنحضرت از کشمیر الزام نقیہ امامیہ در کشمیر تشہیر نمودند۔ نیز افتراء کردند کہ قبل ازیں سلطان حسین مرزا والیئے خراسان از ملازمت بر طرف کردہ از خراسان بطرف عراق جلاوطن کردہ بودند تا اغراض نفسانی سید محمد بیہقی در لباس تعصب مذہبی پنہاں شود حالانکہ حضرت میر شمس الدین محمد عراقی نہ ملازم سلطان حسین مرزا بود و نہ از خراسان جلاوطنی کردہ بود چنانچہ قبل ازیں مذکور است کہ از کشمیر بہ عراق رفتہ بود نہ بخراسان۔

القصہ حضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس سرہٗ ایام بہار در سال نہصد و یازدہ ہجری قریب بہ انقضاء بود بولایت تبت خورد بمقام سکاردو رسیدند و والیئے سکاردو را مقپون بوخا نام داشت او بہ مذہب قدیمش کہ بدھ مذہب بودند مصر بود و جملہ رعایائے او بعہ دیگر اہالیان و والیان تبت خورد در سنہ ہفتصد و ہشتاد و سہ ہجری بہ یمن برکات و بمواعظ حسنات حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ از قبول اسلام مشرف شدہ بودند۔ چوں حضرت

Marfat.com

میر شمس الدین محمد عراقی قدس اللہ اسرارہ در سکاردو نزول فرمودند باولیں فرصت والیے سکاردو را دعوت بہ اسلام کردند و ترغیب اسلام در دلش ذہن نشین گردانیدند پس وے تبلیغ و مواعظ حضرت اسلام قبول کردند و پسرش ہم کہ قریب بہ بلوغت رسیدہ بود بہ تربیت اسلام پرورش یافتند و نامش شیر شاہ نہادند۔

و آنحضرت اکثر اوقات بدولت سرائے مقپون بوتا مہمان بودند و او بظاہر مذہب اسلام تسلیم کردہ بود لیکن در باطن دوستی بت پرستی در دلش راسخ بود و در نہاں بت پرستی میکردند و بتے مرصع بودند بشکل شیر در درون قلعہ مخفی نہادہ بوقت فرصت و خلوت بہ پرستش آں میکردند۔

روزے حضرت میر از اں کار مخفی آگاہ شدہ آں بت را بہ سنگ عظیم ریزہ ریزہ کردند بدیں جہت والیئے سکاردو آنحضرت را لقب بت شکن خطاب دادند پس حضرت میر شمس الدین محمد عراقی بت شکن مشہور شدند و آں حضرت در عرصۂ شش ماہ باطراف تبت خورد تبلیغ احکام اسلام و ایمان سیاحت فرمودند دراں اوقات در ولایت شگر حکومت عبد اللہ خاں و در ولایت خپلو ہیگو بہرام بر سر اقتدار بودند ہمہ راجاہان تبت آنحضرت را معزز داشتند۔

و در ولایت کشمیر ملک موسی رینہ بواسطہ کمال ارادت کہ نسبت بحضرت میر شمس الدین محمد عراقی داشت او بوقت مخاصمت درمیان حضرت میر عراقی و سید محمد بیہقی در مقام جاروره بود و چوں خبر اخراج و ملک بدر حضرت میر بطرف تبت ملک موسی رینہ را بہ جاروره رسید وے از موافقت سید محمد بیہقی متنفر گشتند و در صدد مخالفت او افتاد و راہ انتقامے متلاشی کردند و دراں اوقات سلطان فتح شاہ و بعضے از امراء کشمیر در کوہستان ہند بودند و سلطان محمد شاہ غالب شدہ سلطان فتح شاہ از کشمیر باطراف ہند فرار گشتہ بودند۔

پس ملک موسی رینہ کسے از خویشاں بہ پنہانی پیش فتح شاہ فرستادند و

Marfat.com

بایشان عهد و پیمان خود بسوگندهائے غلیظ موکد ساختند که شما در کشمیر در آئید و من بشما موافق شوم چون ایشان از راه هیره پور به کشمیر عازم شدند و ملک موسی رینه با کسان خود از جا در رفته گریخته بایشان پیوست و سید محمد بیهقی و سلطان محمد شاه بمقابلهٔ ایشان رفتند و نزدیک هیره پور بیک موضعی میان ایشان محاربه واقع شد و دران جنگ سید محمد بیهقی کشته شد و سلطان محمد شاه مغلوب و منهزم شده بطرف هندوستان فرار شدند و سلطان فتح شاه پادشاه این مملکت گشت و زمام وزارت بدست ملک موسی رینه رسید۔

و در همان روز که ملک موسی رینه بدولت سرائے خود در شهر نزول فرمودند۔ حضرت شیخ دانیال که در سن دوازده سال [۱۲] بود و حضرت بابا علی با جمعے از صوفیان همراه گرفته به مبارک بادی ملک موسی رینه رفتند و فی الحال ملک موسی رینه خلعت هائے قیمتی آورده بایشان پوشانید و تولیت خانقاه همدانیه بحضرت دانیال تسلیم نمود و تصرف بقاع و قریات لواحق آن همه جمله بحواله ملازمان آنحضرت سپردند پس بحضرت بابا علی نجار گفتند که بالفور دو سه صوفی تیزگام بسرعت تمام خبر گرفته بجانب تبت مرسل دارید تا حضرت مخدومنا میر محمد شمس الدین محمد بجناح مسارعت متوجه این ولایت شود و در ارسال توقف نه دارید۔

پس دو صوفی همراه ملا جوهر داده بجانب تبت روان ساختند تا خبر فتح ملک موسی رینه را پیش آنحضرت رسانند و چون آنحضرت را خبر کشتن سید محمد بیهقی و فتح ملک موسی رینه رسید تهیهٔ اسباب سفر برائے مراجعت به کشمیر مشغول شدند و از رایان تبت اجازت گرفته بآخر موسم خزان در سن نهصد و دوازده [۹۱۲] هجری به کشمیر رسیدند سلاطین و امرائے این ولایت باستقبال آن مقتدا برآمدند و بمراسم اعزاز و اکرام تمام آنحضرت را به بقعهٔ زدیبل فرود آوردند و بعد از چند روز باسباب انصرام خانقاه مشغول شدند و سطح خانقاه بسنگ هائے هموار مفروش ساختند و آن را سه دروازه نهادند۔

Marfat.com

دروازۂ اول را باب الشریعت نام نہادند و دوم را باب الطریقت
و دروازۂ سیوم را باب الحقیقت نام نہادند و آں حضرت بعد از اتمام خانقاہ
در ایام زمستان در ہماں خانقاہ اربعین مے نشستند و صوفیاں را بار اربعین
نشانند و بہ تربیت و ہدایت ایشاں اشتغال مے نمودند و قاضی محمد قدسی بعد
ازانکہ دست ارادت بدامن متابعت آنحضرت زدہ بودند اکثر اوقات در ملازمت
آنحضرت می بود۔

روزے آنحضرت بہ قاضی فرمودند کہ می خواہم کہ "سلسلۃ الذہب" مشائخ عظام
در حواشی جدار داخل خانقاہ بہ طریق کتابت بنویسیم می باید کہ توجہ نمودہ بہ طریق
مثنوی تمام "سلسلۃ الذہب" را منظوم سازی پس قاضی محمد قدسی دوات و
قلم و پارۂ کاغذ گرفتہ در سایۂ درختی بہ نظم سلسلۂ مشائخ عظام مشغول شدند و
تا نماز پیشیں مثنوی مقبول را بداہۃ انشاء فرمود و بعد از نماز پیشیں با آنحضرت
عرض نمود کہ یا حضرت چند بیتے بطریق بداہت بخاطر شکستہ بہم رسانیدہ شدہ
ام می خواہم کہ بہ سمع رضائے حضرت بہ آں متوجہ شوند پس بخواندن مشغول گشت
چوں قاضی در اثنائے خواندن بایں بیت رسید کہ ؎

ما بدیں عجز و بے کسی چہ کسیم — تا بداں قدر و منزلت برسیم
لیک حسن عمل بسے داریم — کہ قدم در رہ کسے داریم

قاضی بعد از ادائے ایں بیت در پیش آنحضرت با گریہ و زاری در آورد و
آنحضرت ازاں حال او خوش حال گشتند و آں حضرت ملا زینی گنائی و ملا جامی
گنائی کہ دراں وقت کاتب معروف بودند و فرمودند کہ ہر یکے نصف آں بر
حاشیۂ دیوار اندرون خانقاہ نور بخشیہ نوشتند و کتابت ساختند سلسلہ منظوم
ذیں است۔

Marfat.com

سلسلۃ الذّہب منظوم

اِعْتَصَمْنَا بِرَحْمَۃِ الْبَارِیْ — کہ برافراخت قصر زنگاری
نہ رواق مقرنس گردوں — کرد پیدا بامر کن فیکون
بہ کمالات انبیاء عظام — داد بر کلِ کائنات نظام
فتح کار حق و طریق رسول — داشت در اتباع شرع رسول
اہل دل را نمود راہ یقین — از رہِ خدمت اکابر دین!
ہر کہ را با خود آشنائی داد — از غمِ عالمش رہائی داد
خرم آن کو بدین مقام رسید — وز رہِ معرفت بہ کام رسید
ما بدین عجز و بے کسی چہ کنیم — تا بدان قدر و منزلت برسیم
لیک حسن عمل بسے داریم — کہ قدم در رہ کسے داریم
آنکہ از واصلان راہ خدا است — آفتاب سپہر شرع ہدا است
عارف حق ولی روئے زمین — قطب ایام شیخ شمس الدین
صفتش کز شمار بیرون است — آخر از ہر چہ گویم افزون است
نسبت فقر او بدان شاہ است — کہ بر اوج کمال چون ماہ است
قبلۂ خلق و قدوۂ اقطاب — شاہ قاسم شہ بلند جناب
نسبت او بہ نیّر اعظم — مظہر رحمت و جہان کرم
نور بخش آن محمد ثانی — غوث اعظم امام ربانی
نسبتِ او بہ آفتاب ہدا — خواجہ اسحاق زبدۃ الشہداء
نسبتِ او بہ پیر ربانی — قطب عالم امیر ہمدانی
ذاتِ او منبع معانی دان — نام او را علی ثانی دان
نسبت حضرتش بعارف رب — شیخ محمود مزدقاں بہ طلب
نسبت او بقطب یزدانی — شیخ عالی علی سمنانی

Marfat.com

نسبت او به مرشد دینی   عبد الرحمن اسفرائنی[۱]
نسبت او به شیخ احمد فند   آنکه از جوزقان[۲] موید شد
نسبت او به سالک والا   شیخ عالی به علی لالا
نسبت او بعالم آراشد   باز با نجم الدین کبرے شد
نسبت او بمرشد مطلق   شیخ عمار یاسر است الحق
نسبت او به بونجیب آمد   آنکه در کار دین لبیب آمد
نسبت او بشیخ بوبکر ست   کز قید و تردد و شک رُست
نسبت او به پیر رحمانی   شیخ ابوالقاسم ست گرگانی
نسبت او به معدن عرفان   مرشد راه شیخ ابوعثمان
نسبت او با ختر ثاقب   پیر حق شیخ بوعلی کاتب
نسبت او بعارف رحمان   بوعلی پیر رودباری دان
نسبت او بفرد الافرادی   غوث اعظم جنید بغدادی
نسبت اوست با سری سقطی   عارف حق مصیب لایخطی
نسبت او بشیخ معروف ست   که باوصاف عمدتی موصوف ست
نسبت او به مقتدائے انام   شاہ علی رضا امام ہمام
نسبت او به موسیٰ کاظم   که شد احکام شرع را ناظم
نسبت او بحجت ناطق   جعفر بن محمد الصادق
نسبت او به کامل ماهر   مظهر حق محمد باقر
نسبت او به بحر دانش وداد   قطب عالم علی زین العباد
نسبت او به مجمع تائید   قدوة الاولیاء حسین شهید
نسبت او با بن عم رسول   وارث مصطفی زوج بتول

---

[۱] اسفرائن شہر یست بخراسان ۱۲ [۲] جوزقان دہے ست بہرات خراسان ۱۲

Marfat.com

حضرت مرتضیٰ ولیّ الله صاحب سرّ والِ مَنْ والاه
نسبت او بخواجۂ دو سرا خاتم انبیاء و خیر وری
سبب آفرینش افلاک علم آخر از عالم لولاک
خواجۂ کو غلام بر در شد جبرائیلش ملازم در شد
بطفیلش جہاں گرفتہ وجود او محمد شریعتش محمود

صلوات خدائے و رحمت او
بہ نبی و بہ آل و عترت او

وبعد اتمام آں خانقاہ والاشان ملائک آشیاں ہر سال در ایام زمستان در چلہ خانہائے آں خانقاہ سرانجام اربعین صوفیاں ترتیب مے نمودند این جماعت عالی ہمت از ماسوی اللہ ترک وتجرید نمودہ در راہ غزائے نفس وجہاد اکبر ثابت قدم می نہادند و آنحضرت پیوستہ کلیات حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی قدس سرہ وکتب تصانیف ایشاں و تصانیف حضرت شاہ سید محمد نوربخش قدس سرہ و تفسیر لباب التاویل فی معانی التنزیل تالیف علامہ صوفی علاء الدین علی محمد بن ابراہیم البغدادی و تفسیر حسینی ملا حسین واعظی و تفسیر معالم التنزیل وکتاب مصابیح تصنیف شیخ ابو محمد الحسین البغوی و منطق الطیر شیخ عطار و رسائل مشائخ عظام جہت تعلیم ارباب سلوک می خواندند و فقہ احوط فارسی از عراق ہمراہ خود آوردہ بود ہماں نسخہ را ضعفا و اطفال مریداں و مخلصان خود را بہ درس و تعلیم می خواندند و فرائض و نوافل و واجبات و سائر عبادات وطاعات موافق آں نسخہ ادا می کردند و اطفال ذی شعور و معتقدان ناخواندہ گاں را کلمات بنیاد ایمان و بنیاد اسلام وچہار دہ کلمات قدسیہ صوفیہ مے آموختند

Marfat.com

کلمۂ بنائے ایمان

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَمَلٰئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ

کلمۂ بنائے اسلام

کَلِمَۃِ شَہَادَتَیْنِ وَالصَّلٰوۃُ الْخَمْسُ وَصَوْمُ الرَّمَضَانَ وَزَکٰوۃُ الْمَالِ وَحَجُّ الْبَیْتِ ۔

ومی فرمودند کہ ایں ہر دو کلمات اصول ایمان و ارکان اسلام است و منقول است از حضرت امیر کبیر سیّد علی ہمدانی علیہ الرحمۃ ہر کہ ایں کلمات بر زبان اقرار دارد و بہ دل تصدیق و بہ تن عمل و متابعت سنت نبوی باشد مومن کامل است ۔

اگر عمل بہ متابعت سنت نہ باشد بدعت است و صاحب بدعت کلاب اہل نار اند ۔ اگر بہ تن عمل نہ دارد او فاسق است و فاسقاں بقدر قصور عمل در دوزخ معذب باشند پس نجات شوند و اگر بہ دل تصدیق نہ باشد او منافق است ۔ منافقاں در زیریں درکات جہنم باشند و اگر کسے بر زبان ہم اقرار نباشد او کافر مطلق است

چہاردہ کلمات قدسیہ صوفیہ

(۱) بندۂ خدا
(۲) ذریّت آدم
(۳) ملّت ابراہیم
(۴) امّت محمد
(۵) دین اسلام
(۶) کتاب قرآن
(۷) کعبہ قبلہ
(۸) متابعت سنّت
(۹) محبت علماءؑ
(۱۰) سلسلۂ ذہب

Marfat.com

(۱۱) مذہب صوفیاء (۱۲) مشرب ہمدانیہ

(۱۳) روش نور بخشیہ (۱۴) مرید مرشد

شرح آں کلمات قدسیہ در جملہ کتب متداولہ چوں فقہ و اعتقادیہ و تصوف مفصل است۔ اما مختصراً قریب بہ فہم عوام الناس باشد این است کہ

بندۂ خدا

یعنی ما ہمہ بندہ خدائے یکتاست و او تعالیٰ مالک الملک است و خالق کل۔

ذریت آدم

یعنی ما ہمہ نوع انسان ذریت آدم علیہ السلام اند و او پدر ما ست بلحاظ رنگ و ذات تخلیق ما جدا نیست بلکہ از یک نسل بخلاف اعتقاد فاسد دہریہ کہ ایشاں از وجود خدا جل جلالہ و خلقت ذات واحد حضرت آدم علیٰ نبینا و علیہ السلام منکر اند و تخلیق انسان بلحاظ رنگ و ذات و ملک جدا جدا مے پندارند۔

ملت ابراہیمؑ

یعنی ما بہ ملت ابراہیم علیٰ نبینا و علیہ السلام در توحید الٰہی جان نثار بید و از عبادت غیر اللہ و در امورے کہ از طاقت انسان بیرون است استعانت من غیر اللہ بیزاریم۔

امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ما ہمہ امت محمد رسول اللہ ایم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نہ امت دیگر پیغمبراں

Marfat.com

سابقه که شریعت ایشاں منسوخ است و پیغمبرِ ما خاتم الانبیاء است لا نبی بعده'۔

دین اسلام

دین ما اسلام است که برگزیدۂ خدا است و مکمل است۔

کتاب قرآن

کتاب ما قرآن مجید است و بہ آں تمسک کردیم و دراں کتاب عزیز ہیچ سببے و تحریفے را راہ نیست و نخواہد بود۔

کعبہ قبلہ

یعنی قبلۂ ما کعبہ شریف است ہر کجا باشیم نماز بطرف کعبہ متوجہ شدہ ادا کنیم

متابعت سنت نبویؐ

یعنی ما جملہ عملیات چہ اصول باشد و چہ فروع متابعت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کنیم نہ نظن خود۔

سنت نبوی سہ قسم است فعل رسول قول رسول تقریر رسول صلی اللہ علیہ وسلم مراد از سنت طریقۂ رسول خدا است صلی اللہ علیہ وسلم پس فعل رسول آن است کہ ذات مبارک حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم در عمل آوردہ است چوں ہیأت نماز و تعاقبات و نماز سنت راتبہ و صوم روز عاشورا وغیرہ۔

قول رسول۔ آن است کہ آنچہ بزبان مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

امرے یا ترغیبے داده است لیکن ثبوت بفعل ذات خود ندارد چوں نماز تسبیح وصوم داؤد وحج تمتع وغیره۔

تقریر رسول۔ آن است کہ آنچہ بقول وفعل رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ثبوت نیست اما در حضور آں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسے از صحابہ در عمل آورد وآنحضرت علیہ السلام آں عمل را بہ قرار نہاد لو بر آن تعرضے نہ فرمود چوں قول یک صحابہ کہ در انتہائے نماز کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام بوقت قومہ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ فرمودند او گفت رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُبَارَکًا فِیْہِ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد فراغت نماز آں صحابہ را تعرضے نہ فرمودند بلکہ آں دُعا بہ قرار نہادند۔

محبتِ علیؑ

یعنی ما ہمہ محبت حضرت علی مرتضیٰ ایم نہ مبغض ایشاں علیہ السلام بفرمان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم یَا عَلِیُّ مُحِبُّکَ مُؤْمِنٌ وَمُبْغِضُکَ مُنَافِقٌ۔

سلسلۃ الذّہب

یعنی ما ہمہ در سلسلۃ الذّہب اولیاء اللہ اعتصام کردیم کہ در صحت سند وقدر منزلت مشائخ عظام اہل طریقت ہمچو زنجیر زر خالص اند دست بدست مضبوط گرفتہ سند متصلہ غیر منفصلہ از حضرت امیر کبیر علی ہمدانی قدس سرہ تا حضرت امام علی رضا علیہ السلام واز ان حضرت تا حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام واو از حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم احکام شریعت وطریقت وحقیقت ومعرفت حاصل کرده اند ازیں جہت ایں

Marfat.com

سلسلہ را حبل اللہ المتین خوانده شود۔

مذہب صوفیہ

ما از جملہ مذاہب مذہب صوفیہ اختیار کردیم کہ ازیں مذہب تصفیۂ قلوب و تزکیۂ نفوس حاصل شده تقرب باری تعالےٰ بقدر عبادات و ریاضات طالبان حق حسب مشیّت مسبّب الاسباب فیض یاب شوند

مشرب ہمدانی

یعنی آنچہ حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی علیہ رحمۃ الباری شربت تصوف از ظروف سلسلۂ ذہب تشرّب فرموده اند ازاں مشرب ما ہم تشرب کنیم زیرا کہ از ارشاد و ہدایت حضرت امیر کبیر ہمدانی ما را نور ایمان و نعمت اسلام حاصل شده است۔

روش نوربخشیہ

یعنی طریقۂ حضرت شاه سید محمد نوربخش قدس سره اختیار کردیم کہ از افراط و تفریط راه وسطی و استقامت گزیده باحکام شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت بقدر کسب طالبانِ حق راہنمائی فرموده اند۔

مرید مرشد

یعنی این طریقۂ تقرب الٰہی و دولت نامتناہی بہ صحبت مرید صادق دم و ثابت قدم یا مرشدے کامل کہ عالم با عمل از اغراض نفسانی و علائق دنیاوی مبرّا باشد حاصل شود اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا کَمَالَ الْحُسْنٰی بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ۔

Marfat.com

حضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ ہمیشہ ایں کلمات قدسیہ را بعد اوراد فتحیہ و اوراد عصریہ وظیفہ مے داشتند۔

حضرت میر محمد عراقی قدس سرہ اکثر اوقات بعد از فراغ نماز ظہر کتاب منطق الطیر را درس مے فرمودند و جملہ صوفیاں بسمع رضا استماع میکردند روزے آنحضرت فرمودند کہ امروز منطق الطیر شیخ عطار حاضر کنید۔ چوں آں کتاب را حاضر کردند بابا علی نجار را فرمودند کہ از منطق الطیر آں محل را بکشید کہ چوں مرغان سیمرغ برائے رہنمائی خود طریق مشورت نمودند جہت تحقیق رہبر قرعۂ امتحان انداختند و قرعۂ ایشاں بنام ہدہد ہادی افتاد و سوال سائلے دراں وقت از وقوع ایں امر و جواب ہدہد ازیں احوال۔ بجار۔

پس حضرت بابا علی آں محل را کشیدند و حضرت میر فرمودند تا آں حکایت بخوانید و آں حکایت لطیفہ دراں کتاب شریف بایں طور مذکور است

سوال سائلے

سائلے گفتش کہ اے بردہ سبق — تو بچہ از ما سبق بردی بحق
چونکہ رائے ما بقرعہ رہ کشاد — قرعۂ ما ہم بنام تو فتاد
چوں تو چوں مائی و ما چوں تو راست — درمیان ما تفاوت از چہ خاست

چہ گناہ آمد ز جسم و جان ما
قسم تو صافی و دُردی زان ما

جواب ہدہد

بعد ازاں ہدہد سخن آغاز کرد — پردہ از روئے معانی باز کرد
گفت اے سائل سلیماں راہمی — چشم افتاد است بر من یک دمی
نے بسیم ایں یافتم و نے بزر — ہست ایں دولت ہمہ از یک نظر

Marfat.com

یک زماں از زیر چشم پادشاہ | کرد در من از سر رحمت نگاہ
ایں ہمہ تشریف و صد چندیں دگر | یافتم از عزت آں یک نظر
خلعت عزت کشیدہ در برم | افسر شاہی نہادم بر سرم
ہر کہ چشم دولتے بر وے فتاد | جان صد کس مردرا در پے فتاد
تا نیفتد بر تو مردے را نظر | کے تواں یافت دولتے از سیم و زر
نے بطاعت ایں بدست آرد کسے | زانکہ کرد ابلیس از طاعت بسے
در کسے گوید نباید طاعتے | لعنتے بار د بر و ہر ساعتے
تو بطاعت عمر خود می بر بسر | تا سلیمان بر تو اندازد نظر

چوں تو مقبول سلیماں آمدی
ہر چہ گویم بیشتر زاں آمدی

حضرت بابا مادام ایں ابیات را خواندند و در پیش آنحضرت منتظر بودہ تا آنحضرت چہ چیز فرمایند چوں از خواندن ایں ابیات فارغ شدند حضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ بجملہ صوفیاں متوجہ شدہ فرمودند۔

"آں نظر رحمت کہ حضرت سلیمان علیہ السلام دربارۂ ہدہد مبذول داشت بجہت خدمت و اطاعت ہدہد بود پس ہر کسے در خدمت و اطاعت استاد و شیخ خود کمر بستہ جانبازی باشد آں کس بہ نظر مربی و مرشد و معلم خود مقبول شوند و سر بستہ کارہا بیک نظر آں مخدوم و مرشد کشودہ سرفرازی بہ ہمسراں و ہم قرانانِ خود شوند۔"

و از تربیت آں حضرت میر والاشان و باطاعت مریدان اخلاص نشان ہمچوں بابا علی و حاجی علی و درویش زیرک و درویش کمال و ملا عبدالرحمن و صوفی جمال و بابا شمس وغیرہم اسباب کشف و کرامات و تعبیر واقعات بغایت مشہور بودند۔

و از حضرت بابا شمس الدین حکایتے مشہور است کہ در یک مجلس در

Marfat.com

تعزیتِ وفاتِ یک صوفی جمعِ کثیر از علماء و فضلاء و اکابر جمع بودند و دراں مجلس میان علماء از معنیٔ این حدیث که اَکْثَرُ اَھْلِ الْجَنَّۃِ الْبُلْہُ دریافت بر آمد و جملہ علماء رجوع به معلّمِ اہلِ کشمیر کاشفِ معضلاتِ احادیث و تفاسیر مولانا حافظ بصیر نمودند۔

و حضرت مولانا حافظ بصیر معنیٔ این حدیث بدین طور تقریر نمودند که اکثر اہلِ جنّت آنہا باشند که در کاروبارِ دنیوی بلکه وارستہ و بے پروا می زیند و تمامی ہمت ایشان به مہمات آخرت پیوسته باشد۔ جملہ علماء تقریرِ حضرت حافظ مسلّم داشتند و این بابا شمس مرید حضرت میر شمس الدین محمد عراقی بت شکن دران مجلس حاضر بود باوجود آنکه از علومِ ظاہری چندان نه خوانده بود بجانب مولانا حافظ بصیر متوجه شده بطریقِ مسالمت پرسید که

"حضرت مخدومی این حدیث را احتمال این مفہوم ہم داشته باشد که اَکْثَرُ اَھْلِ الْجَنَّۃِ الْبُلْہُ یعنی آنہا که در دنیا عمرِ خود را عبادت و طاعت از برائے تحصیلِ جنّت کرده باشد و پروردگار خود را بجہت الوہیّت و ربوبیّت نه پرستند بلکه طاعت و عبادتِ خود را وسیلۂ نعیمِ جنّت ساختند تمامی آنہا ابله و نادان اند و از تجلیاتِ انوارِ الٰہی غافل گشتند و جملہ آنہا بے عقل اند۔ کدام نادان و جاہل از ایشان بیشتر باشد که صاحبِ خانه را گذاشته به نعیمِ خانه مشغول شده و از صاحبِ خانه بے خبر گشته۔

و چون مولانا حافظ بصیر از زبانِ بابا شمس الدین این معنی را استماع کردند بسیار شوق در گریه افتادند۔ بعد از گریۂ بسیار به بابا شمس الدین تحسین فرمود که

"اصل معنیٔ این حدیث ہمین تواند بود زیرا که این معنی موافق این حدیث نبوی است صلے الله علیه و آله وسلم که اَلدُّنْیَا حَرَامٌ عَلٰی اَھْلِ الْاٰخِرَۃِ وَالْاٰخِرَۃُ حَرَامٌ عَلٰی اَھْلِ الدُّنْیَا وَھُمَا حَرَامَانِ عَلٰی اَھْلِ اللّٰہِ۔

Marfat.com

زاہد در ہوائے حور و قصور — ماندہ از وصال جاناں دور
شو گرفتارِ عشق چوں مجنوں — یا خریدارِ دار چوں منصور
تا بیابی ز بحرِ بے پایاں — ذوقِ یک قطرۂ شرابِ طہور
زیں چنیں آفتابِ عالم سوز — پس دلدار گشتۂ مستور
سایہ بگذار و آفتاب طلب — کہ مساوی نیند ظل و حرور

ایں طائفہ اہل اللہ در کتاب باری تعالے بہ اولوالالباب موسوم اند کہ ہمہ احوال ایشاں در ذکر حق و تفکر کائنات مستغرق و ثابت قدم اند و نظر ایشاں بر قدم و ہوش در دم یعنی دوام آگاہی اند و در حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ایں طائفہ مخلصاں را قدم موسوم اند کہ چوں بروز حشر رضوان جنت را حکم شود کہ ایں طائفۂ مخلصاں را بلا حساب در جنت داخل کنید و برائے ایشاں ابواب جناں مفتوح دارید و ایشاں از عرصۂ محشر آوردہ شوند چوں بدروازۂ جنت می رسند ایشاں از دخول جنت انکار کنند بلکہ قدم ایشاں بر عتبۂ جنت مے زنند و میگویند کہ در دار دنیا برغبت جنت طاعت و عبادت نکردہ ایم و نہ بہ طمع نعیم جنت مجاہدات و ریاضات کشیدہ ایم مارا بہ جنت چہ کار۔

و باتفاق آں از خداوند عالم جہنم را فرمان شود کہ ھَلِ امْتَلَأْتِ جہنم استدعا کند ھَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ ۝ پس آں طائفہ قدم بہ جہنم مے نہند و جہنم ہماں لحظہ بغایت سرد بشود و گوید قط قط یعنی بس بس و بہ سوگندہا فریاد کند کہ و بعزتک وجلالک ایں طائفہ قدم از من دور دار کہ از ایشاں بغایت سرد شدہ ام و ذوق سوزے من بے لذت شدہ است۔

پس ایشاں از جہنم بیروں کردہ پرسیدہ می شوند کہ شما چہ خواہید مقصود شما چیست گویند مطلوب ما وصول معبود و تجلی بلا محجوب غایت مقصود ایم پس ذات بے مثل حجاب برداشتہ بہ تجلی و رویت بے چون را مشرف کنند و بہ بہشت دوامی رویت باری تعالے دخول جنت منظور کنند کما فی

Marfat.com

قوله تعالیٰ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ و ایشاں قلیل اند کما فی قوله تعالیٰ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ و ایضاً ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ۔

ماسوائے پیغمبراں وایں طائفہ قلیلہ۔ باقی اکثر اہل جنت حسب مراتب بعض را در ہفتہ یک بار و بعض را دو بار و بعض را چہار بار از رویت الٰہی مشرف گردانند۔

غرض آنکہ بعض مریدان حضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ از علوم ظاہری چنداں بہرہ نہ داشتند اما الواح قلوب ایشاں سادہ بودند و بہ کثرت ریاضت صفائی بواطن خود را بداں مرتبہ رسانیدہ بودند کہ معانی احادیث و تاویلات آیات را بہ حیثیتے تقریر مے نمودند کہ علمائے بلا نظیر آں معانی را بسمع رضا اصغاء مے فرمودند۔

زملک تا ملکوتش حجاب بردارند
کسیکہ خدمت جام جہاں نما کند

و حضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس اللہ سرہ قریب دہ سال بنفس خود بارلعین نشستہ بہ تربیت سالکاں اشتغال می نمودند و بعد ازاں بقیہ عمر مبارک خود در حصۂ آخر شب بخانقاہ متبرکہ آمدہ لوظائف اوقات بہ تہجد و نوافل و اذکار مشغول مے شدند و تا نماز صبح اوراد صبحیہ بآواز دلسوز می خواندند و بعد ادائے جماعت صبح باوراد فتحیہ مے نشست و بعد از فراغ اوراد بہ تدریس کتب و بہ کاروبار مناسبہ و بمواعظ حسنہ وغیرہ اشتغال داشتند و بعد از نماز اشراق از خانقاہ بیروں آمدہ بجماعت صوفیاں بکاروبار ایشاں مشغول داشتند و بوقت نماز پیشیں بخانقاہ درآمدند و نماز با جماعت می گذاردند و از وظائف فارغ شدہ باز بیروں برآمدند و تا نماز عصر باہر کسے کہ بملاقات آنحضرت می آمد صحبت می داشتند و بحرف و حکایت ایشاں اشتغال می نمودند پس نماز دیگر با جماعت ادا کردہ باوراد عصر مے نشستند۔

Marfat.com

وبعد از نماز شام وخفتن بخلوت خود می در آمدند وبعد از طعام وبعد از ادائے چند تسبیح آرام می داشتند وبہ ہمیں ہنج پانزده سال گزرانیدند۔

وحضرت شیخ دانیال در مدت حیات والد بزرگوار چند سال اربعینہا مے نشست وانواعِ عزلت مداومت مے ورزیدند و بوظائف اوراد واذکار و فوائد لیل ونہار مواظبت می نمودند وحضرت والد بزرگوار ہم در تربیت وارشاد او مساعی جمیلہ ارزانی می فرمودند وبعد از اربعینے چند خط اجازت اخذ بیعت مریداں مرخص شدند۔

وحضرت شیخ دانیال بعد از تحصیل ایں اجازت ارشاد تمام مریدان پدر بزرگوار را دعوتے بزرگ دادند ومجلس عظیم ساختند وبعد از فراغ طعام جملہ اکابر خلفائے حضرت میر قدس سرہ دست ارادت بدامن بیعت حضرت شیخ دانیال دادند بعد وقوع مراسم ایں بیعت سہ سال یا چہار سال حضرت میر شمس الدین محمد عراقی بت شکن ادام اللہ برکاتہ تا نود ونہ سال عمرش رسیده در سال نہصد وسی ودو ہجری ازیں دار ملال بقرب جوار ذوالجلال ارتحال فرمودند اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ تاریخ وفات آں صاحب کمال مضمون یَا ہَادِیْ الْمُتَّقِیْ بر سنگ مزارش کنده شد ومرقد مبارک آنحضرت در موضع زیبل زیارت گاه عام وخاص گردیده شد۔

احوال حضرت شیخ دانیال شہید قدس اللہ سرہٗ خلیفہٗ حضرت میر شمس الدین محمد عراقی بت شکن ادام اللہ برکاتہٗ

حضرت شیخ دانیال بن میر شمس الدین محمد عراقی قدس اللہ اسرارہم در سنہ نہ صد ہجری بمقام درشت در ولایت رے ملک عراق عجم تولد فرمودہ واسم شریف دانیال بہ تجویز حضرت شاہ قاسم فیض بخش قدس سرہ موسوم کردند و بعمر دو سالگی ہمراہ والدین بزرگوار از ملک عراق بولایت کشمیر درآمدند و بعمر شریف دوازدہ سالگی بہ تربیت و تعلیم پدر بزرگوار بعلوم ظاہری و باطنی فائق شدند و در حیات والد بزرگوار چند سال باربعینہا نشست و تمام طریق و قواعد سلوک حاصل نمودہ خط اجازت اخذ بیعت از پدر بزرگوار خود حاصل کردند و بوقت وفات حضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ سی و دو سال عمر شان رسیدہ بودند و بعد از وفات آں صاحب کمال سہ سال بصحبت صوفیاں در اربعین نشستند و بعد ازاں بطریق والد بزرگوار بوقت نشاندن درویشاں باربعین حاضر مے شدند و درویشاں را باربعین نشاندہ بحجرۂ خاص خویش مے رفت و ہمیشہ در صحت و مرض ایشاں خبرگیر مے کردند و خود از علائق دنیوی منقطع و یک سو گزیدہ مدام متوجہ الی اللہ می بودند۔

ازیں جہت بعض مریدان حضرت میر شمس الدین محمد عراقی بت شکن و مرید زادگاں ناعاقبت اندیشاں در طریق و روش آنحضرت بفرط محبت یا از اغراض دیگر افراط و تفریط کردند و بعضے سخنان نامناسب و رسومات نامشروع احداث کردند و بغلو محبت یا بد اعتقادی اختیار نمودہ آں سخنان و رسومات

Marfat.com

نا مشروع را بآں حضرت میر محمد عراقی و به بزرگان متقدمین منسوب کرده بزبان گفتند و در کتب و رسائل مصنفات ایشان نوشتند که

(۱) پیر طریقت را سجدۂ تعظیم کردن طریقۂ مرشد ما است بلکه حضرت میر شمس الدین محمد عراقی فرموده اند که سجدۂ تعظیم برائے مشائخ طریقت سنت خیر الانام است ۔ بلکه

(۲) حضرت میر شمس الدین محمد عراقی فرموده است که خانقاه نوربخشیه ہم رتبۂ خانہ کعبه است بلکه از کعبه بہتر

(۳) ہر که بخانقاه نوربخشیه یک طواف کند برابر ہفت طواف خانه کعبه است (نعوذ باللہ)

پس به ہمیں اعتقاد فاسده عوام ساده دلان نوربخشیه ہر روز و شب بطواف خانقاه نوربخشیه در زدبیل مشغول بودند و لیل و نہار دران جا مرد و زناں ہجوم مے گشتند۔

(۴) و ایضاً ہر جائے که اسم حضرت سید محمد نوربخش مذکور شدے ایشان دراں جا امام محمد نوربخش مہدی موعود علیه السلام مے گفتند و در کتب و رسائل ایشان مے نوشتند۔

(۵) و ہر جائیکه ذکر حضرت شاه قاسم فیض بخش کرده شود ایشاں دراں جا "حضرت شاه ولایت" بزبان مے گفتند و به قلم مے نوشتند حالانکه "حضرت شاه ولایت" صفت امیر المومنین علی علیه السلام مخصوص است۔

(۶) نیز ہر جائے که اسم حضرت میر شمس الدین محمد عراقی مذکور شود در آنجا "حضرت امیر کبیر" می گفتند و مے نوشتند حالانکه "امیر کبیر" صفت حضرت سید علی ہمدانی مشہور است۔

پس آں رسومات طواف و سخنانِ ناز یبا باعث بدنامی حضرات بزرگانِ نوربخشیه شدند و موجب ایذاء و تکلیف جمله اہل نوربخشیان کشمیر

Marfat.com

شدند۔

چو از قومے یکے بیدانشی کرد — نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را
نمی بینی کہ گاوے در علف زار — بیالاید ہمہ گاوان دہ را

چوں میرزا حیدر گورگان باوصاف گرگان بہ کشمیر متسلط شدند و از سن نہ صد و چہل و ہشت (۹۴۸ھ) ہجری تا نہ صد و پنجاہ و ہشت (۹۵۸ھ) دراں مملکت مستولی شدند جملہ علمائے تسنن و تشیع اگرچہ درمیان ایشاں منافرت و در عقائد و اعمال بعد المشرقین بودند و لیکن [illegible]ثناء و ایذائے طوائف صوفیاں بہ شامت افعال ناعاقبت اندیشاں موقع قدح و الزام یافتہ آن سخنان ناموزوں پیش میرزا حیدر عرض نمودند و کتب ہائے ایشاں در ثبوت پیش کردند و بہ کفر و زندقہ فتواے دادند۔

پس میرزا حیدر گورگان بلا تحقیق حقیقت ابر مصائب و شدائد بہ جملہ صوفیان نوربخشیہ بارید و اخراج و جلا وطن و بہ قتل عام و بسوختن خانقاہ نوربخشیہ در زدیل و کتب ہائے ایشاں و بہ تبدیل روش نوربخشیہ بجبر و قہر اشتغال نمودند۔

و حضرت شیخ دانیال شہید قدس سرہ ازاں خطرات ہائلہ از وطن کشمیر ملول خاطر گشتہ عازم مسافرت با چند صوفیاں روئے بہ تبت خورد نہادند و چوں ولایت گریز نصف راہ تبت رسیدہ بودند لشکریان زیدی صفت را وقوف یافتہ در پئے حضرت شیخ تعاقب کردند و از گریز گرفتار کردہ بہ کشمیر باز آوردند پس آنحضرت بہ حضرت سید الشہداء کربلاء جام شہادت چشیدہ ملحق شدند۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

تاریخ شہادت (سنہ ۹۵) حضرت شیخ دانیال شہید قدس سرہ مضمون "دشت کربلا" بہ تحقیق و صحت درست افتاد۔

حضرت شیخ دانیال شہید اگرچہ ازاں اعتقاد نامشروعہ و سخنان مخترعہ

Marfat.com

ملوث نه بودند تا هم آن ظالمان بآں حضرت هم متهم کردند بعد ازاں عصر سلطنت مرزاحیدر گورگان مثل حکومت یزیدی شش ماه بود و سلطنت از قبیله گورگان رفت۔

بعد از شش ماهی قبیله کهچ کشمیری بوصف مختار ثقفی بواسطهٔ انتقام آن بداعجاسے کمر بسته شدند و در سنه نه صد و پنجاه و هشت ۹۵۸ هجری به قتل رسانیده منقضی شدند۔ فَلْيَنْظُرِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ و به سلطنت کشمیر قبیله کهچ بآں حد غالب گشتند که دماں زبان کشمیر را کهچول مے گفتند و اهل تبت تا ایں زمان کشمیر را کهچول دکسان کشمیری را کهاچی مے گوئند۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی۔

بحمد الله و فضله و بحسن توفیقه کتاب طبقات نوریه و احوال مشائخ نوربخشیه به اتمام رسیده شد

قطعه

الٰهی عاقبت محمود گردان
گل امید ز غنچه کن بخنداں
مولف را به بخشش الفت زیاکاں
شود تا در جهاں مسرور و خنداں
همی طبقات نوری شد بانجام
شدند ارواح قدسیاں بخنداں

بحمد الله سعیم شد به انجام
چو توفیقش رفیق شد کرد آساں

(صوفی محمد بن ملا محمد مرید با واسطه میر شمس الدین محمد عراقی بت شکن قدس سره)

Marfat.com

ضمیمہ

شجرہ نسب سلاطین کشمیر متعلقہ ایں کتاب و مدت حکومت ایشاں

- سلطان (شاہ میر) شمس الدین ۷۴۵ – ۷۴۸ھ
  - سلطان جمشید ۷۴۹ – ۷۵۰ھ
  - سلطان علاء الدین ۷۵۱ – ۷۵۲ھ
    - سلطان شہاب الدین ۷۵۳ – ۷۷۶ھ
    - سلطان قطب الدین ۷۷۷ – ۷۹۵ھ
      - سلطان سکندر ۷۹۶ھ
        - سلطان زین العابدین (بڈھ شاہ) ۸۲۶
          - سلطان حیدر ۸۷۹
            - سلطان حسن شاہ ۸۸۰ – ۸۸۸
              - سلطان محمد شاہ ۸۹۰ – ۸۹۲، ۹۰۲ – ۹۱۰
          - آدم خان ۸۹۰
            - سلطان فتح شاہ ۹۱۱ – ۹۲۳
              - سلطان نازک شاہ ۹۴۵ – ۹۴۶ زوال شد

حکومت مرزا حیدر گرگان ۹۴۸ – ۹۵۸

حکومت چک ۹۵۹

Marfat.com

Marfat.com

ترجمہ

کتاب طبقات نوریہ

و

احوال مشائخ نوربخشیہ

مترجم

محمد سلیمان کیلانی

Marfat.com

Marfat.com

طبقات نوریہ

حالات مشائخ نوربخشیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تر تعریفیں ہر حال میں اللہ تعالے ہی کے لئے ہیں اور درود وسلام اللہ تعالے کے حبیب اور ہمارے سردار حضرت محمدؐ پر ہوں جو ہر صاحب "حال" کا ملجا و ماوی ہیں اور آپ کی آل اور آپ کی امت کے اولیا پر بھی جو صاحب "حال" ہیں۔

اما بعد:۔ یہ ایک مختصر رسالہ ہے جس میں طبقات نوریہ کے حالات ہیں یعنی نوربخشی مشائخ کے سوانح حیات۔ حاسدانِ زمانہ اور غالی ارادتمندوں نے چونکہ ان کی تعریف اور مذمت میں اعتدال کی راہ چھوڑ دی اور افراط وتفریط کی راہ اختیار کر رکھی ہے یہانتک کہ حاکمانِ وقت ہر زمانہ میں ان کے متعلق کچھ ایسے شکوک وشبہات میں مبتلا رہے کہ ان کی تکلیف اور مضرت کا باعث ہوئے بعض ان میں سے قتل ہوئے اور شہادت کا شربت نوش کیا بعض قید و بند کے مصائب میں مبتلا رہے بعض اپنے شہر میں رہنے کے پابند رہے اور بعض کو ملک بدر کیا گیا اور ایسے حالات "سید العارفین" کے زمانہ سے لے کر آج تک مسلسل جاری ہیں۔

ان حالات میں میں نے مناسب سمجھا کہ وہ حالات صحیح صحیح بیان کر دیئے

Marfat.com

جائیں جن پر دشمنوں اور غالی دوستوں نے پردہ ڈال رکھا ہے اور ان مشائخ کی سیرت و حالات منکشف ہو جائیں اور اللہ تعالےٰ کے قول کہ "ہم نے تیرا پردہ دور کر دیا سو آج تیری نگاہ بڑی تیز ہے" کے مطابق ایک حقیقت نما آئینہ چند اوراق میں ناظرین اور معتقدین کے سامنے رکھ دوں اور دریا کو کوزہ میں بند کر دوں۔ خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے پوری توقع رکھتا ہوں کہ اس ارادے کی تکمیل میں اس کی مدد ضرور شاملِ حال ہو گی۔

اور ان اوراق کی تسوید و تحریر کا مقصد یہ ہے کہ طالبانِ حق کو شوق اور عالمانِ دین کو ذوق پیدا ہو اور حاکمانِ وقت مشائخ طریقت اور پیرانِ حقیقت کے صحیح حالات سے واقف ہو کر ان پر زیادتی نہ کریں اور بدگمانی کو حسن ظنی سے تبدیل کر کے ان سے اچھا سلوک کریں۔ اور واصلانِ حق نے فرمایا ہے کہ جس زمانہ میں عالم ربانی اور مرشد حقانی نہ مل سکے اس زمانہ میں واصلان حق کی حیات طیبہ کے اوراق کا مطالعہ کرنا بمصداق مقولہ کہ "صحبت تاثیر رکھتی ہے"۔ پیر کامل اور مرشد واصل کے قائم مقام ہوتا ہے ؎

"نیک آدمی کی صحبت تجھے نیک بنا دے گی اور اسے ان کے ہم نشین تجھے خوش وقت کر دے گی"۔

اور وہ رسومات کے غبار جو انقلابات زمانہ اور طویل مدت کے بعد بے علم اکابرین اور بے حوصلہ پیشواؤں کی وجہ سے ان ائمہ دین کے اعمال و عقائد اور سلف صالحین کے طریقہ پر تہ بہ تہ چڑھ گئے ہیں ان نیک لوگوں کے حالات کی مصاحبت اور ان کی تصنیف کردہ کتب کی محبت کی برکت سے حقیقت کی راہ کھل جائے اور اطاعت نما رسومات کا زنگ تحقیق کی صیقل سے دور ہو جائے اور عارفین یعنی مشائخ "سلسلہ ذہب" کی کتابوں کے تقابل کی کسوٹی سے جاہلوں کی بدعات اور نیک لوگوں کے معمولات میں تمیز ہو سکے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی حق کی تائید کرنے والا اور توفیق کا والی ہے اور اللہ تعالےٰ بلند و بالا کی مدد کے بغیر نہ تو

Marfat.com

گناہ سے اجتناب ہو سکتا ہے اور نہ کوئی نیکی ہی کی جا سکتی ہے۔

اپنے زمانہ کے امام العارفین اور اپنے وقت کے خاتم المجتہدین سیّد محمّد نوربخش رحمۃ اللہ علیہ وعلی جمیع الاولیاء کے حالات

اللہ تعالےٰ تیرے دل اور نگاہ کو ظاہری اور باطنی طور پر منوّر فرمائے۔ تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ جزیرہ نما ئے عرب کی مشرقی سمت خلیج فارس کے مغربی کنارے کے پاس جو علاقہ ہے اس کو "لحصا" کہتے ہیں۔ اس کے صدر مقام کا نام بھی لحصا ہے یہی مقام حضرت سید محمد نوربخش رحمۃ اللہ علیہ کے آباؤ اجداد کی جائے سکونت ہے اور اسی نسبت کی وجہ سے آپ اپنے بعض اشعار میں اپنا تخلص لحصدی لکھتے ہیں کہ آپ کے دادا عبداللہ کی پیدائش یہیں ہوئی تھی اور آپ کے والد بزرگوار مقام قطیف میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ سترہ واسطوں سے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے جا ملتے ہیں اور آپ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے فرزند اسحاق کی اولاد سے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ اپنی بعض تالیفات میں اپنے آپ کو "موسوی" لکھتے ہیں ؎

(۱) خانہ بر دوش سلوک معنوی   والد سید محمد موسوی (نجم الہدیٰ)

(۱) بلند مقام سید محمد موسوی معنوی سیر و سیاحت میں خانہ بدوش تھے۔

آپ کے والد بزرگوار کا اسم گرامی بھی محمد تھا۔ انہوں نے دنیا سے قطع تعلق کر رکھا تھا اور تجرّد کی زندگی بسر کرتے تھے۔ آپ حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے روضہ کی زیارت کے لیے مشہد مقدس تشریف لے گئے اور امام عالی مقام

Marfat.com

علیہ السلام کی زیارت کے بعد قہستان کے علاقہ میں مراجعت فرما ہوئے اور قصبہ قائن میں سکونت اختیار کی اور یہیں نکاح کر لیا اور اس شادی کا نتیجہ یہ ہوا کہ قصبہ قائن ہی میں ۷۹۵ھ میں حضرت سید محمد نور بخش کی ولادت ہوئی۔

آپ نے سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں تمام علوم شریعت میں عالم متبحر ہو گئے۔ اور سلوک طریقت میں حضرت خواجہ اسحق ختلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت کی جو کہ حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے اور قلیل مدت میں طریقت و حقیقت و معرفت کی منزلیں طے کیں اور اپنی استعداد و قابلیت کی بنا پر واصلین حق کی صف میں شامل ہو گئے اور آپ کے مرشد خواجہ اسحاق ختلانی نے اپنے ایک خواب کی بنا پر خود آپ کو "نور بخش" کا لقب عطا کیا چنانچہ حضرت شاہ سید نے خود اپنی واردات میں اس کا اظہار کیا ہے۔ کہ

(ترجمہ اشعار)

(۱) میرے والد نے میرا نام محمد رکھا اور میرے بزرگ پیر نے مجھ کو "نور بخش" کا لقب دیا۔

(۲) میرے پیر شاہ اسحاق ختلانی ہیں اور وہ پیر کامل سید علی ہمدانی کے مرید ہیں

(۳) اور یہ علی ثانی شیخ محمود کے مرید ہیں اور شیخ محمود علاؤ الدولہ سمنانی کے مرید ہیں۔

(۴) اور علاء الدولہ کے پیر شیخ عبد الرحمن ہیں اور ان کو شیخ احمد جوزجانی سے ارادت ہے۔

(۵) اور ان کے پیر علی لالہ ہیں جو کہ شیخ نجم الدین کبری کے مرید ہیں۔

(۶) اور ان کے پیر شیخ عمار تھے اور ان کے پیر شیخ ابو نجیب سہروردی ہیں

(۷) اور سہروردی شیخ غزالی کے مرید ہیں اور غزالی کو شیخ نساجی سے ارادت تھی

(۸) اور نساجی کے پیر ابو القاسم گورگانی ہیں اور ابو القاسم شیخ ابو عثمان غربی کے

Marfat.com

مرید ہیں۔

(۹) اور ابو عثمان علی کاتب کے مرید ہیں اور ان کے پیر شیخ غالب رودباری تھے۔

(۱۰) اور شیخ غالب۔ شیخ جنید بغدادی کے مرید ہیں جو کہ خداداد قابلیت کی بنا پر اس راہ کے سردار ہیں۔

(۱۱) اور ان کے پیر اور ماموں شیخ سری سقطی ہیں جو کہ شیخ فانی معروف کرخی کے مرید تھے۔

(۱۲) اور شیخ کرخی حضرت علی موسیٰ رضا کے مرید تھے۔

(۱۳) مرید، خادم اور فرمانبردار تھے دن رات ان کی کفش برداری کرتے تھے۔

(۱۴) انہی سے آپ نے نور باطن حاصل کیا اور علی موسیٰ رضا نے ظاہری اور باطنی علم اپنے باپ سے حاصل کیا۔

(۱۵) یعنی موسیٰ رضا نے اپنے باپ جعفر صادق سے حاصل کیا اور وہ اپنے باپ محمد باقر کے شاگرد تھے۔

(۱۶) امام باقر ان کا لقب اس لیے ہوا کہ ان کا علم حدود سے بہت آگے نکل چکا تھا

(۱۷) امام باقر اپنے باپ علی زین العابدین کے مرید تھے جو کہ اپنے باپ اور چچا کے ظاہری باطنی شاگرد تھے۔

(۱۸) امام حسن حسین ان کے شاگرد تھے جنکو شہر علم کا دروازہ کہا گیا ہے۔

(۱۹) نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میں علوم کا شہر ہوں اور علی میرے علوم کا دروازہ ہیں۔

قصہ مختصر یہ کہ خواجہ اسحاق ختلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا وہ خرقہ جو کہ حضرت امیر کبیر علی ہمدانی قدس سرہ نے ان کو آخری مرتبہ دیا تھا جناب سید محمد نوربخش رحمۃ اللہ علیہ کو خود اپنے ہاتھ سے پہنایا اور مسند ارشاد پر بٹھایا اور خانقاہ کے امور اور تمام مریدان کے سپرد کیئے اور فرمایا کہ جس کو راہ سلوک طے کرنے کا

Marfat.com

خیال ہو وہ سید محمد نوربخش کی خدمت میں حاضر ہو۔ کیونکہ اگرچہ وہ ظاہری طور پر ہمارے مرید ہیں لیکن حقیقت میں ہمارے پیر ہیں۔ حضرت سید محمد نوربخش قدس سرہ نے اپنے بعض اشعار میں اس معنی کی طرف اشارہ کیا ہے ؎

"ہم اس خواجہ اسحاق کے پیر بھی ہیں اور مرید بھی جو کہ زمانہ میں شہید کے لقب سے مشہور ہیں"۔

شیخ محمد بن حاجی محمد سمرقندی نے جو کہ حضرت سید کے مرید تھے آنحضرت کے مقامات و احوال کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ

"جب خواجہ اسحاق کو کشفی طور پر حضرت سید کی صحت و سیادت اور بلند مرتبہ کا علم ہوا تو آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور فرمایا کہ میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں اور اس آیت کی تلاوت فرمائی کہ "جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔ ان کے ہاتھ پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ پھر جس نے اس عہد کو توڑ دیا تو اس نے اپنا ہی نقصان کیا اور جس نے اللہ سے کیے ہوئے عہد کو پورا کیا تو اللہ اسے بہت بڑا اجر دے گا"۔

اس کے بعد فرمایا۔ کہ "ہم جان کی بازی لگا دیں گے اور کبھی منہ نہ پھیریں گے" اور یہ شعر بھی اس وقت آپ کے دل پر نور کے مطلع سے ظاہر ہوا کہ ؎

"میں ایسے عشق کا غلام ہوں کہ اس سے خون کی بو آتی ہے اس سے خدا کی پناہ کہ یہ خیال دماغ سے نکل جائے"۔

اور حضرت خواجہ اسحاق قدس سرہ کے مریدوں میں سے بارہ آدمیوں نے اس روز آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور کہا کہ آج ہم اسی عدد پر اکتفا کرتے ہیں۔ اس وقت خواجہ اسحاق خانقاہ سے باہر آئے اور باقی ساتھیوں اور مریدوں نے بھی اسی وقت بیعت کر لی۔ لیکن عبد اللہ برزش آبادی اور شیخ سلطان اور شیخ بہاؤالدین کشمیری جو حضرت خواجہ کے خلفاء میں سے تھے وہ اس واقعہ سے پہلے رخصت ہو کر

Marfat.com

جا چکے تھے اس وجہ سے وہ بیعت میں شریک نہ ہو سکے۔

آپ نے دعوتِ خلق کے ارادہ سے بیعت لینا شروع کیا اور اس بیعت کے چودہ دن بعد یعنی ۸۲۶ھ ہجری علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں جمعہ کے روز آپ کوہ ہرتنی کی طرف چلے گئے جو کہ ختلان کے علاقہ کے قلعوں میں سے ایک قلعہ ہے اور طریقت کی رسم کے مطابق آپ نے مخصوص لباس پہنا اور سیاہ پگڑی باندھی اور لوگوں کو بیعت کی دعوت دینا شروع کی۔

اس زمانہ میں مرزا شاہرخ امیر تیمور لنگ کا بیٹا اپنے باپ کی وسیع سلطنت کے ایک حصہ پر حکمران تھا جو کہ ایران۔توران۔ہند اور عرب پر مشتمل تھی اور ختلان کا حاکم سلطان بایزید مرزا شاہرخ کی طرف سے مقرر تھا اس کو جب خواجہ اسحٰق اور حضرت سید کی اطلاع ہوئی کہ وہ بیعت لے رہے ہیں تو بعض مخالفوں نے سلطان بایزید کو حضرت خواجہ وسید کے ارادہ کے خلاف اطلاع بہم پہنچائی کہ یہ لوگ ظاہری خلافت کا دعویٰ کرتے ہیں اور پیشتر اس کے کہ بایزید ان سے ملاقات کرکے اصل حالات معلوم کرتا اس کو ہمراہ لے کر ان پر چڑھائی کر دی اور بڑے بڑے لوگوں کی ایک جماعت سمیت ان کو گرفتار کر لیا اور دارالخلافہ ہرات کی جانب ان کو روانہ کر دیا اور مرزا شاہرخ کو صورت حال کی رپورٹ کر دی۔

جب مرزا شاہرخ کو یہ خبر پہنچی تو اس نے حکم دیا کہ قاصد کی جہاں بھی ان سے ملاقات ہو جائے وہیں خواجہ اور ان کے بھائی اور حضرت سید نوربخش کو قتل کر دیا جائے۔

بیان کرنے والے کہتے ہیں کہ اسی وقت مرزا شاہرخ کو پیٹ میں شدید درد اٹھا اور نہایت لاچار ہو گیا اور حسبِ عادت بہت علاج معالجہ کیا لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا اور نہ آرام آیا۔حکیم قوام الدین شاہرخ کے مقربین سے تھا اور علم طب میں اپنا ثانی نہ رکھتا تھا۔وہ علاج سے عاجز آ گیا تو اس نے عرض کیا کہ آپ نے سید محمد نوربخش کے قتل کا حکم نافذ کیا ہے حالانکہ دنیا میں اس وقت

Marfat.com

زہد، تقویٰ، علم، ریاضت اور کمالات صوری و معنوی میں اس کا کوئی ثانی نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ آپ کے درد اٹھا ہے اور اس کا علاج صرف یہ ہے کہ اپنے اس سابقہ حکم کو واپس لے لو۔

مرزا شاہرخ نے اسی وقت قاصد بھیجا کہ سید محمد نور بخش اور خواجہ کو قید کر کے ہرات میں لایا جائے اور ان کو قتل نہ کیا جائے اسی وقت اس کے پیٹ کا درد بند ہو گیا اور وہ حیران رہ گیا۔

اور جب قاصد بلخ پہنچا تو خواجہ اور سید اور ان کے ہمراہی بھی بلخ پہنچ گئے مرزا شاہرخ کے پہلے حکم کے مطابق خواجہ اور ان کے بھائی کو شہید کر دیا گیا۔ اور اس کے بعد مرزا کا دوسرا قاصد پہنچ گیا تو اس کے مطابق حضرت سید کو قید کر کے ہرات میں لایا گیا اور جب ان سے حالات دریافت کیے گئے تو آپ نے فرمایا ہم نے کسی مسلمان کے سر کا ایک بال بھی نہیں کاٹا اور کسی آدمی کی طرف کبھی کوئی تیر نہیں پھینکا لیکن اس واضح بیان کے بعد بھی زنجیروں میں جکڑ کر اختیار الدین کے قلعہ میں بھیج دیا گیا اور اٹھارہ دن کے بعد آپ کو اس اندھیرے کنوئیں سے باہر نکالا گیا جو اس قلعہ میں تھا اور اسی طرح زنجیروں میں جکڑا ہوا آپ کو شیراز بھیج دیا گیا۔ اور ایک مدت تک یہاں بیں ان کی نگرانی ہوتی رہی اور یہاں خوزستان کے قریب ایک مقام ہے اور شاہی پہریدار ان پر مقرر ہو گئے اور اس کے بعد آپ کو تکلیفیں بھی دی گئیں اور پھر کچھ مدت کے بعد والئے شیراز سلطان ابراہیم نے حکم دیا کہ ان کے پاؤں سے بیڑیاں اتار دی جائیں اور ان کو آزاد کر دیا جائے کہ وہ جہاں بھی جانا چاہے چلا جائے۔

اس کے بعد حضرت سید وہاں سے شوستر اور بصرہ کی طرف چلے گئے اور حلہ میں قیام کیا۔ لوگوں نے حضرت سید کی خدمت گذاری شروع کی پھر آپ وہاں سے بغداد کی متوجہ ہوئے اور متبرک مقامات کی زیارت کی اور اس کے بعد کردستان میں آ گئے اور شبلی اور بختیاری قبیلے اور ان کے علاوہ اور بھی بہت سے لوگ آپ کے حلقہ ارادت

Marfat.com

میں داخل ہوئے اور محبت اور خدمت گذاری کا وظیفہ بجا لائے اور اس جگہ کے امرا اور اکابرین بھی فرمانبرداری اور اطاعت گذاری کی راہ پر چلنے لگے بڑی مدت تک آپ کے نام کا سکہ جاری رہا اور منبروں پر آپ کے نام کا خطبہ بھی تا دیر پڑھا گیا۔

پھر حضرت سید قدس سرہ اس جگہ سے گیلان میں آئے اور پھر کردستان میں واپسی ہوئی اور اس وقت مرزا شاہرخ آذربائیجان میں تھا جب اس کو آپ کے کردستان واپس آنے کی خبر پہنچی اور حضرت سید کی کارروائیوں سے اس کو آگاہی ہوئی تو اس علاقہ کے امراء کو اس نے حکم بھیجا کہ جہاں بھی سید اور ان کے تابع لوگ مل جائیں ان کو گرفتار کر کے ہمارے دربار میں بھیج دیا جائے۔ جب مرزا شاہرخ کے لوگ آپ کو طلب کرنے لگے تو حضرت سید خلخال میں چلے آئے اور وہاں سے حضرت سید کو قید کر کے مرزا شاہرخ کے دربار میں لے آئے مرزا نے آپ کو مجلس میں طلب کر کے خوب ڈرایا دھمکایا اور جب حضرت سید کو معلوم ہوا کہ مرزا آپ کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو آپ اکیلے تن تنہا جان بچانے کے لیے وہاں سے فرار ہو گئے اور تین راتیں برف پوش پہاڑوں میں بسر کیں آپ کو کسی آبادی کا راستہ نہ ملا تو بالآخر آپ وہاں سے پھر خلخال کی طرف چلے آئے۔

والیٔ خلخال نے آپ کو گرفتار کر کے مرزا شاہرخ کے دربار میں بھیج دیا اور اس نے حکم دیا کہ ان کو اندھیرے کنوئیں میں قید کر دیا جائے۔ تریپن دن کے بعد آپ کو قید سے باہر نکالا گیا اور قید کر کے ہرات میں لے آئے جب آپ ہرات پہنچے تو مرزا شاہرخ نے آپ کو حکم دیا کہ جمعہ کے دن منبر پر چڑھ کر بسرِ عام اعلان کریں کہ میں ظاہری خلافت و حکومت کا مدعی نہیں ہوں اور نہ میں امام محمد مہدی آخر الزماں ہوں اور اس مطالبہ میں بڑا اصرار کیا چنانچہ حضرت سید اسی طرح مقید اور پابزنجیر منبر پر آئے اور فرمایا کہ لوگو اس فقیر کے متعلق کچھ باتیں کہتے ہیں میں

Marfat.com

نے وہ باتیں بالکل نہیں کہی ہیں بہرحال میں کہتا ہوں کہ

"اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اگر تو نے ہمیں نہ بخشا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم خسارہ اٹھانے والوں سے ہو جائیں گے"۔

اس کے بعد آپ نے فاتحہ پڑھا اور منبر سے نیچے اتر آئے۔ اس کے بعد جمادی الاول ۸۴۰ھ ہجری میں آپ کی بیڑیاں اتار دی گئیں اور مرزا نے حکم دیا کہ آج کے بعد

(۱) اپنے پاس لوگوں کو جمع نہ ہونے دو۔

(۲) آپ سیاہ پگڑی نہیں باندھ سکتے۔

(۳) درس کی مجالس میں طریقت کی تلقین نہیں کر سکتے

(۴) آپ صرف علوم رسمی (ظاہری) کا شغل اختیار کر سکتے ہیں۔

لیکن ان احتیاطی تدبیر نے بھی مرزا شاہرخ کو کوئی فائدہ نہ پہنچایا اور حضرت سید کا اثر و رسوخ روز بروز بڑھتا گیا اور اندازاً ایک لاکھ آدمی کے قریب آپ کی صحبت میں پہنچ گئے۔

پھر مرزا کو خطرہ لاحق ہوا تو تیسری مرتبہ اس نے حضرت سید کو ماہ رمضان المبارک میں پاؤں میں بیڑیاں پہنا کر تبریز بھیج دیا اور حکم دیا کہ والی تبریز ان کو روم پہنچا دے۔ حضرت سید جب تبریز پہنچے تو ان کے پاؤں سے بیڑیاں اتار دی گئیں۔ آپ وہاں سے شیروان چلے گئے اور کچھ مدت وہاں قیام فرمایا اور مرزا شاہرخ کو اس مضمون کا خط لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدا تعالےٰ کی حمد اور اسکے نبی پر درود کے بعد کہ جس نے کہا تھا ہمیں اس طرح اشیا دکھا جیسی کہ وہ حقیقت میں ہیں۔ حضرت پادشاہ کی خدمت میں گذارش ہے کہ بیس سال کی مدت گذر رہی ہے کہ پادشاہ اس عاجز کی ایذارسانی میں انتہائی کوشش کر رہا ہے۔ تین بار قید کیا ہے اور دو مرتبہ کنوئیں میں ڈالا ہے

Marfat.com

اور قریبًا ہزار فرسنخ کا فاصلہ ہوگا کہ جس میں مجھ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پھرایا گیا۔ اور اب جبکہ بادشاہ کی آخری عمر ہے اور بادشاہی کا زمانہ ختم ہونے کو ہے اب بھی بادشاہ اسی فکر میں ہے کہ اس فقیر کو پھر پکڑ کر قید کر دے اور کشف والوں کے نزدیک اب یہ ناممکن ہے کیونکہ دیدہ وروں نے تین ہی قیدیں دیکھی تھیں اور جاننے والوں نے جانی تھیں۔ اب بادشاہ سے یہ امید ہے کہ اپنے کیے پر پشیمان ہو اور خدا سے بخشش مانگے اور اب اس سے زیادہ خاندان پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایذا رسانی کی اور تکلیف دہی کی کوشش نہ کرے اور بڑائی وبلندی صرف اللہ کے لیے ہے

میں ہوں محمد نوربخش

بعض مخلص مریدوں نے حضرت سید سے اس عبارت کے معمہ کے متعلق دریافت کیا کہ "کشف والوں کے نزدیک محال ہے اس لیے کہ دیدہ وروں نے تین ہی قیدیں دیکھی تھیں"۔

تو آپ نے فرمایا کہ میری پیدائش سے پہلے جناب تجلی مآب قدوۃ المرشدین شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ مصنف کتاب عوارف المعارف نے ہرات میں رمضان شریف کے ابتدا میں ایک سچا خواب دیکھا تھا کہ حضرت یوسف صدیق علیہ السلام تین مرتبہ آسمان سے زمین پر نازل ہوئے اور تیسری بار وقت پہلی دو مرتبہ سے کمتر تھا۔ پھر بعینہ اسی طرح تعبیر واقع ہوئی۔ کہ

پہلی مرتبہ مدت قید چھ ماہ تھی اور قید سخت تھی اور اس کے ساتھ ہی قتل کا حکم بھی تھا۔

دوسری مرتبہ قید کی مدت چار ماہ تھی اور کنوئیں کی قید اور پابندیاں سخت تھیں اور قتل کا حکم تھا۔

اور تیسری مرتبہ مدت قید دو ماہ تھی۔ پابندیاں ہلکی تھیں اور قتل کا حکم نہ تھا۔

پس اب اسکی حکومت کی مدت اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہے اور اب آل محمد صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم کی نوبت ہے
آپ کا یہ خط پہنچنے کے بعد بدنصیب میرزا شاہرخ صرف ایک سال تخت سلطنت پر فائز رہا بلکہ سال سے پہلے ہی اس دنیا سے جہنم اور ہلاکت کے درکات میں پہنچ گیا۔
کہتے ہیں کہ حضرت سید قدس سرہ کی پیشگوئی اور اندازہ بالکل صحیح ثابت ہوا کہ مرزا شاہرخ ۸۵۰ھ میں مرگیا اور شہر بلخ میں دفن ہوا۔
حضرت میر شمس الدین محمد عراقی سے منقول ہے کہ شیخ محمد غلبی بھی حضرت شاہ سید محمد نوربخش قدس سرہ کے آخری طبقہ کے مریدوں میں سے تھا۔ یہ سولغان کا رہنے والا تھا اور اس علاقہ کی اکثر زمین اس کے آباؤ اجداد کی ملکیت تھی۔ جب اس علاقہ میں حضرت سید قدس سرہ کے متعلق سنا گیا کہ اہل عراق اور اہل خراسان میں آپ کی شہرت ہو رہی ہے اور مرزا شاہرخ نے حضرت سید محمد نوربخش کو سرحد ماوراءالنہر سے نکال دیا ہے اور وہ مملکت گیلان میں جو کہ جہان شاہ میرزا کے تحت تصرف علاقہ ہے تشریف لا چکے ہیں اور موضع تشقنا میں جو کہ گیلان کے قریب ہے مقیم ہو گئے ہیں اور لوگ جوق درجوق آپ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہیں اور اپنے شہروں سے نکل کر آپ کے پاس جمع ہو رہے ہیں تو شیخ محمد غلبی کے دل میں بھی ایک بے پناہ جذبہ پیدا ہوا اور حالات کی جستجو کے خیال نے اس کو کھینچا وہ اپنے وطن مالوف اور اہل وعیال سے نکل کر گیلان کی طرف متوجہ ہوا۔
جب وہ وہاں پہنچا تو اس نے دیکھا کہ اطراف بلاد عرب وعجم سے لوگ آنحضرت کی خدمت میں دھڑا دھڑ پہنچ رہے ہیں۔ ان کی ریاضات شاقہ کو دیکھ کر اپنے آپ کو ابتدائے حال میں اس جانبازی کے قابل نہ پایا اور اپنے اندر اتنی طاقت نہ دیکھی تو ایک گوشہ میں بیٹھ گیا اور سوچنے لگا۔ کچھ مدت کے بعد ایک آدمی سے اس کی ملاقات ہوئی جس سے پہلے سے کچھ آشنائی تھی اس کو اپنے پاس بلا کر

Marfat.com

کیفیت احوال اور اس آسمان کمال کے سورج کے وصال سے مشرف ہونے کی صورت اور مجاورین اور مریدین کے مجاہدات وریاضات کے کوائف کے متعلق سوال کیا۔ جب اس آشنا نے سالکین کے مجاہدات کی تکالیف اور ریاضا کے شدائد کچھ بیان کیئے تو شیخ محمد غیبی نے اپنے اندر کمزوری و ناطاقتی محسوس کی اور ایسی ریاضات سے مایوس ہوا تو اس آشنا سے سوال کیا کہ

"کوئی ایسی خدمت بتاؤ جس سے حضرت شاہ سید خوش ہو جائیں؟"

تو اس دوست نے بتایا کہ

"ملازمین کی کثرت اور مریدین کی بھیڑ کا یہ عالم ہے کہ اگر تو ایک سال تک یہاں بیٹھ کر انتظار کرے تو بھی تجھے کسی خدمت کا موقع نہ مل سکے گا۔ ہاں ایک بات میں نے آپ کی زبان مبارک سے ضرور سنی ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ نے فرمایا جو آدمی بھی مجھے مرزا شاہرخ کی موت کی خوشخبری پہلے سنائے گا تو میں اس کو بغیر کسی خدمت کی تکلیف اور ریاضت کی مشقت کے مطلوب اصلی اور مقصود حقیقی تک پہنچا دوں گا۔

شیخ محمد غیبی نے جب یہ بات سنی اور اپنے اندر ریاضت کی محنت اور مجاہدے کے بوجھ کی طاقت نہ دیکھی تو اس کے مقابلہ میں اس پیغام رسانی کو آسان سمجھا تو اسی وقت وہاں سے اپنا سامان اٹھایا اور دارالخلافہ ہرات کے سفر کا قصد کیا تاکہ اس بدنصیب کی موت کی خبر آپ تک پہنچائے۔ جب اس علاقہ میں پہنچا تو [illegible] بلخ میں لنگر اقامت ڈالی کہ اس بدبخت کی سلطنت کا دارالخلافہ وہی شہر تھا اور یہاں ٹھہر کر اس بدگوہر کی موت کا انتظار کرنے لگا اور جب اس کی انتظار میں کافی مدت گذر گئی تو ایک دن اس نے سنا کہ حضرت سید نوربخش قدس سرہ کی طرف سے ایک قاصد مرزا شاہرخ کے پاس آیا ہے اور آپ نے ایک خط میں اس دجال صفت انسان کو کچھ پند و نصائح لکھ کر اس قاصد کے ہاتھ بھیجے ہیں۔

Marfat.com

تو شیخ محمد غیبی نے اہتمام کیا اور بعض آشناؤں سے التماس کی اور وہ خط قاصد سے حاصل کیا۔ جب اس کا مطالعہ کیا تو اس کے مضمون پر بہت خوش ہوا اور اس کو امید بندھ گئی کہ اس کے انتظار کی مدت ختم ہونے کو ہے۔

اور جب مرزا شاہرخ کا انتقال ہوا اور دفن ہو گیا تو شیخ محمد غیبی شہر بلخ سے نکلا اور نہایت تیزی کے ساتھ گیلان کی طرف متوجہ ہوا اور دو تین منزلوں کو ایک منزل بنا کر آنحضرت کی مقدس خانقاہ کے صحن میں پہنچ گیا۔ گھوڑے سے اترا اور بلا توقف حضرت شاہ سید کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کا تحفہ عرض کرنے کے بعد اس بد انجام کی موت کی بشارت پہنچا دی اور کہا اے حضرت شاہ مرزا شاہرخ جہنم رسید ہوا ہم نے اپنے ہاتھ سے اس کو زیر زمین دفن کیا ہے۔

اور حضرت شاہ سید محمد نوربخش قدس سرہ نے یہ خوشخبری سنتے ہی پوری بشاشت سے اس لائق ولایت کے چہرہ پر شفقت کی نگاہ اور رحمت کی نظر ڈالی اور حضرت آپ کی نظر کیمیا اثر کی برکت سے وہ کند ذہن کاملین کے درجہ پر پہنچ گیا۔ اور مجذوبین میں شامل ہو گیا ؎

(۱) ایک آدمی یہ خوشخبری لے کر حضرت شاہ سید کی خدمت میں آیا کہ شاہرخ کو زوال آ گیا۔

(۲) ہم نے خود اس کو زیر زمین دفن کیا ہے اور اس خوشخبری سے حضرت سید نہایت خوش ہوئے

(۳) حضرت شاہ صاحب نے اس پر کیمیا اثر نگاہ ڈالی تو اسی وقت وہ آدمی راہ سلوک کا مجذوب ہو گیا۔

اس وقت حضرت شیخ محمد سمرقندی حضرت شاہ سید کی خدمت میں حاضر تھے جب انہوں نے حضرت شاہ سید کی نگاہ پر انوار کا فیض ملاحظہ کیا تو اسی وقت خود حضرت شاہ سید محمد نوربخش نے اپنی زبان مبارک سے یہ غزل بداہۃً لکھی اور پورے شوق سے اس کو پڑھا۔

Marfat.com

(۱) میں وہ ہوں کہ میرے ہاتھ میں زہر بھی شہد ہو جاتا ہے اور میری لطافت سے دیو بھی حور عین کی طرح ہو جاتا ہے۔

(۲) میں وہ ہوں کہ اگر بادشاہ پر نگاہ ڈالوں تو وہ فقیر کی نیازمندی کے دروازہ پر خادم بن جائے۔

(۳) میں وہ ہوں کہ اگر جہنم پر گذر کروں تو دوزخ بہشت بن جائے اور آگ پھول اور چنبیلی ہو جائے۔

(۴) جو میرے آستانہ پر صدق دل سے اپنا سر رکھے تو نو آسمانوں کی بلندی اس کے قدموں کی زمین بن جائے۔

(۵) درویش کے دل میں تو سارے جہان کے لیے عام لطف ہے لیکن یہ لطف کسی دردمند دل میں ٹھہرتا ہے۔

(۶) ایک آدمی حیران ہوا کہ اتنی جلدی یہ خدا تعالےٰ تک کیسے پہنچ گیا اس نے سمجھ رکھا تھا کہ چلہ کشی کے بغیر یہ چیز حاصل نہیں ہوتی۔

(۷) نہیں میری جان نور بخش کی نگاہ کیمیا اثر ہے وہ جس کو بھی دیکھتا ہے وہ ایسا ہی ہو جاتا ہے۔

اور اسی روز حضرت شاہ سید نے اس کو بیعت لینے اور توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول کرنے اور لوگوں کو راہنمائی کرنے کی سند عطا فرمائی اور شیخ محمد غلیبی کو وہاں سے رخصت کر دیا۔

اس کے بعد حضرت شاہ سید گیلان سے ٹھٹھہ کے علاقہ کی طرف چلے گئے اور ایک نفیس بستی وہاں آباد کی جسے سوتیانی کہتے ہیں اور [illegible] وہاں ایک باغ لگوایا اور جسمانی رفیقہ حیات نسل [illegible] حضرت شاہ قاسم اور سید جعفر اور میر سید [illegible] کا نتیجہ ہیں جو کہ سوتیانی نامی بستی ہی میں پیدا ہوئے اور باقی زندگی حضرت شاہ سید نے پوری فارغ البالی سے عبادت الٰہی اور ارشاد و تصفیہ قلبی میں گذاری۔

Marfat.com

اور جب حضرت شاہ سید نے بیت الحرام کی زیارت کا ارادہ فرمایا تو طالبان راہ طریقت کی راہنمائی اور بیعت لینے کے لیے حضرت شاہ قاسم انوار کو سند عطا فرمائی اور لکھا کہ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

سلام کے ساتھ صرف تمام اقطاب و افراد و اوتاد و ابدال و ابرار اور تمام رجال اور سادات، فضلا اور علماء اور خواص و عوام اور حضرت سردار دو جہاں کی امت ہی مخصوص ہے۔

اس کے بعد اطلاع دی جاتی ہے کہ آنکھوں کی ٹھنڈک اور میرے فرزند دلبند اللہ اس کی عمر کو دراز کرے شاہ محمد قاسم چونکہ فنون ادبیہ و شرعیہ اور حکمیہ اور ریاضیہ اور لطائف سبعہ اور انوار مکاشفات و تجلیات اور آداب طریقت و معرفت و حقیقت میں پوری مہارت رکھتا ہے۔ اور اس کی بلند ہمت نے یہ تقاضا کیا کہ دنیا کے عقلا اور دیدہ ور لوگوں کو تلاش کرے اور اسی لیے میں نے بھی سفر کا ارادہ کیا اور معنوی اجازت کے لیے میں نے اس کی درخواست کو قبول کیا۔

اور چونکہ یہ پایۂ تحقیق کو پہنچ چکا ہے کہ چاند جتنا بھی سورج سے زیادہ دور ہو اتنا ہی وہ اس سے زیادہ لے نیاز اور روشنی میں اتم و اکمل ہوتا ہے۔ ہم اجازت دیتے ہیں کہ ایران، توران، عرب و عجم اور ہندوستان میں جہاں بھی جائے تو بندوں کو خدا اور سالکوں کو انتہائی مراتب اور عارفین کو درجۂ بلند اور علماء کو مراد ہدایت تک پہنچائے۔ اور ارشاد طریقت اور اجارۂ حقیقت اور شریعت کی ترویج میں پوری طرح کوشش کرے۔

اور دنیا والوں پر لازم ہے کہ اس کی صحبت کو غنیمت سمجھیں اور اس سے فیض اور فائدہ حاصل کریں اور اس کی خدمت گذاری میں کسی طرح کی کوتاہی نہ کریں کیونکہ صدیاں گذرنے کے بعد اس طرح کا کوئی صاحب کمال پیدا ہوتا ہے۔ خداوند تعالےٰ اس قرۃ العین کی برکات دنیا والوں تک پہنچائیں اور اس کی ذات

Marfat.com

شریف کو بہت سے سال صحت اور سلامتی کے ساتھ قائم رکھیں فقط۔

میں ہوں محمد نور بخش

اور حضرت شاہ سید زیارت حرمین شریفین سے واپسی کے بعد سولغان کی بستی میں جو کہ رے کے علاقہ میں انہوں نے خود تعمیر کی تھی اقامت اختیار فرمائی اور جب آنحضرت کے مبارک کانوں میں انجام کی بشارت کا اشارہ ہوا کہ "نیک لوگوں کو میری ملاقات کا بڑا شوق ہے اور میں ان کی ملاقات کا ان سے بھی زیادہ شوق رکھتا ہوں" کی آواز پہنچی تو آپ پر اپنے اصلی گھر کی یاد بہت زیادہ غالب ہو گئی اور جنت کے خلوت خانہ میں ہمیشہ کے چلہ کی نیت کی کہ بروز جمعرات بوقت چاشت مورخہ ۱۴ ربیع الاول ۸۶۹ھ ہجری علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو اس جہان فانی سے دارالقرار کے باغوں کی طرف چلے گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝

اور جو باغ انہوں نے خود تعمیر کیا تھا اسی میں آپ نیاز نگاہ خاص و عام ہوئے۔ حضرت شیخ محمد بحری نے آپ کی تاریخ وفات اور ایام زندگی کو اس طرح نظم کیا ہے ؎

(۱) وہ عقلمندی کے آسمان کا سورج اہل دین کی آنکھوں کا نور جسم و جان کو نور بخشنے والا اور جسم پر غالب آنے والا۔

(۲) آپ کی زندگی تہتر سال تھی اور وفات ماہ ربیع الاول ۸۶۹ھ ہجری میں واقع ہوئی۔

(۳) ربیع الاول کی چودہ تاریخ تھی جمعرات کا روز اور چاشت کا وقت تھا کہ وہ دنیا کا امام اس عالم فانی سے گیا۔

اس جاں سوز مصیبت میں مخلصوں کے دل غم کی آتش پر جلے اور مریدوں کی آنکھیں ساون کے بادل کی طرح حسرت کے آنسو بہانے لگیں اور حضرت شیخ محمد خلیفی نے یہ چند بیت بطور مرثیہ کہے ؎

Marfat.com

(۱) اے غافل آدمی کے دل اس دنیا کا پابند نہ ہو کہ دنیا اور اس کی کل کائنات بھروسے کے لائق نہیں ہے۔

(۲) اس "ہونے" سے کیا حاصل جو "ہونا" نہ رہے اور اس کا کیا فائدہ کہ اس سودا سے نقصان ہی پہنچتا ہے۔

(۳) ایک شہد کے لیے ہزار ڈنک لگتے ہیں اور ایک کھجور کی امید پہ ہزار کانٹے چبھتے ہیں۔

(۴) آ۔ اور دامنِ ہمت کو خاک کی گرد سے پاک کر اور اپنی دو روزہ عزیز زندگی کو برباد نہ کر۔

(۵) دیدۂ عبرت سے اس پرانی سرائے کو دیکھ کہ آنا کہاں سے ہوا تھا اور جانا کہاں ہے۔

(۶) تو کیسے آیا کس کام کو آیا اور تیرے پاس کیا ہے اپنے حال سے آگاہ ہو اور دل کی آنکھیں کھول۔

(۷) فنا کے سمندر کی گہرائی سے گوہر مقصود حاصل کر۔ دریا کی جھاگ کی طرح خواہشات کی ہوا پر مغرور نہ ہو۔

(۸) دیکھ کہ آدم اور نوح اور خلیل اور صالح کہاں ہیں اور حضرت موسیٰ اور دو جہانوں کے سردار کہاں ہے؟

(۹) امام اور اہل بیت رسول کہاں گئے اور جنید بغدادی اور سری سقطی اور ابن عطا کہاں گئے۔

(۱۰) بادشاہ اپنی تمام قدر و منزلت سمیت کہاں گئے جیسے کیقباد اور فریدوں اور سکندر و دارا۔

(۱۱) یہ لوگ موت کی دست برد سے نہ بچ سکے اور کوئی بھی بوڑھا اور جوان اور بادشاہ اور فقیر نہ بچ سکے گا۔

(۱۲) اس بے مثال ذات کا جسم کہاں گیا جو دنیا کو روشنی بخشتا تھا اور ہدایت

Marfat.com

کا امام تھا۔

(۱۳) افسوس اور حسرت کہ دنیا کو نور بخشنے والا چلا گیا کہ وہ زمانے کا ہادی اور مہدی اور امام تھا۔

کتاب فقۂ احوط اور اصول عقاید اور نجم الہدی اور انسان نامہ اور کتاب سلسلۃ الذہب یعنی شجرۂ اولیاء اور صحیفۂ اولیاء اور مجموعۂ غزلیات اور رسالۂ اخلاقیہ حضرت شاہ سید محمد نور بخش کی تالیفات ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے اور اپنے تمام نیک بندوں سے خوش ہو۔

Marfat.com

حضرت شاہ قاسم انوار معروف بہ فیض بخش کے حالات جو کہ حضرت سید محمد نور بخش کے طبقۂ اولی کے خلفا میں سے ہیں

حضرت شاہ قاسم مقام سولغان میں جو کہ علاقہ رے سے ملک خراسان یعنی عراق عجم کا ایک قصبہ ہے پیدا ہو کر زیب دہ دنیا ہوئے۔ علوم ظاہری اور باطنی اور دولت معنوی کا کمال سات سال کی عمر میں اپنے والد بزرگوار اور مشائخ واصلین سے حاصل کیا۔ چنانچہ آپ کے والد بزرگوار نے آپ کے کمال کی مدح اور قابلیت کو سند کی تحریر میں ظاہر کیا اور فقۂ احوط میں آپ کو ان القاب سے مخاطب فرمایا۔ کہ

"اے قابل، عالم، فاضل، صاحب کشف، واصل باللہ، مرشد کامل مکمل فرزند عزیز تجھے معلوم ہونا چاہیئے خدا تجھے شریعت، طریقت، اور حقیقت کے لحاظ سے اشیاء کی حقیقت کی کمال معرفت عطا فرمائے۔"

اور رسالہ اصولِ عقائد میں آپ کو ان اوصاف سے موصوف فرمایا۔

"اے روح سے زیادہ عزیز، صاحب نصرت وظفر اور صاحب فتوح بادشاہ عادل، صاحب بلند اقبال پاکیزہ نسب نبوت کے خاندان والے بلند حسب و نسب والے فرزند جو کہ اہل کشف و عرفان کے دلوں کی قبولیت کے لیے زمانہ کے بادشاہوں سے ممتاز ہے اور اپنے ہمعصروں پر عقل، فہم اور پاکیزہ عقیدہ کے لحاظ سے فوقیت رکھتا ہے اور اس آخری زمانہ میں اسلام کی تقویت

Marfat.com

کے لیے خاص کر لیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھے کمال یقین کی توفیق عطا فرمائے"

اس کے علاوہ حضرت شاہ سید نے اپنی زبان مبارک سے صحیفۃ الاولیاءؒ میں فرمایا ہے۔ کہ

(۱) قاسم اپنے حالات، معرفت، کشف و عیان کے لحاظ سے یقیناً اولیاء اللہ میں سے ہے۔

(۲) اس کے بعد دو تین آدمی کشف حال کے لیے آئے اور بلاشبہ ان کی آنکھیں کھل گئیں۔

(۳) اے اللہ اسے عمر دراز عطا فرما کہ حقیقت میں وہ ایک شہباز ہے۔

حضرت شاہ سید نور بخش نے اپنی زندگی ہی میں ان کو مسند ارشاد پر بٹھایا اور اپنی جانشینی سے ان کو سرفراز کیا اور اپنی غزلیات میں اس کا اظہار فرمایا کہ جو شخص نور بخش سے کچھ حاصل کرنا چاہتا ہے اسے کہو کہ قاسم کے پاس آئے اور مرد متین بنے۔

اور حضرت شاہ قاسم کے تین لقب مشہور ہیں یعنی شاہ قاسم انوار، فیض بخش اور نور بخش اور حضرت شاہ قاسم اور ان کے بھائی سید جعفر نور بخش۔ سلطان حسین مرزا والیئے خراسانؒ کے زمانہ میں جو کہ ۸۷۵ھ ہجری میں تخت نشین ہوا اور ۹۱۲ھ میں اس کی وفات ہوئی خراسان چلے گئے تھے اور سید جعفر نور بخش پھر خراسان سے عرب کے علاقہ میں چلے گئے اور اپنی باقی عمر عبادت الٰہی میں گذار کر وہیں فوت ہوئے

اور حضرت شاہ قاسم کے عراق عجم سے خراسان میں آنے کا سبب یہ ہوا کہ صاحب قِران فرخندہ نشان سلطان حسین مرزا والیئے خراسان کو سید العارفین شاہ سید محمد نور بخش قدس سرہ کے بڑے بڑے خلفا سے بیٹھنے کا اتفاق ہوا جو کہ

لہ سلطان حسین مرزا ابن سلطان غیاث الدین منصور بن امیرزادہ بایسنقر بن عمر مرزا شیخ بن امیر تیمور گرگان ۱۲ (تاریخ روضۃ الصفا)

Marfat.com

اس علاقہ میں مشہور تھے وہ ان کی زبان سے حضرت شاہ قاسم کی تعریفیں سنتا تھا اور تعریفیں سننے کے بعد آپ کی ملاقات کا مشتاق ہوا۔ حضرت شاہ قاسم کے دربار میں اس نے متواتر خطوط لکھے۔ اور حضرت شاہ سے تشریف آوری کی درخواست کی اور لکھا کہ

"اگر ہمارے مقام پر آپ کا گزر ہو تو سعادت کے آسمان کا ہما ہمارے جال میں آجائے"۔

اور سلطان حسین مرزا نے حضرت شاہ قاسم کی تشریف آوری کے لیے سلطان یعقوب والیے عراق کی خدمت میں درخواست پیش کی اور یہ سلطان یعقوب قوم آق قوینلو سے ترک تھا۔ عراق اور آذربائیجان وغیرہ ایران سے ملحقہ علاقے ۸۸۴ھ ہجری سے ۸۹۴ھ ہجری تک اس کے زیر نگین رہے اور سلطان حسین مرزا ان دنوں ایک بیماری میں مبتلا تھا اس کو یہ امید تھی کہ حضرت شاہ کے دم کرنے اور آپ کے قدم مبارک کی وجہ سے اس کو شفا حاصل ہو جائے گی اور درخواست کے ہمراہ اس نے سمنان کا قصبہ جو کہ خراسان کے علاقہ میں بڑا با رونق اور مشہور قصبہ تھا بھی سلطان یعقوب کو پیش کر دیا تاکہ سلطان حضرت شاہ قاسم کو خراسان جانے کی اجازت دے دے

چونکہ حضرت شاہ قاسم سے سلطان یعقوب کو کمال درجہ کی محبت تھی اور اکثر اوقات آپ کے اقوال طیبہ اور فکاہات دربار کی زینت بنتے۔ لہذا بادشاہ خراسان کی درخواست کے بعد سلطان یعقوب کی اجازت سے ملک ایران کا ارادہ کر کے خراسان کی طرف توجہ فرمائی اور اپنے ہمراہ اپنے بھائی سید جعفر نور بخش اور تمام خادموں اور دربانوں، ماشکیوں، باورچیوں، خیمہ برداروں اور چارہ لانے والوں کو بھی ساتھ لے لیا ان کے علاوہ مخلص مریدوں کی ایک جماعت بھی تھی جن میں میر شمس الدین محمد عراقی بھی تھے۔ حضرت شاہ قاسم منزلیں طے کرتے ہوئے مشہد مقدسہ میں امام علی رضا علیہ السلام کے روضہ کی زیارت سے

Marfat.com

مشرف ہوئے۔ چند دن وہاں قیام کیا۔

جب سلطان حسین مرزا کو آنحضرت کی تشریف آوری کی اطلاع پہنچی تو اس نے اپنے خاص مقربین کی ایک جماعت کو حضرت شاہ قاسم کے استقبال کے لیے مشہد مقدسہ بھیجا۔ وہ جماعت مشہد مقدسہ پہنچ کر ان کے ہمراہ ہو لی اور بادشاہ کے دار الخلافہ ہرات کی طرف ان کو پوری عزت و احترام سے لانے لگی اور سلطان حسین مرزا بذات خود نو کوس تک حضرت شاہ قاسم کے استقبال کے لیے آگے آیا اور حضرت شاہ صاحب کو ہمراہ لے کر پوری عزت و احترام سے آئے اور ان کو "باغ زاغاں" کے محلات میں اتارا اور طرح طرح کی ضیافتیں اور مہمانیاں ان کے سامنے رکھیں۔

چند دن کے بعد سلطان حسین مرزا اور ان کی محترم المقام بیوی جس کا نام خدیجہ بیگم تھا دونوں مل کر آئے اور حضرت شاہ قاسم کے ہاتھ پر بیعت کی اور بادشاہ کے امراء اور مقربین نے بھی باری باری آپ کی مہمانیاں کیں اور بعض ان میں سے سامنے آکر بیعت سے بھی سرفراز ہوئے اور بادشاہ کا وزیر جس کا نام شاہزادہ محمد المعروف کیچک مرزا تھا اپنی انتہائی صداقت و صفائی کی وجہ سے آنحضرت کا مخلص دوست ہوا اور آپ کی بیعت کے دائرہ میں آگیا۔

اب روز بروز سلسلہ عالیہ نوربخشیہ ترقی کر رہا تھا اور روش ہمدانیہ پوری آب و تاب سے رونق پا رہی تھی اور اکثر علماء و مشائخ مثلاً شیخ الاسلام علامہ تفتازانی اور مولانا حسین واعظی اور مولانا علی قوشچی وغیرہ جو کہ تمام منقولات و معقولات میں تمام علماء زمانہ سے مشہور تھے اور ان کی تصنیفات و تالیفات مقبول اذہان تھیں حضرت شاہ قاسم کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف ہوئے اور ان لوگوں نے مشائخین عظام کی کتابوں اور رسالوں سے خوب استفادہ کیا جو کہ حضرت شاہ قاسم کے ہمراہ تھیں۔

Marfat.com

اور جب سردیوں کا موسم آیا تو سلطان حسین مرزا نے حضرت شاہ قاسم سے التماس کی کہ ہماری آرزو ہے کہ حضرت اس جگہ چلہ کشی کریں۔ تاکہ ہم لوگ آداب طریقہ ہدائیہ اور قواعد سلسلہ نوربخشیہ سے مطلع ہوسکیں اور بادشاہ نے اس درخواست میں بے حد مبالغہ اور اصرار کیا۔ چنانچہ آنحضرت نے اس کو قبول فرمالیا اور باغ زاغاں میں جو کہ شاہی محلات کے لیے مخصوص تھا۔ چلہ کشی کے لیے ایک عمارت کو انتخاب کرلیا گیا اور حضرت شاہ صاحب نے ان تمام خادموں کو بھی چلہ کشی کا حکم دیا جو کہ سفر و حضر میں شاہ صاحب کے ہمراہ رہا کرتے تھے۔

شاہ صاحب کی عادت تھی کہ وہ سفر میں ہر رات تین ہزار ذکر خفی کرتے اور اقامت کی حالت میں پنج ہزار مرتبہ پڑھتے۔ جب درویشوں کو چلہ کشی کے لیے بٹھایا جارہا تھا اس وقت خود سلطان حسین مرزا بھی اس مجلس میں شریک تھے اور درویشوں کو بٹھانے کا طریقہ دیکھ رہے تھے۔ دو شمعیں چلہ کشی کے مکان کے صحن میں روشن کردی گئیں بادشاہ خود دو تین روز کے بعد اس مکان میں حاضر ہوتا اور درویشوں کے سلوک کا طریقہ مشاہدہ کرتا اور ان کی خدمات بجالاتا اور چلہ کے آخری دس دنوں میں چند مرتبہ شاہ صاحب سے ملاقات کی اور آنحضرت کی صحبت میں بیٹھا رہا اور چلہ کی عید کی صبح کو تمام اکابرین ہرات شاہ صاحب کی ملاقات سے مشرف ہوئے۔

اور حضرت میر شمس الدین محمد عراقی اس چلہ میں نہ بیٹھے تھے ویسے تمام رات وظائف اذکار بجالاتے اور دن میں چلہ کشی کرنے والوں کے لیے اسباب مہیا کرتے۔ اور اس چلہ کے پورا ہونے کے بعد بہت سے اکابرین ہرات کمال ارادت سے مخلص ہوئے اور علمائے عصر میں سے ملا حسین واعظی اور ملا علی قوسجی اور ملا عبداللہ ہاتفی نے شاہ صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی۔

اور انہی دنوں میں شاہ ابوالمعالی جو کہ حضرت شاہ قاسم کا چھوٹا لڑکا تھا

Marfat.com

جس کو آپ بھائیوں میں سے اپنے ہمراہ لے آئے تھے اچانک بیمار ہوا اور چند روز بستر علالت پر رہ کر اس محنت سرائے دنیا سے کوچ کر گیا اس کی قبر میر حسین کے مزار کے پاس ہے جو کہ کتاب زاد المسافرین اور کنز الرموز اور کتاب نزہتہ الارواح اور سی نامہ حسینی یعنی سوالات گلشن راز کا مصنف تھا اور ہرات میں مدفون ہے اور یہ میر حسین حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی کے خلفاء میں سے تھے

اور آیات قرآنی کی وہ تمام تفاسیر جو حضرت شاہ قاسم انوار سے منقول ہیں وہ سب آنحضرت کے مرید مولانا حسین واعظ کاشفی نے تفسیر حسینی میں جمع کر دی ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ تفسیر حضرت شاہ سید محمد نوربخش قدس سرہ کے تمام مریدوں اور معتقدوں کے دلوں میں نہایت مقبول ہوئی اور اپنی تفسیر کا نام بھی اس نے حضرت شاہ قاسم کے مرید سلطان حسین مرزا کے نام پر رکھا اور سلطان حسین مرزا نے اپنے عہد اقتدار میں حضرت شاہ قاسم فیض بخش کے مشورہ سے صوفیہ کے مذہب کی ترویج و اشاعت کے لیے جہاں جہاں نوربخشی مرید و معتقد تھے ان دور دراز مقامات میں تفسیر حسینی کے نسخے رائج کیے اور آخر زمانہ کے معتقدیوں کے لیے اس کو مشعل راہ بنایا۔

اور تفسیر حسینی بلاغت، فصاحت، تواریخ، تصوف، احکام شریعت و طریقت کے مضامین سے بھری پڑی ہے اس کے علاوہ اس میں ائمہ طاہرین اور مشائخ واصلین کی روایات و تفاسیر اور کاملین کے اشارات بھی جمع کر دیئے ہیں۔

مثلاً حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ اور حضرات حسنین اور امام زین العابدین اور حضرت امام باقر و امام جعفر صادق اور امام علی موسیٰ رضا علیہم السلام کی تفاسیر و روایات

اور حضرت شاہ قاسم و شیخ رکن الدین علاؤ الدولہ سمنانی اور شیخ ابو علی رودباری اور شیخ ابو عثمان مغربی اور شیخ جنید بغدادی اور شیخ سری سقطی رضوان

Marfat.com

اللہ علیہم اجمعین اور ان کے علاوہ دوسرے عارفین کی روایات اور تفاسیر بھی اس میں مذکور ہیں۔

اور اس کے علاوہ اس میں صوفیا کی کتب اور تفاسیر کے حوالہ جات بھی جا بجا دیئے گئے ہیں مثلاً معالم التنزیل، مدارک، کشاف، بحر الحقائق اور جواہر التفسیر وغیرہ وغیرہ اور تصوف کی کتابوں میں سے ان کتابوں کے حوالے اس میں موجود ہیں۔ عوارف المعارف اور کتاب سلسلۃ الذہب اور کشف الاسرار اور فصل الخطاب خواجہ محمد پارسا اور ذخیرۃ الملوک ہمدانیہ وغیرہ وغیرہ۔

تفسیر حضرت شاہ قدس سرہ

تفسیر حسینی سے تبرکاً مشتے نمونہ از خروارے اس کتاب طبقات نوریہ میں آپ کے چند اقوال پیش کر کے اس کو مزین کیا جاتا ہے تاکہ ناظرین کے دل میں سرور اور آنکھوں میں نور پیدا ہو۔

سورۃ الانبیاء:۔ اس آیت کی تفسیر میں آپ فرماتے ہیں کہ "وہ اللہ وہ ہے جس نے رات اور دن کو پیدا کیا اور سورج اور چاند کو بھی یہ سب آسمان میں تیرتے پھرتے ہیں"۔

"آفتاب صاحب توحید کا نشان ہے جو کہ حضرت شہود میں تمکین کی نعمت سے آراستہ ہے نہ گھٹتا ہے نہ بڑھتا ہے۔ "اگر پردہ دور ہو جائے تو بھی میرا یقین اس سے زیادہ نہ ہو" اور چاند اہل تلوین کا نشان ہے کبھی کم ہو جاتا ہے کبھی زیادہ۔ کبھی نور وحدت کے ظہور سے نیستی کے دائرہ میں آجاتا ہے اور کبھی جامعیت کے رموز کی ٹھنڈک سے بدر کے مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے"

گویا کہ حضرت شاہ قاسم انوار قدس سرہ کے کلام حقائق انجام میں اس معنی کی طرف اشارہ ہے ؎

Marfat.com

"تیرے ہجر کے سوز کے ڈر سے میں بال سے بھی زیادہ باریک ہوجاتا ہوں
اور جب وصل کا دن یاد آتا ہے تو میں فوراً موٹا ہوجاتا ہوں۔"

سورۂ احزاب:۔ اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ

"ہم نے امانت کو آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں پر پیش کیا تو انہوں نے اس کو اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے اور اس کو انسان نے اٹھا لیا بے شک وہ ظالم اور جاہل تھا۔"

حضرت میر قاسم انوار قدس سرہ نے اپنے بعض رسائل میں امانت کو خلافت بباقی پر محمول کیا ہے اور کہا ہے کہ ظلوم اور جہول عادل اور عالم کی ضد ہے۔" لیکن جب کوئی چیز اپنی حد سے تجاوز کر جاتی ہے تو اس کی ضد الٹ ہوجاتی ہے" اور کس جگہ بھی اسی چیز کا جلوہ ہے اور ظلوم اور جہول مبالغہ کے صیغے ہیں جب یہ دونوں صفتیں حد سے تجاوز کر جائیں گی تو یقیناً یہ بھی اپنی ضد سے بدل جائیں گی۔

اور حضرت شاہ قاسم فیض بخش قدس سرہ نے اپنے رسالہ اتامیہ میں کہ جس کو تمام ائمانِ مساجد کے لیے تصنیف فرمایا ہے۔ نماز کے تشہد میں فرماتے ہیں کہ تشہد کے کامل ترین صیغے التحیات للہ الی آخرہ کے ہیں کیونکہ التحیات میں درود وسلام سرور کائنات پر اور خدا تعالےٰ کی توحید کی شہادت اور رسول خدا کی رسالت کی شہادت چاروں واجبات موجود ہیں اور تشہد کے دوسرے صیغوں میں نبی اور آل نبی پر سلام مذکور نہیں ہے اس لحاظ سے وہ تشہد ناکارہ ہے۔ چونکہ سرور کائنات پر درود وسلام کا وجوب سورۂ احزاب کی آیت میں صاف مذکور ہے۔

"اے ایمان والو! آنحضرت پر درود وسلام بھیجو۔ ... جو آدمی بھی اس تشہد کے الفاظ کے علاوہ کوئی اور الفاظ پڑھے گا تو اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام اچھی طرح سنت ادا نہ ہوگی۔ اس کو خوب سمجھ اور بھلائی حاصل کر۔

Marfat.com

اور قطب الافراد شاہ قاسم فیض بخش قدس سرہ کے ہمعصر حجاز پاک میں شیخ عارف باللہ علاؤ الدین علی قدس سرہ نزیل مکہ مکرمہ قابل ذکر ہیں کہ انہوں نے شریعت و طریقت میں ایک جامع کتاب مسمیٰ بہ "کنز العمال فی سنن الاقوال و الافعال" تالیف کی ہے اور اس ضخیم کتاب سے مکرر احادیث اور ثابت قند اسناد کو حذف کیا تو تیس ہزار احادیث کا مجموعہ تصنیف کیا اور اس کا نام منتخب کنز العمال رکھا۔

چنانچہ شیخ شعرانی جو کہ سلسلۃ الذہب کے شیوخ کی ایک شاخ ہیں اپنی کتاب طبقات الکبریٰ میں ان کا تذکرہ ان الفاظ سے کرتے ہیں کہ میں اور شیخ عارف باللہ علاؤ الدین علی مکہ مکرمہ میں ایک دوسرے سے ملے۔ ان کی صحبت میں فقراء صالحین کی ایک جماعت کی بھیڑ تھی انہوں نے ہر ایک فقیر کو متوجہ الی اللہ کرنے کے لیے الگ الگ شغل میں لگا رکھا تھا کہ بعض تو ان میں سے ذکر الٰہی میں مشغول تھے اور بعض مراقبہ میں اور بعض تلاوت میں اور ان میں سے کچھ لوگ کتابوں کے مطالعہ میں مصروف تھے۔ پس تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ فقہ احوط نوربخشیہ کی شرح افاضات فیض بخشیہ کی اکثر احادیث بلکہ فقہ احوط کے متن کی تمام حدیثیں منتخب کنز العمال سے لی گئی ہیں۔ پس حضرت شاہ قاسم قدس سرہ کے حالات اپنے زمانہ میں ظاہری اور باطنی طور پہ بہت بلند اور وسیع تھے۔

بیان کرتے ہیں کہ خراسان میں ایک مجذوب رہتا تھا۔ دنیاوی تعلقات اور اہل و عیال سے الگ ہو کر گوشۂ تنہائی میں بیٹھا تھا۔ اس کے جذبات کے انوار حضرت سید زین العابدین مجذوب کی ارادت سے وابستہ تھے۔ اور ہرات کے مضافات میں ایک پرانی مسجد میں رہتا تھا اور خراسان میں مشہور و معروف تھا۔ اگر اکابرین اور بادشاہوں میں سے کوئی اس کو دیکھنے کیلئے جاتا تو وہ ان کی ملاقات کے لیے ہرگز مسجد سے باہر نہ نکلتا۔

Marfat.com

ایک دن سلطان حسین مرزا کو اس سے ملاقات کا خیال پیدا ہوا اور اس کی اقامت گاہ کے قریب گیا۔ وہ مسجد سے باہر نہ نکلا اور جتنا بھی اس سے اصرار کیا اس نے جواب بھی نہ دیا۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ جو بھی اس کے پاس جاتا اس کی توہین کرتا اور مذاق اڑاتا۔

بادشاہ کو یہ معاملہ معلوم نہ تھا اس کے دل میں خیال آیا کہ اگر حضرت شاہ قاسم تشریف لے آئیں تو شاید مسجد سے باہر نکل آئے کہ ولی کو ولی پہچانتا ہے۔ اس نے اپنے ملازموں میں سے ایک آدمی کو آنحضرت کے بلانے کے لیے بھیج دیا۔ اور حضرت شاہ صاحب بادشاہ کے حکم کی تعمیل کے لیے فوراً ایک استر پر سوار ہو کر اس مجذوب کی طرف متوجہ ہوئے۔ جب شاہ صاحب اس مجذوب کے قریب پہنچے تو وہ درویش مسجد میں فریاد کرنے لگا آہیں بھرتا اور شوق کا اظہار کرتا اور لوگوں نے اس کے کلمات پر کان رکھا کہ وہ کیا کہتا ہے تو اچانک وہ شوق میں یہ اشعار پڑھتا تھا۔

(ترجمہ اشعار)

(۱) اے دل خوش خبری ہو کہ مسیحا نفس آتا ہے کہ اس کے اچھے انفاس سے کسی کی خوشبو آتی ہے۔

(۲) ہجر کے غم سے نالہ و فریاد نہ کر کہ کل میں نے فال نکالی تھی کہ ایک فریاد کو پہنچنے والا آتا ہے۔

(۳) وادی ایمن کی آتش سے میں ہی خوش نہیں ہوں بلکہ موسیٰ بھی اس جگہ انگارہ کی امیدیں آتے ہیں۔

(۴) کوئی ایسا نہیں ہے کہ اس کو میرے کوچے میں کوئی کام نہ ہو ہر آدمی یہاں ہوس لے کر آتا ہے۔

(۵) دوست کو اگر بیمار غم کا حال پوچھنے کا خیال ہے تو اسے کہو آجائے ابھی سانس چل رہی ہے۔

Marfat.com

(۶) ایک گھونٹ عنایت ہو کہ ارباب کرم کے میخانہ میں حریف بھی التماس کے لیے آتا ہے۔

(۷) دوستو! حافظ کے دل کے شکار کے لیے پھر خیال آیا ہے اور شہباز مکھی کا شکار کرنے کے لیے آتا ہے۔

اور ان تمام اشعار کو پڑھا۔ آخری شعر پر پہنچا اور حضرت شاہ اس وقت مسجد کے قریب پہنچ چکے تھے اسی وقت وہ مجذوب اٹھا اور سے

"دوستو! حافظ کے دل کے شکار کا پھر خیال آیا ہے"

پڑھتا ہوا مسجد کے دروازے سے باہر نکلا اور پورے شوق کے ساتھ دوڑتا ہوا آنحضرت کی سواری کے پاؤں میں گر پڑا اور استر کے پاؤں اٹھا کر چومتا تھا اور اپنا چہرہ اس کے پاؤں پر ملتا اور شوق کی زبان سے پڑھتا تھا سے

"شہباز ایک مکھی کے شکار کے لیے آتا ہے"۔

اس کے بعد وہ درویش آنحضرت کے سامنے بیٹھا اور حضرت شاہ صاحب نے اس کو پوری تسلی دی اور اس کے غمگین دل کو خوش کیا اور بادشاہ کی ہمراہی میں واپس آگئے اور وہ درویش مسجد میں گوشہ گیر ہو گیا۔

اور حضرت شاہ قاسم جب تک ہرات کے علاقہ میں مقیم رہے اکثر اوقات سلطان حسین مرزا کی بیماریوں کے علاج میں مصروف رہتے اور اس علاقہ کی جڑی بوٹیاں اور دوائیں جمع کر کے اس کے علاج کا شغل رکھتے اور آنحضرت کے علاج اور دعا کی برکت سے اتنی شفا اور صحت ہو جاتی کہ نماز جمعہ کی جماعت میں حاضر ہو جاتے اسی لیے سلطان حسین مرزا نے تمام طبیبوں کو چھوڑ کر آنحضرت کے ارشاد کے مطابق علاج معالجہ شروع کیا۔ اور وہ دوائیں اور بوٹیاں جو اس علاقہ میں نہ ملتیں وہ آدمیوں اور حکیموں کو بھیج کر دوسرے ممالک سے منگوا لیتا اور جس علاقہ میں کوئی دوائی یا کوئی خبر سنتا یا کسی طبیب کے متعلق سنتا تو ایلچیوں کے ہاتھ تحفہ تحائف بھیجتا اور ادویہ طلب کرتا۔

Marfat.com

چنانچہ ایک دفعہ حضرت شاہ قاسم نے فرمایا کہ وہ دوائیں اور جڑی بوٹیاں جو سب سے زیادہ مفید ہیں سوائے کشمیر اور تبت کے پہاڑوں کے اور کہیں نہیں ملتیں لیکن کشمیر کی مسافت یہاں سے بہت ہے۔ سلطان حسین مرزا حضرت شاہ قاسم کے اس ارشاد کے مطابق بہت مشتاق ہوا کہ کسی آدمی کو کشمیر بھیجا جائے تاکہ وہ دوائیں جو اس مرض میں زیادہ مفید ہوں اس علاقہ کے اطبا سے دریافت کر کے اس علاقہ کے بادشاہ سے طلب کرے ہو سکتا ہے کہ یہ بیماری دور ہو جائے حضرت شاہ نے فرمایا کہ ذرا صبر کرو کہ ہم غور کر لیں کہ اس کام کے لیے کون لائق ہوگا اس کو بھیج دیں گے۔

چند روز کے انتظار کے بعد بادشاہ کی یہ رائے ہوئی کہ حضرت شاہ قاسم سے یہ التماس کرے کہ ہم شیخ شمس الدین محمد عراقی کو کیوں نہ بھیجیں کہ نہایت تیزی کے ساتھ ادویہ اور عقاقیر لے کر کشمیر سے واپس آ جائے۔ پس سلطان نے یہ درخواست حضرت شاہ کی خدمت میں پیش کر دی۔

حضرت شاہ نے سلطان سے فرمایا کہ ہم شمس الدین محمد کو کشمیر بھیج دیں گے لیکن چاہئے کہ حضرت بادشاہ نواب درگاہ کو حکم دیں کہ اس علاقہ کے بادشاہ کے لائق تحفے اور سوغات مہیا کریں اور ملتی کو حکم دیں کہ وہ اس علاقہ کے بادشاہ کے رتبہ کے مناسب خطوط لکھے اور شیخ شمس الدین محمد کے لیے اتنا سامان فراہم کریں جو اس کی آمد و رفت کے لیے کافی ہو۔

جن دنوں حضرت شیخ میر شمس الدین محمد عراقی حضرت شاہ قاسم سے اجازت اور رخصت لے کر خراسان سے کشمیر کے علاقہ کی طرف متوجہ ہوئے ان دنوں کشمیر کے علاقہ کا بادشاہ سلطان حسن شاہ بن سلطان حیدر شاہ تھا اور سلطان مرزا کے خطوط سلطان حسن شاہ ہی کے نام لکھے گئے تھے اور ان کے لیے تحفہ کے طور پر ایک بنڈے کی پوستین بھیجی گئی تھی جس کے حاشیہ پر سنہری کام تھا اس پر ایک درخت کی تصویر تھی ایک ماہر زرگر نے اس درخت کے پتے بنوائے تھے

Marfat.com

کے سروں کی شکل پہ بنائے تھے اور اس پوستین پہ سونے کے بارہ بٹن لگے ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ اور اشیاء بھی تھیں۔

اور ایک صوفی کہ جس کو میر درویش کہتے تھے کو میر شمس الدین محمد عراقی کے ہمراہ کر دیا گیا تاکہ وہ سفر اور جائے اقامت میں حضرت میر کی خدمت بجالائے تقدیر الٰہی اور تقضائے ازلی کے مطابق کہ "بندہ تدبیر کرتا ہے اور تقدیر ہنستی ہے"۔

حضرت میر محمد شمس الدین عراقی کو کشمیر میں آٹھ سال کی مدت گذر گئی اور سلطان حسین مرزا نے اپنی پہلی فرصت میں امور سلطنت کی باگ ڈور شاہزادہ محمد مرزا کیچک کے ہاتھ میں دے دی۔ مرزا کیچک جب تک زندہ رہا حضرت شاہ قاسم کو زمانہ کے دشمنوں اور اس وقت کے حاسدوں سے کوئی تکلیف اور کوئی رنج نہ پہنچا اور کوئی ان سے دشمنی کا اظہار نہ کر سکا بلکہ حضرت شاہ کی عزت اور وقار ہمیشہ بلند ہوتا گیا۔

امیر سید جعفر نور بخشی کی زبانی منقول ہے جو کہ حضرت شاہ قاسم کے بھائی تھے کہ ایک دفعہ خراسان کے علماء کی ایک جماعت نے سلطان حسین مرزا سے اجازت طلب کی کہ اگر حضرت بادشاہ کے دل کی خوشی ہو تو ابن عربی کی کتاب فصوص الحکم کے چند ایک مباحث کی تحقیق ہم حضرت شاہ قاسم نور بخشی سے کرلیں سلطان حسین مرزا نے ان کے جواب میں فرمایا کہ ہم حضرت والا سے بطور سوال درخواست کریں گے اگر آنحضرت کے دل مبارک میں یہ بات آگئی تو ہم چند روز آپ کو اپنی مجلس میں طلب کریں گے اور آپ لوگ ہمارے سامنے ان سے سوالات کرو گے تاکہ کوئی آدمی آنحضرت کے سامنے زیادہ گفتگو نہ کر سکے

اور جب بادشاہ نے حضرت شاہ صاحب کو فصوص الحکم کے درس کے متعلق علماء کی درخواست کے متعلق مطلع کیا تو آنحضرت شاہ نے اسی وقت ان کی درخواست کو قبول کر لیا اور بادشاہ کی مجلس میں تشریف لے آئے اور علماء کے اکٹھا ہونے کے بعد جب کتاب فصوص الحکم کو حاضر کیا تو آنحضرت نے بلا توقف اور بغیر مطالعہ

Marfat.com

کے اس کا درس دینا شروع کر دیا۔ اور تقریر اور بیان کے ساتھ اس کا درس دیا اور اسی طرح چند روز مختلف مجالس میں اس کا درس ہوتا رہا۔

پھر چند روز کے بعد حضرت شاہ کو اطلاع ہوئی کہ یہ لوگ امتحان کے لیے اس کتاب کو سنتے ہیں، تو آپ ایک دن اپنے کتب خانہ سے ایک کتاب اپنے ہمراہ لے کر مجلس میں آ گئے اور فصوص کے درس کے بعد وہ کتاب اہل مجلس کو دکھائی اور فرمایا کہ تم لوگ علم تصوف میں فصوص کو انتہائی کتاب سمجھے ہو حالانکہ اس عاجز کے والد بزرگوار کی تربیت و پرورش میں جو لوگ تھے ابتدا ہی سے مبتدی لوگ کتاب فصوص پڑھا کرتے تھے اور آنحضرت کے سلسلے کے منتہی لوگوں کو اس کی طرف چنداں توجہ نہ ہوتی تھی۔ اور یہ نئی کتاب ہے جو ان بزرگوں کی نظر میں مقبول و پسندیدہ تھی اس کو دیکھو اور چند روز اس کا مطالعہ کرو تاکہ میں بھی دیکھوں کہ تمہارا مطالعہ اس کتاب میں کہاں تک پہنچتا ہے۔

سلطان حسین مرزا نے حضرت شاہ سے التماس کرتے ہوئے سوال کیا کہ یہ کتاب کس کی تصنیف ہے اور اس کا نام کیا ہے؟ حضرت شاہ نے فرمایا کہ یہ کتاب ابوالجناب شیخ نجم الدین کبریٰ کی تصنیف ہے اور اس کا اسم گرامی ہے "مرصاد العباد فی متجلی الذات"۔ اور حضرت شاہ نے فرمایا کہ اگر کسی نے اس کتاب کا ایک صفحہ اپنے مطالعہ سے حل کر لیا اور اس کا درس دے دیا تو میں عہد کرتا ہوں کہ میں اس کی شاگردی اختیار کر لوں گا۔

صحیح بات یہ ہے کہ یہ وہ کتاب ہے کہ ابن عربی کی فصوص الحکم اور فتوحات مکیہ اور تصنیفات شیخ شہاب الدین عمر سہروردی اور تصنیفات [illegible] شیخ مقتول کی تالیفات اور ابوالحفص عمر بن فارض کے قصائد اور [illegible] کی تمام کتابیں اسی کتاب کے مقدمات و مبادیات میں سے ہیں۔

پھر وہ جماعت علماء اس کتاب کو اپنے ہمراہ لے گئے اور چند روز تک مولانا عبدالرحمٰن جامی کی مجلس میں اس کتاب کا مطالعہ کیا اور ایک ایک بیت کو بار

بار دیکھا اور اس کتاب کی ایک بحث بھی حل نہ کر سکے اور ایک نکتہ بھی ان کی سمجھ میں نہ آ سکا۔ آخر اپنے عجز و قصور کا اعتراف کرتے ہوئے وہ کتاب سلطان حسین مرزا کو واپس کی۔

پھر سلطان حسین مرزا نے حضرت شاہ سے پوچھا کہ آیا حضرت شاہ سید محمد بخش قدس سرہ اس کتاب فصوص الحکم کا سبق اپنے مریدوں میں سے کسی کو دیا کرتے تھے؟

تو حضرت شاہ قاسم نے فرمایا کہ ہاں مبتدی سالکین کو اس کتاب کا سبق دیا کرتے تھے اور ہم تمام بیٹوں نے اپنے والد بزرگوار سے اس کا سماع کیا ہے۔ یہاں تک کہ چار پانچ سالہ بچوں نے بھی والد بزرگوار کی زبان مبارک سے اس کتاب کو سنا ہے اور ہم اس وقت اس کتاب کے معانی کو کما حقہ سمجھ سکتے تھے۔

ایک دن کا واقعہ ہے کہ والد بزرگوار شیخ محی الدین ابن عربی کی اسی کتاب فصوص الحکم کا سبق حضرت شیخ محمد الوند معروف بہ پیر ہمدان کو دے رہے تھے اور آپ کا عزیز فرزند میر سعد الحق اکبر جو مجھ سے عمر میں دو سال چھوٹا تھا پیر ہمدان کی تعلیم اور سبق کے وقت حاضر تھا۔ فصوص الحکم کی ایک بحث کے معانی اور مطالب و حقائق و اسرار پیر ہمدان کی سمجھ میں نہیں آ رہے تھے اور جو کچھ والد بزرگوار تقریر اور بیان فرما رہے تھے وہ پیر ہمدان کے ذہن میں فوری طور پر نہ آتے تھے

میر سعد الحق ان دنوں صرف چار پانچ سال کے تھے انھوں نے پیر ہمدان کی طرف تبسم کرتے ہوئے دیکھا اور مذاق کرتے ہوئے کہا کہ میرے بابا اس قدر وضاحت کر رہے ہیں اور تو اس کو نہیں سمجھتا۔

پیر ہمدان نے میر سعد الحق اکبر کو غیرت سے دیکھا اور کہا کہ تو اس تقریر سے کیا سمجھتا ہے؟

Marfat.com

اس چار پانچ سالہ بچے نے اس عبارت کے معانی جیسا کہ حضرت شاہ سید نے بیان کیے تھے بالکل اسی طرح بیان کر دیئے۔ تو حضرت شاہ سید نے پیر ہمدان پر عتاب کیا اور کہا کہ پنج سالہ بچے تک تو اس کو سمجھتے ہیں لیکن تو نہیں سمجھتا یہ کیسی کند ذہنی اور غباوت ہے تو پیر ہمدان نہایت شرمندہ ہوا اور چند روز کے بعد میر سعد الحق اکبر نے اپنی روح کی نقدی قابض الارواح کے سپرد کر دی اور حی لایموت کی بارگاہ میں مراجعت فرمائی۔

جب حضرت شاہ سید محمد نور بخش قدس سرہ نے اپنے فرزندوں اور بچوں کے حالات کی بلندی اور مکاشفات کو ملاحظہ فرمایا تو اپنے دوستوں کو بشارت دیتے ہوئے فرمایا کہ ؎

(۱) ابن عربی جو کاملوں کا سردار ہے وہ حقائق کی فہرست ہے اور اجمال ہے۔
(۲) اور حقائق و معانی کی تفصیل اگر یقین کرو تو ہم ہیں۔

جب مرزا کیچک سلطان حسین مرزا کا بیٹا اور حضرت شاہ قاسم کا مخلص مرید داعی حق کو لبیک کا جواب کہتے ہوئے اس فانی دنیا سے ملک جاودانی کی طرف چلا گیا۔ اور حکومت کے اختیارات اور مملکت کی باگ ڈور امیر شیر علی کے ہاتھ میں آئی تو حاسدوں کو موقع ہاتھ آیا اور حضرت شاہ قاسم کی ایذا رسانی اور آپ پر الزام تراشی میں مشغول ہوئے۔

آپ پر افترا کیا گیا کہ اس شاہ قاسم نور بخش نے سلطان حسین مرزا کی علاج معالجہ نیم حکیمی اور جہالت کے باوجود کیا اور زہریلی دوائیں دیتے رہے اور اس طرح سلطان کا مرض دن بدن بڑھتا گیا۔

بعض حاسدوں نے آنحضرت پر ایک جھوٹی بات کا الزام لگایا کہ انہوں نے تفسیر کشاف کو قرآن مجید کی شرح کہا ہے حالانکہ تفاسیر پر قرآن مجید کی شرح کا اطلاق کرنا شرع نبوی میں ناجائز ہے۔ کئی روز تک یہی گفتگو علیحدہ رہی۔

اور بعض لوگوں نے سمرقندی کی نجاست و شرارت سے آپ پر تہمت لگائی

Marfat.com

کہ شاہ قاسم نے طالب علموں کی ایک جماعت کے سامنے کہا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَن پڑھ تھے اور میرے باپ محمد نور بخش تمام علوم عقلی و نقلی کے عالم تھے اور وہ اس طرح اپنے باپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ترجیح دیتا ہے۔

اور ایک متعصب جماعت نے اس بات پر دشمنی کی بنیاد یں مستحکم کیں یہاں تک کہ اس بہتان کی خبر حضرت شاہ قاسم کے مبارک کانوں تک پہنچی جب ان کو یقینی طور پر معلوم ہو گیا کہ مخالف لوگ ہماری ایذا رسانی میں انتہائی کوشش کر رہے ہیں تو مجبور ہو کر انہوں نے تمام حالات لکھ کر سلطان حسین مرزا کو پہنچا دیئے اور انہوں نے حالات پر اطلاع پاتے ہی فوراً امیر علی شیر کو اپنے پاس بلایا اور بہت سفارش کی کہ شاہ قاسم نور بخش کو ماوراء النہر کے شیاطین تکلیف پہنچانا چاہتے ہیں خبردار ہزار مرتبہ خبردار رہنا ان شیطانوں کو اس کی مجال نہ ہو اور ان کی باگ ڈھیلی نہ چھوڑنا۔

پس امیر علی شیر وزیر سلطان حسین مرزا نے ان بدبختوں کو ڈرایا دھمکایا لیکن وہ زمانہ بھر کے حاسد اپنی خبیث عادت سے باز نہ آئے بلکہ افتراء پردازی میں اور زیادہ ہو گئے اور ان پر ایک اور الزام لگا دیا کہ

"شاہ قاسم نور بخشی اپنے آپ کو امام محمد مہدی آخر الزمان کا خلیفہ ہونے کا دعوی کرتا ہے اور اپنے باپ کو امام محمد مہدی موعود کہتا ہے حالانکہ حضرت خاتم المجتہدین سید محمد نور بخش قدس سرہ کی زندگی میں ان کے بعض مریدوں نے فرط محبت سے حضرت سید محمد نور بخش قدس سرہ کی بعض غزلیات اور مقولات کی بنا پر دعوائے مہدی موعود سے آپ کو متہم کیا تو حضرت شاہ قاسم نے ان کی مخالفت کی اور ان کو سخت توبیخ کی۔

چنانچہ ایک ... مریدوں میں سے ایک آدمی نے حضرت شاہ سید کو انہی مقولات کا تذکرہ کرتے ہوئے "یا حضرت امام آخر الزمان" کہہ دیا۔ تو حضرت

Marfat.com

شاہ قاسم نے اس کو ڈانٹ ڈپٹ کی اور کہنے لگے کہ تم لوگ میرے والد بزرگوار کو بدنام کر رہے ہو ایسی ناروا باتیں نہ کہا کرو۔

پس ایسے ہی حاسدوں اور دشمنوں نے ناجائز باتوں اور نامقبول حکایتوں سے شاہ قاسم کو الزام دیا۔ ایک روز ہرات سے اکابرین جامع مسجد میں اکٹھے ہوئے اور ایک مجلس قائم کی اس دن شہر اور بازار کے قریباً دس ہزار آدمیوں کا جامع مسجد کے دروازہ پر ہجوم تھا۔ ایک طالب علم نے شاہ قاسم پر دعوی کیا اور ثبوت بھی فراہم کر دیئے۔ لیکن آپ اپنی انتہائی حق پرستی کی بنا پر اس مجلس سے صحیح و سلامت چلے آئے اور کوئی جسمانی تکلیف آپ کو نہ پہنچی۔

اسی طرح کی الزام تراشیاں علماء سوء اور خشک مزاج دنیا پرست ملاؤں کی طرف سے علماء حق پرست پر ہر زمانہ میں جاری وساری رہی ہیں اور رہیں گی چنانچہ شیخ فریدالدین عطار نے تذکرۃ الاولیاء میں اور بہت سے مشائخ کبار نے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ

جن دنوں جنید بغدادی اور ابوالحسن نوری و شیخ شبلی سلوک اور ریاضت کی راہ میں تھے اور عالم صورت جاہل سیرت علماء سے کلی طور پر پرہیز کرتے تھے تو ان لوگوں نے ان تینوں پر کفر اور نفاق کا الزام لگایا اور حاکم وقت سے عرض کیا کہ اس جماعت کا مذہب زندقہ اور الحاد ہے اور ان کے اقوال و افعال سے بہت سا کفر اور نفاق پیدا ہوتا ہے۔

حاکم وقت نے ان تینوں کے قتل کرنے کا حکم دے دیا اور ان کو گرفتار کر کے قاضی کے پاس لے گئے تاکہ ان پر حجت قائم کر کے علماء کے فتوے سے قتل کر دیں۔ چنانچہ ان کو قاضی کے محکمہ میں پیش کر کے علماء نے ان پر دعوی کر دیا کہ یہ جماعت اسلام کے قواعد سے دور ہے اور شرائط ایمان سے بیگانہ ہے۔

قاضی نے کہا کہ ہم ان سے چند ایک مسائل پوچھتے ہیں۔ ان میں سے جنید تو عالم ہے وہ اچھی طرح جواب دے سکے گا پہلے ہم نوری اور شبلی سے پوچھتے

Marfat.com

ہیں کہ وہ چنداں علم نہیں رکھتے اور وہ جواب نہ دے سکیں گے۔ اور اسی چیز سے دلیل پکڑ کر میں ان کے قتل کا فتویٰ دیدوں گا۔

جب قاضی نے نوری سے پوچھا کہ نقود میں زکوٰۃ کتنی واجب ہے تو اس نے جواب میں کہا۔

تمہارے مذہب میں یا ہمارے مذہب میں؟

تو قاضی نے کہا ہمارے مذہب میں کیا واجب ہے اور تمہارے مذہب میں کیا واجب ہے؟

تو ابوالحسن نوری نے فرمایا کہ تمہارے مذہب میں تو چالیس سے ایک اور دو سو سے پانچ اور ہمارے مذہب میں اگر تمام دنیا ایک درویش کی ملکیت میں ہو اور وہ اس تمام دولت کو اللہ تعالیٰ کی ایک لحظہ کی محبت اور معرفت کی نعمت پر قربان کر دے تو پھر بھی وہ اس سے عہدہ برآ نہیں ہو گا۔

چونکہ قاضی اہل دیانت سے تھا اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور کہا کون کافر ہو گا جو ایسی بے گناہ جماعت کو قتل کرے اور خلیفۂ وقت کو لکھ بھیجا کہ اگر یہ لوگ کافر و زندیق ہیں تو میں فیصلہ کرتا ہوں کہ پھر روئے زمین پر کوئی آدمی بھی مومن اور مسلمان نہیں ہے۔

قصہ مختصر یہ کہ حضرت شاہ قاسم قدس سرہ نے جب دشمنوں کے ارادہ میں یہ شدت ملاحظہ کی تو خراسان کی رہائش سے بہت پریشان اور متنفر ہو گئے اور خدیجہ بیگم کو وسیلہ بنایا اور بادشاہ سے اجازت حاصل کی۔ سلطان حسین مرزا نے خدیجہ بیگم سے مشورہ کر کے اپنے امراء میں سے مرزا کیچک کے بیٹے کو دو سو سوار دیکر آپ کے ہمراہ روانہ کیا اور حکم دیا کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے مزار مقدس تک ان کے ہمراہ جائیں۔

اور حضرت شاہ نے خراسان کے تمام دوستوں کو وداع کیا اور خراسان کے سید امام علی رضا کے مزار اقدس کی طرف روانہ ہوئے۔ چند لوگ جو آپ کے نہایت ہی

Marfat.com

مخلص تھے مثلاً مولانا علی ہاتفی اور مولانا حسین واعظی وغیرہم مشہد مقدس تک ہمراہ آئے اور اس جگہ آکر اپنے دوستوں کی جماعت کو جو وداع کرنے کے لیے آئے تھے واپس روانہ فرمایا۔ اور خود عراق کی طرف توجہ فرمائی۔

حضرت شاہ قاسم جب سمنان کی سرحد پر پہنچے تو آپ کے واپس آنے کی خبر رستم کے علاقہ میں پہنچ گئی تو رستم اور سولغان کے دوست اور اپنے فرزند محترم اور خویش واقارب آپ کو مبارکباد دینے اور استقبال کرنے کے لیے آگے بڑھے اور آنحضرت نے مقام درشت پر اپنے ذاتی مکان میں قیام فرمایا اور عراق عجم کے تمام آدمی حضرت شاہ قاسم قدس سرہ کے صحیح سلامت واپس آنے پر بہت خوش ہوئے۔ اور حضرت شاہ ولایت رستم میں کہ یہاں آپ کی موروثی جائداد اور جاگیر اور زمین تھی مقیم ہو گئے اور اس علاقہ میں رہنے والوں کو معرفت کے نور سے فیض رسانی کرنے لگے۔

اور اپنے کم علم مریدوں کے لیے جو کتاب سلسلۃ الذہب کے سمجھنے کی پوری قابلیت نہ رکھتے تھے عقائد کی درستی کے لئے چودہ کلمات قدسیہ ایجاد فرمائے جو کہ کتاب سلسلۃ الذہب کا حقیقت میں خلاصہ ہیں صبح اور عصر کے اوراد کے بعد ان کا وظائف کے ساتھ الحاق کر دیا تا کہ ناخواندہ عوام بھی ان سے مستفید ہو سکیں اور ان کے عقائد حوادثات زمانہ اور عقائد فاسدہ سے محفوظ رہیں اور وہ چودہ کلمات قدسیہ یہ ہیں۔

(۱) خدا کا بندہ
(۲) آدم کی اولاد
(۳) ابراہیمؑ کی ملت
(۴) محمدؐ کی امت
(۵) دین اسلام
(۶) کتاب قرآن
(۷) قبلہ خانہ کعبہ
(۸) سنت کی پیروی
(۹) علی کا دوستدار
(۱۰) سلسلہ ذہب
(۱۱) مذہب صوفیا
(۱۲) مشرب ہمدانیہ

Marfat.com

(۱۳) روشن نور بخشیہ (۱۴) مرید مرشد

اور حضرت شاہ قاسم فیض بخش قدس سرہ اپنے دولتِ ابدی کے وصال تک پوری فارغ البالی سے اپنے مبارک اوقات کو عبادات الٰہی اور مسند رشد و ہدایت کی رونق افروزی میں مشغول رہے۔ یہاں تک کہ ۹۱۹ سنہ ہجری میں آپ نے اپنے ہوش کے کانوں سے یہ آواز سنی کہ

"اے نفس مطمئنہ راضی ہو کر اپنے رب کی طرف رجوع کر خدا تجھے خوش کرے گا"

اور پھر آپ قدس کے باغوں کی طرف تشریف لے گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ہ

شیخ ابو اسحاق محمد بخمی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں سے "اربعۃ اربعین" کے مولف ہیں حضرت قاسم فیض بخش کی شان میں افادات فیض بخشیہ کے آخر میں جو کہ فقہ احوط نور بخشیہ کی شرح ہے اس طرح منظوم تقریظ لکھی ہے۔

(۱) نور بخش کی مبہمات کی تشریح کرنے والا وہی ہے فیض بخش فیض بخش اور نور بخش۔

(۲) بدبختی اور اختلاف کے درد کی تسکین دینے والا نور بخش ہے نور بخش ہے نور بخش ہے۔

(۳) اس پسندیدہ خصائل خدا کے دوست کو خیر بخشنے والا۔ فیض بخشنے والا اور نور بخشنے والا سمجھ۔

Marfat.com

شجرہ اولاد امام العارفین سید محمد نوربخش قدس سرہ

- شاہ سید محمد نوربخش رحمۃ اللہ علیہ
  - شاہ قاسم فیض بخش — ۹۱۹ م
    - شاہ شمس الدین
      - شاہ قوام الدین — ۹۴۴ م
        - شاہ قاسم ثانی
          - امیر سید محمد نوربخشی
          - امیر سعد الحق
        - شاہ مشہور الدین
        - شاہ بہاؤ الدولہ حروف
          - سید محمد حسین نوربخشی — ۹۸۵ م
      - شاہ صفی الدین محمد — ۹۶۷ م
    - شاہ بہاؤ الدین
  - امیر سید جعفر نوربخش
  - امیر سعد الحق اکبر ×

Marfat.com

شاہ شمس الدین و شاہ بہاؤالدین فرزندان شاہ قاسم فیض بخش قدس سرہ کے حالات

جب ۹۰۷ھ ہجری میں شاہ اسمٰعیل صفوی سلطنت ایران کے تخت پر بیٹھا تو عراق اور خراسان کے علاقے بھی اس نے اپنی تحویل میں لے لیے اور رے کا علاقہ سابقہ دستور کے مطابق حضرت شاہ قاسم اور ان کی اولاد کی جاگیر رہنے دیا۔ ہاں یہ ضرور ہوا کہ چغلخوروں اور حاسدوں کی چغلیوں کی وجہ سے حضرت شاہ بہاؤالدین کو شاہ اسمٰعیل کے دربار سے قتل کر دینے کا حکم ہوا۔

مشہور ہے کہ جس دن شاہ اسمٰعیل صفوی نے ان کے قتل کا حکم دیا اور حضرت شاہ قاسم کو اس کی اطلاع ہوئی تو حضرت شاہ قاسم نے عیش و خوشی کی بساط لپیٹ دی کہ میرا مظلوم بیٹا میرے دادا امام حسین مظلوم علیہ السلام کے ساتھ ملاقات کر رہا ہے اور دولتِ جاودانی حاصل کر رہا ہے اور اس بشارت میں داخل ہو رہا ہے کہ

"ان لوگوں کو مردہ مت سمجھو جو اللہ کی راہ میں قتل کیے جائیں وہ زندہ ہیں اور ان کو ان کے رب کے پاس رزق دیا جاتا ہے۔"

(۱) ہمت والے لوگوں کا حوصلہ دیکھو اور پھر کمینہ صفت لوگوں کی بے قراری کا شیوہ بھی ملاحظہ کرو۔

(۲) یہ واصلانِ حق ہیں ان کا دل ہمیشہ ان سے لگا رہتا ہے اور ظاہر پرست مدعی لوگوں کا شیوہ بھی دیکھو

ہاں شاہ شمس الدین حضرت شاہ قاسم کے بڑے بیٹے کو ایران کے بادشاہ

Marfat.com

شاہ اسمٰعیل صفوی کے دربار میں عزت اور وقار حاصل تھا۔ لیکن شاہ شمس الدین کا سیاہ پگڑی باندھنا قابل اعتراض سمجھا گیا اور اس سے ان کو منع کر دیا گیا۔ اس لیے کہ اس لباس سے ان کے ظاہری خلافت کے دعوی کی بو آتی تھی اور لوگوں کو شاہی فرد ہونے کا شک گزرتا تھا۔

سلطان نے لباس عباسی کو پہن لیا کہ شاید اس کو خلافت کا راز معلوم ہو جائے

عباسی لباس سے مراد سیاہ لباس ہے حالانکہ نوربخشی طریقہ میں یہ لباس سنت ہے کہ جمعہ کے روز سیاہ دستار اور چادر پہن کر خطبہ پڑھے یا ایک ان میں سے سیاہ ہو۔

حضرت شاہ قاسم قدس سرہ نے اپنے بیٹے شاہ شمس الدین کو آداب طریقہ کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے حضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ کے سپرد کر رکھا تھا۔ اور حضرت میر عراقی اپنے مرشد شاہ قاسم کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے شاہ شمس الدین کو آداب راہ سلوک طریقت کی تلقین کرتے اور اعمال صالحہ میں مشغول رکھنے پر خاص توجہ دیتے۔ اور حضرت میر شمس الدین محمد عراقی کے نصائح کی برکت سے کچھ مدت کے بعد شاہ شمس الدین کاملین کے درجہ پر پہنچ گئے۔ پھر حضرت شاہ قاسم قدس سرہ نے ان کو سند ارشاد عنایت کر دی۔

شاہ شمس الدین کی خواہش تھی کہ جتنے بھی مرید والد بزرگوار کی خدمت میں موجود ہیں وہ سب میرے ہاتھ پر بیعت کریں۔ یاد رہے کہ حضرت میر عراقی شاہ شمس الدین کے استاد اور مربی تھے سب سے پہلے انہوں نے ہی شاہ شمس الدین کے ہاتھ پر بیعت کی تاکہ ان کا دل خوش ہو جائے اور پھر اس کے بعد دوسرے مریدوں نے بیعت کی

جب حضرت شاہ قاسم کو حضرت میر شمس الدین عراقی کے شاہ شمس الدین کے ہاتھ بیعت کرنے کی خبر پہنچی تو شاہ قاسم نے حضرت میر عراقی سے فرمایا کہ میں نے اس کو سند ارشاد دوسرے لوگوں کے لیے دی تھی جنہوں نے ابھی

Marfat.com

بیعت اور توبہ نہیں کی تاکہ وہ لوگ ان کے ہاتھ پر بیعت اور توبہ کریں آپ کو اس کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

تو میر شمس الدین عراقی نے جواب دیا کہ یا حضرت شاہ اگر میں ان کے ہاتھ پر بیعت نہ کرتا تو کوئی بھی ان کے ہاتھ پر بیعت نہ کرتا میں نے اس لیے ان کے ہاتھ پر بیعت کی ہے تاکہ لوگ بھی ان کے مطیع و فرمانبردار ہو جائیں۔

حاصل کلام یہ کہ حضرت شاہ قاسم فیض بخش نے خود اپنی زندگی میں اپنے فرزند شاہ شمس الدین کو اپنا قائم مقام بنایا اور ان کو خلیفہ متعین کیا۔

Marfat.com

حضرت شاہ قوام الدین محمد خلیفہ حضرت شاہ شمس الدین نوربخش قدس سرہ کے حالات

حضرت شاہ قوام الدین محمد اپنے والد بزرگوار کی وفات کے بعد مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے ان کے مریدوں کی تعداد حد سے زیادہ بڑھ گئی اور ترقی کرتے کرتے ظاہری خلافت حاصل کر کے حکومت قائم کر لی اور ایک مضبوط قلعہ تعمیر کیا۔ چونکہ علمائے انہا پسند نے نوربخشیوں کے طبقہ کی نسبت مذمت اور توہین آمیز کلمات کہے اور شاہ طہماسپ بن شاہ اسمٰعیل صفوی والیٔ ایران کی خدمت میں جا کر عرض کیے اور شاہ طہماسپ سنہ ۹۳۰ھ سے سنہ ۹۸۴ھ ہجری تک حکمران رہا تو اس نے وہ تمام مراعات جو حضرت شاہ قوام الدین کو دے رکھی تھیں سب چھین لیں اور نوربخشی طبقے پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ حضرت شاہ قوام الدین کو گرفتار کر لیا اور قزوین کے الخنق نامی قلعہ میں بند کر دیا کچھ مدت قید رہے اور سنہ ۹۴۲ھ ہجری میں اسی قلعہ میں ان کو شہید کر دیا گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

نوربخشی فرقہ کا عروج ایران، خراسان اور عراق سے ختم کر دیا گیا اور تشدد و مصائب ان پر وارد کیے گئے اور نوربخشی طریقہ اور ہمدانی روش چھوڑنے پر لوگوں کو مجبور کیا گیا۔ چنانچہ خواجہ ہدایت مشرف نے شاہ قوام الدین نوربخشی کی گرفتاری کی تاریخ ان دردناک اشعار میں بیان کی ہے:-

(۱) وہ طرشت کا میر درشت صفت فرے کہتا تھا کہ میں اس خاک سے بیزار ہوں۔

(۲) طرشت کی کھیتیاں میری وجہ سے بارونق تھیں میں نے ان کو چھوڑا اور دنیا سے چلا گیا۔

(۳) اسکی آبادی میری بربادی کا باعث ہوئی میری گرفتاری کی تاریخ بن گئی میں نوربخشی ہوں

Marfat.com

احوال شاہ صفی الدین محمد برادر شاہ قوام الدین محمد نوربخشی رحمۃ اللہ علیہم

شاہ صفی الدین محمد حضرت شاہ قاسم نوربخش کے بھتیجے تھے خوش طبع اور فانی مشرب تھے ہمیشہ درویشوں کے لباس میں رہتے طالب علمی سے بہرہ وافر رکھتے تھے۔ زیارت حج بیت اللہ اور زیارت ائمہ دین صلوات اللہ علیہم اجمعین سے مشرف ہوئے مصر کی راہ سے وطن واپس ہوئے اور یہ رباعی اور چند مطلعے ان کی یادگار ہیں ؎

(۱) اے صفی کسی کا دل نہ دُکھا۔ جہاں تک ہو سکے اے صفی کسی کا دل خوش رکھ

(۲) تعلق یہی ہے اے صفی اسے ننگ رکھ اے صفی خبردار رہنا ہزار مرتبہ خبردار

شاہ صفی اپنے بھائی کے ساتھ طرشت میں رہتے تھے جو کہ رَے کے علاقہ میں ایک قصبہ تھا اور ان کی رہائش گاہ تھا جب شاہ قوام الدین گرفتار ہو کر قید کی حالت ہی میں وفات پا گئے تو انہوں نے اپنے بھائی کے غم میں مرثیہ کہا ان اشعار میں سے یہ دو مطلعے یاد تھے لکھ دیئے ہیں ؎

(۱) میرے پہلو میں دل لالہ کی طرح سیاہ ہو چکا ہے اور ایسا میرے بھائی اور دوست کے فراق کی وجہ سے ہوا ہے۔

(۲) جبکہ میرا سر خاک پا سے دور ہو گیا ہے تو میں اس سر کو کہاں لے جاؤں میرے سر پر خاک

ایک اور مطلع یہ ہے۔

(۱) میں تیرے حریم وصل سے دور ہوں اور شرمندہ ہوں اس لیے شرمندہ ہوں کہ تیرے بغیر کیوں زندہ ہوں۔

(۲) مجھے بغیر درد کے ہجر کی محنت سے قتل نہ کر کہ درد والوں سے فقط میں ہی باقی ہوں

شاہ صفی الدین نے ۹۶۷ھ میں طرشت میں انتقال کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

Marfat.com

شاہ مشہور الدین فکری نوربخشی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات

شاہ مشہور الدّین فکری شاہ قوام الدّین کی اولاد سے ہیں پہلے اسیری تخلص کرتے تھے بعد میں فکری تخلص رکھ لیا۔ شعر اور علم شاعری میں پوری مہارت رکھتے تھے۔ شاہ طاہر کے زمانہ میں جو کہ ۹۵۶ھ ہجری میں فوت ہوئے دکن کے علاقہ میں آئے۔ نے شاہ طاہر سے پڑھا اور تربیت حاصل کی اور بہت سی مراعات حاصل کیں اور شعر و شاعری میں مشہور ہوئے۔ عشق حقیقی میں مندرجہ ذیل شعر انہی کے ہیں ؎

(۱) تیرا چہرہ مے سے پھول کی طرح کھل اٹھا باغ و بستان اور سبزہ زار کو چھوڑ دے اپنے گھر سے آئینہ لا اور باغ کا تماشہ کر۔

(۲) میں نہیں کہتا کہ میرے دل کو خون نہ کر میری جان کو غم سے نہ گھس میرا دل اور جان تجھ پر فدا جو تیرا دل چاہے وہ کر۔

(۳) اس نرگس سے جو پھول پر مستی سے لپٹ گیا دیکھ اور جو بھی ہشیار ہے اس کو مست اور بسمل کر دے۔

Marfat.com

شاہ بہاؤ الدولہ معروف سیّد محمد حسین نوربخشی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات

سیّد محمد حسین نوربخشی شاہ قوام الدین محمد کے بیٹے ہیں علاوہ علوم باطنی کے علم طب وحکمت میں بڑی دستگاہ رکھتے تھے۔ ایران میں طبی علوم میں ان سے بڑھ کر کوئی نہ تھا یورپ میں ہو تو ہو۔ شاہ بہاؤ الدولہ نے پہلے رَے میں طب پڑھی پھر ہرات میں ہندی استادوں سے طب پڑھی پھر ایک مدت تک ہرات میں قیام کیا۔ اور آخر میں رَے کو واپس چلے گئے اور اسی جگہ سنہ ۹۸۵ ہجری میں انتقال کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی یادگار صرف ایک کتاب خلاصۃ التجارب ہے جو حقیقت میں ان کے مجربات ہیں۔

Marfat.com

امیر سید محمد نور بخش ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات

امیر سید محمد نور بخشی شاہ قاسم ثانی کے فرزند ہیں اور شاہ قوام الدین کے پوتے ہیں اس سلسلہ کے خوش طبع لوگوں میں سے تھے۔ شاعری کا بہت چسکا تھا۔ عشق الٰہی میں آپ نے ایک دیوان [illegible] مطلع [illegible]

(۱) ستارا رات کی پاسبانی میں وہ کچھ نہیں رکھتا جو میں رکھتا ہوں۔ کہ گننے کو تو سحری تک بیٹھا ہے اور میں دن ہونے تک بیدار ہوں

اور یہ مطلع بھی انہی کا ہے

(۲) اے ناصح یہ تو کہہ کہ عشاق نے جانیں قربان کر دی ہیں۔ کتنے ہی ہزار بیچے گئے ہیں ہم بھی ان میں سے ایک سہی۔

Marfat.com

امیر سعد الحق سیّد نور بخشی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات

امیر سیّد سعد الحق نور بخشی سادات میں سے ہیں۔ یزد میں سکونت رکھتے تھے اور شعر میں نسیمی تخلص کرتے تھے۔ عشق حقیقی میں یہ دو مطلع انہی کے ہیں ؎

(۱) میں تیرے شوق کے کپڑوں سے اپنا لباس بناؤں گا تاکہ جان بدن میں ہے اور کفن اس لباس کا ہو جس کو ٹکڑے ٹکڑے نہ کیا جا سکے۔

اور یہ مطلع بھی انہی کا ہے ؎

(۲) جانے کے وقت ہاتھ جیب دامن کے کنارہ پر مارتا ہے دامن وہ ہونا چاہیے جو میری آتش پر مارا جا سکے۔

Marfat.com

شیخ شمس الدین محمد بن علی لاہجی کے حالات یہ سید محمد نوربخش رحمۃ اللہ علیہ کے طبقۂ اولیٰ کے خلفا میں سے تھے

شیخ شمس الدین محمد لاہجی قدس سرہ اصفہان سے یکم رجب ۸۴۷ھ ہجری کو گیلان گئے۔ ان دنوں حضرت شاہ سید محمد نوربخش قدس سرہ گیلان میں تھے۔ آپ ان کے مریدوں کے حلقہ میں داخل ہو گئے۔ سولہ سال تک ان کی خدمت میں مصروف رہے اور اپنے مرشد سید محمد نوربخش قدس سرہ کی رحلت کے بعد شیراز میں آ گئے اور ایک خانقاہ تعمیر کی اور اس کا نام خانقاہ نوریہ رکھا اور اس خانقاہ میں مریدوں کی چلہ کشی کے لیے کمرے تیار کیے اور اپنی بقیہ زندگی چلہ کشی اور ذکر و مراقبہ اوقات کے مشاغل میں گزار دی۔ اور وقت کے بادشاہوں نے اس خانقاہ پر بڑی نفیس زمین وقف کی اور شیخ لاہجی اور ان کی اولاد کو اوقاف کی زمینوں پر متولی قرار دیا اور بالآخر شیخ محمد لاہجی نوربخشی کو خانقاہ کے احاطہ ہی میں دفن کر دیا گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

شیخ محمد لاہجی کی یادگار دو کتابیں ہیں۔ مفاتیح الاعجاز شرح گلشن راز اور کتاب اسرار الشہود۔

Marfat.com

مولانا حسین کوکئی کے حالات جو کہ حضرت شاہ سیّد محمّد نوربخش قدّس سرہ کے اوّلین خلفاء سے تھے۔

حضرت مولانا حسین کوکئی قدس سرہ حضرت شاہ سید محمد نوربخش قدس سرہ کے اولین خلفاء میں سے تھے ظاہری علوم کے معقولات و منقولات میں عالم تبحر اور مشہور فاضل تھے۔ فنون عربی میں یگانہ روزگار اور مکاشفات و مشاہدات کے اطوار میں کامل اور مکمل اور تحقیق حقائق میں بیکراں سمندر تھے۔

حضرت شاہ سید قدس سرہ بارہا اپنی زبان مبارک سے فرماتے کہ میرے بعد ملا حسین کوکئی اطوار ولایت کا جامع ہے اور امام العارفین حضرت شاہ سید کی زندگی میں حضرت شاہ قاسم فیض بخش اور آپ کی تمام اولاد اور فرزندوں کی تعلیم و تدریس کے عہدہ پہ منجانب حضرت شاہ سید مدرسی کے عہدہ پہ فائز تھے اور آنحضرت کی بیٹیوں اور مستورات کے لیے جو عربی سمجھنے کی پوری اہلیت نہ رکھتی تھیں ان کو نماز و طہارت کے فرائض و واجبات اور سنن سمجھانے کے لیے آپ نے فقہ احوط کا فارسی ترجمہ لکھا۔ آنحضرت کی لڑکیاں اور عورتیں اور اس گھرانہ بیگمات اور ارادت مندوں کی تمام عورتیں اسی فارسی نسخہ سے سبق پڑھا کرتی تھیں اور مسائل یاد کرتی تھیں

یہاں تک کہ مولانا حسین کوکئی ایک روز باغ میں وجد میں تھے کہ اسی دوران میں ایک بیل ان کے ہاتھ میں آگئی اور دونوں ہاتھوں سے اس کو زور سے مارتے تھے ناگاہ جب انہوں نے ایک دفعہ بیل کو مارا تو ان کے دل کا پردہ پھٹ گیا اور بیخود ہو کر گر پڑے اور جملہ مرید اور خادم دوڑ کر پاس گئے تو دیکھا کہ آنحضرت کی زبان پر کلمہ جاری ہے اور آپ قابض الارواح کو اپنی جان سونپ رہے ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

Marfat.com

شیخ محمد بن حاجی محمد سمرقندی کے حالات یہ حضرت شاہ سیّد کے اولین خلفاء میں سے تھے

شیخ محمد سمرقندی حضرت شاہ سید نوربخش قدس سرہ کے طبقہ اُولیٰ کے خلفاء میں سے تھے اور بالکل ابتدائی مرید تھے۔ یہ ان دو سمرقندی علماء میں سے ایک تھے جو حضرت مجتہد سید نوربخش علیہ الرحمۃ سے مباحثہ کرنے کے لیے آئے تھے چنانچہ شیخ علی بن قاسم عجمی نے ان کے متعلق ایک نظم کہی ہے ؎

(۱) جب اجتہاد کے کوہ قاف کے عنقا کا آوازہ بلند ہوا تو روئے زمین پر خوف طاری ہوا اور دنیا میں ایک زلزلہ آگیا۔

(۲) آپ کی ملاقات کے شوق کی آگ سے دلِ دنیا کباب ہوگیا دشمنوں کا دکھ اور امن امان کی خاطر اور دوستوں کا ثواب کے لیے۔

(۳) ہر تجربہ کرنے والا آپ کے پاس سوار یا پیدل آنے لگا اور تجربہ کرنے والے اس تجربہ کیے گئے سے ذلیل اور شرمسار ہوئے۔

(۴) سمرقند سے جب دو عالم آکر آپ کے امتحان کے لیے بیٹھے تو اس خدا کے ولی نے جذبہ سے ان کے دل بند کر دیئے

(۵) جب اس شاہِ کامل نے جذبہ سے ان کے دل چھین لیے تو شرمندگی سے روتے ہوئے عذر کے لیے لب کھولا۔

(۶) کہ تو ہمارا پیر کامل ہے اور راہ سلوک کا رہبر تو دریائے رحمت ہے اور ہم اس میں مچھلیاں ہیں

(۷) تو تیرہ دل سے جنت میں جانے والا آپ کا مرید ہوگیا اور وہ آپ کی خدمت میں رہا تاکہ جنت اس کا ٹھکانا بن جائے۔

اور اس شیخ محمد سمرقندی نے جب اس عالی مقام کے حالات دریافت کیے تو

Marfat.com

اخلاص و اعتقاد سے اس قطب اوتاد اور غوث افراد کے دامن ہدایت و ارشاد میں اپنا ہاتھ دے دیا اور اپنا وطن مالوف ترک کر کے آنحضرت کی خدمت کے دروازہ پر مقیم ہو گئے اور اہل اخلاص و ارادت کی جماعت اور ارباب سلوک و ریاضت کے حلقہ میں آ کر طرح طرح کی طاعات و عبادات اور قسم قسم کی ریاضات و مجاہدات میں مشغول ہو گئے اور آنحضرت کی صحبت کی لذت معلوم کر لینے کے بعد خدا تعالیٰ کا بجد شکریہ ادا کرتے اور محض کی زبان سے اظہار کرتے ہوئے فرماتے کہ ے

(۱) اگر میرے منہ میں لاکھوں زبانیں پیدا ہو جائیں اور اسی طرح نوح علیہ السلام کی عمر مل جائے۔

(۲) اور پھر ایک ایک زبان سے ہزار ہزار شکر کروں تو پھر بھی اس کا بہت سا شکریہ نہ کہا جا سکے گا۔

(۳) کہ میں تمام سمرقندیوں میں سے حضرت سید محمد نوربخش قدس سرہ کی صحبت میں آ گیا ہوں۔

سلوک و ریاضت کے پورا کرنے اور مراتب و مقامات کے حصول کے بعد یہ شیخ محمد سمرقندی کامل و مکمل ہو گئے اور توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول کرنے اور سالکین کے ارشاد و تربیت کی ان کو اجازت مل گئی۔ اور امام العارفین سید محمد نوربخش قدس سرہ کی طرف سے اجازت حاصل کر کے عراق اور شام کی سیاحت اور بیت الحرام کی زیارت کے لیے چلے گئے اور واپسی پر مصر میں اقامت اختیار کی اور سکونت اختیار کر کے ایک خانقاہ تعمیر کی اور حضرت مجتہد قدس سرہ کی اجازت سے اپنی زندگی بھر لوگوں کی تربیت اور ارشاد میں مصروف رہے اور اسی شغل میں اس جہان فانی سے دار القرار میں جا کر آرام پایا۔

Marfat.com

مولانا برہان الدین بغدادی کے حالات یہ حضرت شاہ سیّد کے طبقۂ اولیٰ کے خلفا سے ہیں

حضرت مولانا برہان الدین بغدادی حضرت شاہ سید کے کامل خلفاء میں سے تھے علوم ظاہری و باطنی کے جامع تھے۔ حالات سبعہ قلبیہ اور طرح طرح کے غیبی انوار اور آثاری و افعالی مکاشفات اور اسمائی و صفاتی اسرار کے معاینہ اور تجلیات ذاتی کے مشاہدہ کے مقامات و منازل کی تحقیق میں کامل و مکمل اور واصل اور متواصل تھے اور ان کی کمال جامعیت کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ مجد حضرت شاہ سید کی موجودگی میں پانچوں وقت کی روزانہ نماز اور جمعہ کی نماز میں بھی آپ ہی امام و مقتدا ہوتے تھے۔ حضرت شاہ سید کی اجازت سے بغداد میں سالکان راہ حق کی تربیت اور راہنمائی کرتے تھے۔ ۹۰۱ھ ہجری میں آپ نے انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

Marfat.com

شیخ محمود اور پیر حاجی محمد بحر آبادی کے حالات یہ حضرت شاہ سید قدس سرہ کے اوسط درجہ کے خلفاء میں سے تھے

حضرت شیخ محمود بحری پیر حاجی محمد بحر آبادی کے بھائی ہیں اور یہ دونوں بھائی کامل و مکمل تھے اور حضرت شاہ سید محمد نور بخش قدس سرہ کے طبقۂ اوسط کے خلفاء میں سے تھے۔

بیان کرتے ہیں کہ پیر حاجی محمد بحری سالکین کی تربیت میں یہ مقام رکھتے تھے کہ ایک دن پیر حاجی محمد بحری کے سامنے اہل کمال کے مجمع میں سالکین کی تربیت کے متعلق بات چل پڑی اور اثنائے گفتگو میں بعض درویشوں نے کہا کہ اگر مرید کو روز ازل سے استعداد ازلی نصیب ہوئی ہو تو پیر کامل کی تربیت ان کے حق میں مؤثر ہوتی ہے ورنہ خواہ مرید کتنی ہی ریاضت کیوں نہ کرے اور پیر کامل بھی اس کے متعلق تربیت کے لیے خواہ کتنی ہی توجہ مبذول کیوں نہ کرے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ جیسا کہ لوہار آئینہ کی صفائی میں خواہ کتنی ہی محنت کیوں نہ کرے جب تک اس آئینہ یا لوہے کی ذات میں اصلی جوہر لائق اور قابل نہ ہو اس لوہار کی محنت اور مشقت بھی بے فائدہ اور اکارت جائے گی۔

اس مجلس میں پیر حاجی محمد بحر آبادی نے اس جماعت کی بات کو رد کر دیا اور فرمایا کہ اگر لوہار کامل ہو تو اسی ناقابل لوہے کو اپنی استادی کے ہاتھ سے آئینہ بنا سکتا ہے کہ تصویروں کے انعکاس میں تدبیرات تصفیہ کے بعد وہ لوہا بھی آئینہ ہی کی طرح ہوگا اور تصفیہ کے بعد جو کچھ آئینہ میں ظاہر ہوگا وہی کچھ لوہے کے ٹکڑے میں ظاہر ہوگا۔ لیکن ان دونوں آئینوں میں دو چیزوں میں فرق ہوگا۔ پہلا یہ کہ بے جوہر و صنعت لوہے کو آئینہ بنانے میں استاد کو محنت اور مشقت زیادہ کرنی پڑے گی۔ اور دوسرا فرق یہ کہ اس آئینہ کی صفائی اور روشنی کو دوام و ثبات نہ ہوگا۔ بلکہ

Marfat.com

تھوڑی سی چیز سے اس کی صفائی مکدر ہو جائے گی اور اس کی روشنی زائل ہو جائے گی اور جلد ہی زنگ آلود ہو جائے گا اور یہ عیب آئینہ کے جوہر کا ہے نہ کہ استاد کے ہنر کا۔

حاضرین مجلس نے اس کو ناممکن سمجھا اور کہنے لگے اگر ایسا ہوتا تو وہ تمام آدمی جو مشائخ کی خدمت و ملازمت اور اولیاء کی صحبت میں جاتے وہ سب آدمی مشائخ و اولیا ہو جاتے۔ پیر حاجی بحری نے فرمایا کہ لوہار کے سامنے طرح طرح کا لوہا جمع ہوتا ہے جس لوہے کو وہ قابل اور جوہر دار سمجھتا ہے اس سے شمشیر و ہتھیار تیار کرتا ہے اور باقی لوہے کو دوسری قسم کے اوزار اور ہتھیاروں کے لیے چھوڑ دیتا ہے۔

تو کہنے لگے کچھ لوگ شراب خانوں میں رہتے ہیں اور اوباش اور بدی کی لوگ بھی مرشدی اور پیشوائی کے لیے تیار ہو سکتے ہیں؟

پیر حاجی نے فرمایا جتنے آدمی چاہو مجھے لا دو میں انشاء اللہ ان کی تربیت کروں گا اور راہ دکھاؤں گا پھر دیکھو خدا کیا کرتا ہے۔

حاضرین مجلس گئے اور شراب خانوں اور قمار خانوں اور بعض بدنامی اور کمینہ صفت لوگوں کی ایک جماعت کو اکٹھا کر لائے جو جا [illegible] کے قریب بیٹھے اور کہنے لگے ان لوگوں کی تربیت کرو تاکہ ہم دیکھیں [illegible] تک پہنچتی ہے؟

اور جب حضرت پیر حاجی بحری اس جماعت کی طرف [illegible] اپنی توجہ سے آنجناب نے ان کے دلوں میں ایسا تصرف کیا [illegible] اور ایمان کی عزت حاصل کر کے محترم و معزز ہو گئے [illegible] بعد ان کو توبہ و بیعت کی تلقین کی اور تعلیم دے کر آداب [illegible] اور قواعد عزلت و مجاہدات میں مشغول کیا۔ اور [illegible] آدمی [illegible] کو خلوت خانہ میں بٹھا دیا۔ اور تربیت میں مشغول ہو گئے اور ان کی ہدایت

وارشاد کا ایسا اہتمام کیا کہ ایک ہی چلہ میں پورے چالیس آدمیوں کو ارشاد کی چالیس سندیں دے دیں اور فرمایا کہ پورے چالیس آدمی کمال کو پہنچ گئے اور تمام کو بیعت لینے کی اجازت دے کر رخصت کر دیا۔

اور یہ معاملہ تنگ دلوں کے اعتبار میں نہیں آسکتا۔ بلکہ بعض ارباب کشف اور اہل حال کو بھی یہ بہت گراں گزرا۔ قطب زماں سید محمد نوربخش قدس سرہ کی خدمت میں عرض کیا اور ایک طرح سے شکایت کی کہ شیخ محمد بحری نے نااہل آدمیوں کو بیعت لینے کی اجازت اور سند دے کر روانہ کر دیا ہے۔

حضرت شاہ سید محمد نوربخش قدس سرہ نے عتاب کرتے ہوئے ان سے فرمایا کہ تم عوام کی طرح بے بصیرت نہیں ہو اپنے دل کی آنکھوں سے دیکھو کہ یہ اجازت نامے صحیح دیئے گئے ہیں یا غلط؟

وہ تمام لوگ اہل کشف تھے اور باطنی صفائی رکھتے تھے انہوں نے باطنی توجہات سے اس جماعت کے حالات کی تحقیق کی اور اس کے بعد حضرت شاہ سید محمد نوربخش قدس سرہ کی خدمت میں عرض کیا کہ ان میں سے انتالیس آدمیوں کے حالات معلوم کیے ہیں کہ وہ مرتبۂ ارشاد کو پہنچ گئے ہیں اور ان کو صحیح اجازت دی گئی ہے۔ ہاں ان میں سے ایک آدمی کا حال معلوم نہیں ہو سکا۔

حضرت شاہ سید قدس سرہ نے ازراہ مذاق فرمایا کہ انتالیس آدمیوں کی جو تربیت کرتا ہے اور ان کو کمال کے مرتبہ پر پہنچاتا ہے اور ان کو بیعت لینے کی اجازت دیتا ہے وہ ایک سالک کو بغیر استحقاق کے کس طرح ارشاد کی اجازت دے سکتا ہے؟ ایسے صاحب کمال کے حق میں اس طرح کا خیال کرنا کمال درجہ کی بیوقوفی ہے اور فرمایا کہ ۔

(۱) اگر میں ہزار دن سال بھی اس کی تعریف کروں تو اس کی صبح کے مطلع و مقطع کی حد نہیں ہے۔

(۲) اولیاء کی صحبت کو غنیمت سمجھ اس کیمیا کو اکسیر اعظم سے زیادہ جان۔

Marfat.com

ہاں شیخ محمود بحری جو اس صاحب کمال کا حقیقی بھائی تھا اگرچہ مراتب و مقامات اور اطوار ولایات و کمالات میں اپنے بھائی سے بہت کم تر تھا۔ لیکن ایک دن اور ایک ساعت بھی حضرت قطب زمان سید محمد نوربخش کی خدمت اور صحبت سے دور اور غیر حاضر نہ ہوئے۔ یہاں تک کہ آنحضرت کے غسل اور وضو کے لیے وہی پانی حاضر کیا کرتے تھے اور جب بھی آنحضرت اپنے حرم میں تشریف لاتے شیخ محمود طہارت کے لیے پانی تیار کر کے ٹٹی خانہ تک ہمراہ جاتے گویا کہ سالہا سال تک اسی طرح آنحضرت کی خدمت میں حاضری دیتے رہے۔ جب موت کے قاصد نے "ہر نفس موت چکھنے والا ہے" کی خبر شیخ محمود بحری کے ہوش کے کانوں میں پہنچائی تو آپ زندگی کا سامان منزل فانی سے اٹھا کر جاودانی ملک کی سرحدوں کے اندر لے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

Marfat.com

حضرت شاہ جلال شیرازی نوربخشیؒ کے حالات

حضرت شاہ جلال شیرازی قدس سرہ شیخ محمد لاہجی نوربخشی شارح گلشن راز کے مرید تھے وہ وہاں سے مکہ مکرمہ گئے اور سلطان سکندر لودھی کے زمانہ میں مکہ مکرمہ سے ہندوستان میں آئے اور دہلی میں اقامت اختیار کی اور اسی جگہ ۹۴۴ھ ہجری میں وفات پائی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

Marfat.com

مولانا عماد الدین نوربخشی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات

مولانا عماد الدین شیخ محمد لاہیجی نوربخشی کے مرید تھے۔ ان کی طرف سے بطور قاصد سلطان محمود خلجی والیٔ دکن و مالوہ کی خدمت میں ۸۷۱ھ ہجری میں آئے اور تبرک کے طور پر اپنے شیخ کا خرقہ بادشاہ کے سامنے پیش کیا۔ سلطان محمود خلجی نے شیخ کے خرقہ کو نعمت کبری خیال کیا اور مولانا عماد الدین کے آنے کو متبرک خیال کرتے ہوئے بھلائی اور احسان سے ان کا استقبال کیا اور انتہائی خوشی اور سرور سے خرقہ پہنا اور سخاوت و بخشش کا ہاتھ کشادہ کیا اور اس علاقہ کے تمام علماء و مشائخ کو جو اس مجلس میں حاضر تھے محظوظ اور بہرہ مند کیا۔

Marfat.com

شیخ علی بن قاسم بلالی نوربخشی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات

شیخ علی بن قاسم بلالی رحمۃ اللہ علیہ بہت سی کتب کے مصنف تھے دوران میں سے ایک فقہ احوط کے متن کا فارسی نظم میں ترجمہ ہے اس کا نام آپ نے فقۂ منظومہ رکھا۔ شاعری میں بہت مہارت رکھتے تھے۔ شاہ سید محمد نوربخش کی مدح میں اس فقہ منظومہ کے دیباچہ میں گوہر شمار اشعار رکھے ہیں ان میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں ؎

(۱) ہمارے پیر کا نام محمد تھا اور کنیت نوربخش تھی سالکوں کے دل میں معرفت کا نور پیدا کرتے تھے۔

(۲) دنیا کے نیکوں کا راہنما۔ اولیاء کا پیشوا، آدم کی بہترین اولاد کا خلاصہ اور اصفیا کا پیشوا۔

(۳) شریعت کے تخت پر تاجدار بادشاہ اور طریقت کے آسمان پہ چودھویں رات کا چاند۔

(۴) حقیقت کے دریا کا موتی، یقین کے فانوس کا نور، معرفت کے آسمان کا سورج، دین کے باغ کو زینت دینے والا۔

(۵) وہ معزز قطب ہے۔ افراد کے فرقہ کا راہنما ہے، غوث اعظم ہے۔ اوتاد کی جماعت کا فخر ہے۔

حضرت شیخ علی قدس سرہ کو حاسدوں اور دشمنوں نے شیریں میوہ میں زہر محلول کھلا دیا اور وہ ہمیشہ کے بستر پر سو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

Marfat.com

حضرت میر شمس الدین محمد عراقی بُت شکن کے حالات

یہ حضرت شاہ قاسم فیض بخش قدس اللہ اسرارہم کے خلیفہ ہیں

حضرت میر شمس الدین محمد عراقی کا شجرہ نسب یہ ہے۔ میر شمس الدین محمد بن شیخ ابراہیم بن خواجہ علی بن شیخ صدر الدین بن شیخ صفی الدین اردبیلی۔

اردبیل ملک ایران کے علاقہ آذربائیجان میں ایک گاؤں ہے اور خاندان صفوی منسوب ہیں شیخ صفی الدین اردبیلی کی طرف اور شیخ صدر الدین امیر تیمور کے ہمعصر اور ہمنوا تھے۔ چنانچہ جنگ انگورہ میں جتنے بھی ترک فوجی گرفتار ہوئے تھے وہ امیر تیمور نے ۸۰۶ھ ہجری میں شیخ صدر الدین کی سفارش سے سب آزاد کر دیئے اور اس بہت بڑے احسان کے صلہ میں تمام آزاد شدہ ترک سپاہی اور ان کی اولاد شیخ صدر الدین کے مریدوں کے حلقہ میں داخل ہو گئے اور عہد تیموریہ میں شاہ ابن قرا یوسف ترکمان والیٔ آذربائیجان تیمور کی شوکت سے فرار ہو کر اطراف مصر وغیرہ میں پناہ گزین ہو گیا اور جب اسے امیر تیمور کی وفات کی خبر پہنچی تو فوراً واپس آ کر دوبارہ اپنی مملکت پر قابض ہو گیا اور شیخ جنید اور ان کے بھائی شیخ محمد نبیرہ زادگان شیخ صدر الدین سے بدظن ہو کر ان کو اور ان کے تمام مریدوں کو اردبیل سے جلاوطن کر دیا اور یہ لوگ عراق کے شمالی حصہ کردستان میں چلے گئے۔ ان دنوں وہاں حسن طویل آق قونیلو کی حکومت تھی وہ بڑی خندہ پیشانی سے پیش آیا اور عزت و تکریم سے ان کو جگہ عنایت کی اور چند روز کے بعد شیخ جنید نے جو کہ اسمٰعیل صفوی کا دادا تھا اس جگہ کے حاکم سے رشتہ داری قائم کی اور اپنے مریدوں کو فن سپاہ گری کی تربیت دی

Marfat.com

اور حسن طویل والیے عراق سے مشورہ کر کے اردبیل شہر پر لشکرکشی کی اور ان کی ہمت جنگ و جدال میں مشغول ہو گئی۔

اور حضرت شیخ محمد عراقی قدس سرہ علوم ظاہری میں فائق ہو کر علوم باطنی اور مرشد کامل کی جستجو کا شوق رکھنے لگے۔ انہی دنوں میں حضرت امام العارفین شاہ سید محمد نوربخش قدس سرہ کے احوال وارشاد کا شہرہ ہوا۔ آپ ان کے خلفا کی جستجو میں نکلے تاکہ حضرت شاہ سید کے عقائد اور طریقہ اور احوال و مراتب معلوم کر سکیں اگر ان کا طریقہ دل کو مطمئن کر سکے تو ان کی اطاعت کا دامن مضبوط پکڑ لیا جائے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی جائے۔

اس غرض سے آپ پہلے تو شیخ محمود بحری مرید مخلص حضرت شاہ سید کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ شیخ محمود بحری حضرت سید محمد نوربخش قدس سرہ کے مریدوں میں سے سب سے زیادہ آپ کے حالات و اطوار اور وظائف اور اوراد و اذکار اور تمام حالات و اسرار کو جانتے تھے اور حضرت شیخ محمد عراقی نے ان کی صحبت کو پہلے اس لیے اختیار کیا کہ حضرت شاہ سید کے احوال و اطوار اور تمام آداب سے مطلع اور خبردار ہو جائیں۔ دو سال کے قریب ان کی خدمت میں رہے اور دو سال کی مدت میں ان کی صحبت سے حضرت شاہ سید کے حالات اور آداب کی کیفیت سے اس طرح مطلع اور خبردار ہو گئے کہ گویا سالہا سال حضرت شاہ سید کی خدمت میں رہے ہیں اور دو سال کے بعد حضرت شیخ محمود بحری اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔

اس کے بعد حضرت شیخ محمد عراقی نے حضرت مولانا حسین کوکئی کی طرف توجہ کی وہ بھی حضرت شاہ سید کے بڑے خلفاء میں سے تھے اور علوم ظاہری اور باطنی میں کامل و مکمل تھے اور حضرت شاہ سید کے مکان مبارک پر حضرت شاہ قاسم اور دوسرے فرزندوں کی تعلیم و تدریس کے عہدہ پر مشرف تھے اور آنحضرت اور ان کے مریدوں کی عورتوں اور لڑکیوں کے لیے جو کہ عربی سمجھنے

Marfat.com

کی اہلیت نہ رکھتی تھیں حضرت مولانا حسین کوکئی نے فقہ احوط کا فارسی ترجمہ لکھا اور وہ فقہ فارسی ہی پڑھتی تھیں۔

اور حضرت شیخ شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ جب عراق سے دوسری مرتبہ کشمیر کو آئے تو اس فارسی نسخہ کو حضرت شاہ قاسم فیض بخش قدس سرہ سے مانگ کر اپنے ہمراہ لے آئے اور اپنی عورتوں اور لڑکیوں اور چھوٹے بچوں اور ارباب ارادت کے اہل وعیال جو عربی کو اچھی طرح نہ سمجھ سکتے تھے کو اسی نسخہ فارسی سے تعلیم دیتے اور اسی کے مسائل کے مطابق طہارت، نماز، روزہ اور تمام عبادات ادا کرتے۔

اور حضرت میر شمس الدین محمد عراقی کی زبان مبارک سے منقول ہے کہ مسح کے مسئلہ میں حضرت سید محمد نور بخش قدس سرہ کی فقہ احوط کی عبارت دو معنوں کا احتمال رکھتی تھی کہ کھلے پاؤں پر مسح کرنا ہے یا موزہ پر۔ پس اہنی مولانا حسین کوکئی نے اس ترجمہ میں موزہ پر مسح کی تصریح کردی۔ یہی وجہ تھی کہ تمام نوربخشی اکابر و افاضل موزہ ہی پر مسح کیا کرتے تھے اور اسی فارسی نسخہ سے تمسک کرتے تھے کہ اگر یہ مترجم حضرت مجتہد قدس سرہ کی عبارت کا ایک معنی متعین کرتا ہے تو اس نے آپ کے احوال وافعال کی تحقیق کرنے کے بعد ہی ایسا کیا ہے ورنہ وہ کھلے پاؤں پر مسح کو جائز رکھتے۔ پس بہتر یہی ہے کہ فقہ احوط کی عبارت کو اس معنی پر محمول کیا جائے جو صاحب ترجمہ کے موافق ہو۔

اور اس کے علاوہ دوسری کتب فقہ کی عبارت بھی اس کے خلاف نہ ہو کہ "پاؤں پر مسح موزوں کی صورت میں ہے اور پھر پاؤں کو موزوں پر مسح کرکے دھونے کی ضرورت نہیں ہے"۔ اور اس طرح فقہ کی عبارات میں تضاد نہ پایا جائے۔

حضرت میر شمس الدین قدس سرہ تین سال تک مولانا حسین کوکئی کے پاس ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول رہے اور مولانا ممدوح حضرت میر کی تربیت و ارشاد میں مساعی جمیلہ ادا کرتے رہے۔ جب مولانا حسین کوکئی نے دنیا

Marfat.com

سے آخرت کے خلوت خانہ میں انتقال فرما گئے تو آپ کسی اور مرشد کی تلاش کی طرف متوجہ ہوئے۔

اس کے بعد میر عراقی قدس سرہ شیخ محمود سفلی کی صحبت میں پہنچے اور یہ شیخ محمود حضرت پیر حاجی محمد بحر آبادی کے مریدوں میں سے تھے اور ان چالیس آدمیوں میں سے ایک تھے جن کو ایک چلہ کے بعد آپ نے سند ارشاد عنایت کی تھی۔ حضرت میر عراقی قدس سرہ ان کی خدمت میں پہنچے اور ان کی بیعت کے دائرہ میں آ گئے دو سال تک شیخ محمود سفلی قدس سرہ کی خدمت میں ریاضت کرتے رہے اور شیخ محمود بھی حضرت میر عراقی کی تربیت پر توجہ مبذول رکھتے لیکن ان کی عمر کا جام لبریز ہو گیا اور وہ بھی خدا سے جا ملے۔

اس کے بعد میر شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ مولانا برہان الدین بغدادی قدس سرہ کی خدمت میں پہنچے اور یہ مولانا حضرت شاہ سید کے کامل ترین خلفاء میں سے تھے ان کی خدمت میں قریباً چھ سال تک رہے۔ پھر حضرت مولٰنا برہان الدین نے نصیحت کی کہ شیخ محمد سالک کو چاہئے کہ بلند درجات اور ترقی منازل کے لیے اپنی ہمت کو بلند رکھیں اور کوشش جاری رکھیں اور جو کچھ حاصل کیا ہے اسی پر قناعت و کفایت نہ کریں اور شیخ محمد لاہیجی قدس سرہ کی صحبت کو غنیمت سمجھیں کہ ممکن ہے کہ آپ کا مقصود ان سے حاصل ہو جائے اور ان کی تربیت سے تیری تشنگی بجھ جائے۔

چنانچہ شیخ شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ اپنے مرشد کی اجازت سے حضرت شیخ المرشد بن شیخ محمد بن علی لاہیجی قدس سرہ کی طرف متوجہ ہوئے اور ان دنوں شیخ محمد لاہیجی علاقہ شیراز میں خانقاہ "منزل اسرار الٰہی" میں مقیم تھے اور یہ شیخ محمد لاہیجی قدس سرہ حضرت شاہ سید محمد نور بخش قدس سرہ کے اکابر خلفاء میں سے تھے اور حضرت میر عراقی نے شیخ محمد لاہیجی کی صحبت میں اس طرح کوشش کی کہ اطوار سبعیہ قلبیہ اور انوار متنوعہ غیبیہ مثلاً نفسی، قلبی، روحی، سری، خفی اور

Marfat.com

غیب الغیوب میں سیر و سلوک کرنے لگے چھ سال تک ان کی خدمت میں ریاضت کی اور ان میں سے چار سال تک خدمت بھی کی۔ ساتویں سال حضرت شیخ محمد لاہجی قدس سرہ حضرت شاہ قاسم فیض بخش قدس سرہ کی ملاقات اور صحبت کے لیے تشریف لائے اور حضرت میر شمس الدین محمد عراقی کو بھی اپنے ہمراہ لیتے آئے اور قریباً ایک ماہ تک حضرت شاہ قاسم کے پاس رہے۔ جب حضرت شاہ قاسم نے دیکھا کہ حضرت میر عراقی کس طرح اپنے شیخ کا ادب کرتے ہیں تو شیخ محمد لاہجی سے التماس کی کہ شیخ محمد عراقی کو میری ملازمت و خدمت کے لیے یہیں رہنے دو اور انہوں نے شیخ قاسم کی درخواست کو بسر و چشم قبول کیا اور حضرت شاہ کی خدمت کی اجازت دی اور ان کے سپرد کر دیا اور خود شیراز کے علاقہ کی طرف واپسی کا قصد کیا اور رخصت ہو گئے۔

اب حضرت میر شمس الدین محمد عراقی حضرت شاہ قاسم کی خدمت و ملازمت سے مشرف ہوتے اور اس سے پہلے آپ نے ایک خواب دیکھا تھا وہ حضرت شاہ قاسم سے عرض کیا کہ

"ایک مرتبہ میں نے خواب دیکھا کہ میں ایک راستہ پر جا رہا ہوں اور میں نے دیکھا کہ اس راہ میں بہت سی نالیاں اور بہت سی نہریں آئیں اور ان کا چلتا ہوا پانی بہت زیادہ ہے اور میں ہر ایک سے وضو کرتا ہوں اور ہر نہر سے غسل اور طہارت کرتا ہوں لیکن دل میں اطمینان حاصل نہیں ہوتا اور نہ ہی کسی طہارت سے دل کو قرار آتا ہے پھر میں ایک دریا پر پہنچا وہاں ایک بہت بڑا دریا تھا بہرحال میں فوراً اس دریا کے اندر چلا گیا اور اپنے کپڑے اتارے اور اس دریا میں چلا گیا اور غسل کیا اور اس میں بڑی دیر تک غسل کرتا اور تیرتا رہا اور اس غسل اور طہارت سے دل کو اطمینان حاصل ہوا۔"

حضرت شاہ قاسم قدس سرہ نے اس خواب کی تعبیر میں فرمایا کہ جو کچھ تو

Marfat.com

اس مدت تک حاصل کیا ہے اور جو کچھ راہ طریقت کے طے کرنے میں تو نے ریاضتیں برداشت کی ہیں اور جتنے بھی مرشدوں کے پاس تم گئے ہو وہ تمہارے اطمینان کا باعث نہیں ہوئے اور اب انشاء اللہ جو کچھ اس درویش کی صحبت میں حاصل کرو گے اور وہ مجاہدات و ریاضات جو اب محنت سے کماؤ گے انشاء اللہ تمہارے دل کے اطمینان اور قرار کا موجب ہونگے اور تم اپنے آخری مقصود اور کمال مطلوب کو پہنچو گے۔

آپ کو چاہیئے کہ ہمت بلند رکھو اور کسی وسوسہ اور شبہ کو اپنے دل میں پیدا نہ ہونے دو اور دل کا میلان اور اس کی ارادت کو ہمیشہ اس درویش کے ساتھ باندھے رکھو اور ہمیشہ اس فقیر کے اوامر اور نواہی کو ملحوظ رکھو ان کی تعمیل میں کوتاہی نہ کرو اور اس فقیر کی خدمت کرو اور تمام وظائف اوراد اور اوقات اور تمام ریاضات پر ہمیشہ پابند رہو۔ صادق دم اور ثابت قدم ہو۔

جب حضرت میر شمس الدین محمد عراقی نے حضرت شاہ قاسم کی زبان مبارک سے اس واقعہ کی تعبیر سنی اور تمام مواعظ و نصائح کو بغور سن لیا تو اپنے اصل مطلوب کے حصول کی نیت کر لی اور کعبۂ حقیقی کے طواف کا احرام باندھ لیا اور ہمیشہ آپ کے اوامر و احکام کے منتظر رہنے لگے اس حد تک کہ اگر حضرت شاہ اور کسی ملازم درگاہ کو کوئی حکم دیتے تو حضرت میر انتہائی رشک اور بے نہایت غیرت کی وجہ سے غمگین ہو جاتے کہ کاش یہ خدمت مجھے ہی فرمائی جاتی اور اتنی خدمات کے باوجود تمام راتوں میں اتنی ریاضات و عبادات بجالاتے کہ انسانی طاقت بلکہ حد امکان سے باہر ہیں۔

آپ نے اس طرح ریاضات اور گوشہ نشینی اختیار کی کہ کسی سالک نے اپنے پیر کے سامنے اتنی ریاضت نہ کی ہو گی اور جب بھی حضرت شاہ قاسم ان کے حسن آداب اور خوبی خدمات کو دیکھتے تو بے حد خوش ہوتے اور جب ان کی مشقت خدمت کو معلوم کرتے تو خوش کن دعاؤں اور بہترین تعریف کے ساتھ حضرت

Marfat.com

میر کی طرف توجہ مبذول فرماتے اور حضرت شاہ کی تربیت اور محبت کی برکت سے آنحضرت میر نے اتنی ترقی کی اور اولیائے عظام کے مدارج پر پہنچے کہ حضرت شاہ قاسم نے ان کو شمس الدین محمد کا بہترین خطاب عنایت فرمایا اور اس کے بعد حضرت شاہ قاسم نے اپنے تمام مریدوں کو حکم دیا کہ آج کے بعد حضرت میر محمد کو میر شمس الدین محمد کہا جائے۔

اور جب حضرت شاہ نے تحقیق کی نگاہ سے دیکھا کہ یہ ازلی دولت کا مالک ہے تو آنحضرت نے ان کو قبول توبہ اور بیعت لینے کی اجازت دیدی اور ارشاد کی سند عنایت کر کے میر شمس الدین کو جانے کی اجازت دیدی اور اپنے بڑے لڑکے قرۃ العین شاہ شمس الدین کو حضرت شاہ قاسم نے آداب طریقت کی تعلیم کے لیے حضرت میر شمس الدین محمد عراقی کے سپرد کر دیا۔ اور حضرت میر قدس سرہ بیعت لینے کی اجازت حاصل ہونے کے بعد بھی حضرت شاہ قاسم کی خدمت ہی میں ثابت قدم اور صادق دم رہے ؎

(۱) اے دل اہل صفا کی مجلس میں رہ اور جب صحبت حاصل ہو جائے تو وفادار رہ۔ کیونکہ

(۲) جب تک قطرہ صدف کو نہیں پا لیتا وہ گوہر نہیں بنتا اور روشن بن کر نہیں چمکتا۔

حضرت شاہ قاسم جب تک اپنی منزل مبارک میں رہے حضرت میر شمس الدین محمد عراقی کو اطراف و جوانب میں جہاں جہاں بھی حضرت سید نور بخش علیہ الرحمۃ کے مرید مقیم تھے اموال زکوٰۃ و صدقات اور تمام طرح کے نذرانے وصول کرنے کے لیے بھیجتے رہے اور وہ رقعات جو آپ اہالی وموالی اور وہ خطوط جو اطراف و جوانب میں ارسال کرتے حضرت شاہ ان میں صراحتاً لکھتے کہ

"تمام مخلصین اور ارباب دل اور تمام اہل ارادت کو واضح ہو کہ جس کو بھی توبہ و انابت کا خیال ہو یا تجدید بیعت کرنا چاہے اسے چاہئے

Marfat.com

کہ جناب مظہر تجلیات آلہی اور منبع فیوض نامتناہی زبدۃ المجاہدین قدوۃ المرشدین شمس الملت والدین شیخ شمس الدین محمد عراقی ادام اللہ برکاتہ ہئے سامنے آئے اور توبہ و انابت کرے اور اس کے ہاتھ کو فقیر کا ہاتھ سمجھے اور اس کی بیعت کو فقیر کی بیعت تصور کرے۔"

اور حضرت میر عراقی قدس سرہ سفر و حضر میں ہر وقت حضرت شاہ کے فرامین کے منتظر رہتے۔ یہی وجہ تھی کہ میر محمد عراقی کو سلطان حسین مرزا بادشاہ خراسان کی درخواست پر حضرت شاہ قاسم قدس سرہ نے اور یہ وعقاقیر لانے کے لیے جانب کشمیر روانہ کیا تھا۔ اور حضرت مسبب الاسباب نے حضرت میر عراقی کے کشمیر تشریف لانے میں دو سبب رکھے تھے۔ ایک ظاہری اور دوسرا باطنی۔

ظاہری سبب تو سلطان حسین مرزا دالیئے خراسان کی درخواست تھی اور باطنی سبب یہ تھا کہ خداوند تعالےٰ خالق کائنات نے اسماء وصفات کی شیونات کے ظہور کے تقاضا کے مطابق علاقہ کشمیر کی ایک جماعت کو اپنی عنایات ازلی کی بدولت خصوصاً بابا علی بجاری کو جو کہ طالبان خدا کی جماعت کی فہرست کا عنوان تھا اپنی مشیت لیے علت سبحانی سے نوازا تھا اور ان کو "وہ ان سے محبت رکھتا ہے اور وہ اس سے محبت رکھتے ہیں" کی خلعت سے معزز کیا تھا اور عنایت کی بارگاہ میں قربت کے الطاف سے محترم کیا تھا تو لازماً بابا علی بجاری اس جماعت کے بعض افراد کے ساتھ پیر کامل کی تلاش میں اس بارگاہ کے راہ کی راہنمائی کے لیے اپنے گھروں سے نکلے اور سفر کی مشقت برداشت کی کہ "سفر جہنم کا ایک ٹکڑا ہے" لیکن چونکہ رازق العباد نے ان کا کھانا اور پانی انہی شہروں میں مقرر کر رکھا تھا تو پھر ان کو سفر کی توفیق نہ ملی اور راہ سے واپس آگئے اور اپنے گھروں کو مراجعت کی اور تردد کے پاؤں کو قرار کے دامن میں کھینچا اور امید کی آنکھیں اس بشارت پر لگائیں کہ

"جن لوگوں نے ہمارے متعلق کوشش کی ہم ضرور ان کے لیے اپنی راہیں

ف: بخاری یا صاحبے مرزا اور ایک نسخہ بخاری

Marfat.com

کھول دیں گے"۔

اور انتظار کی نگاہ اس شاہراہ پر گاڑ دی کہ "تمام امور اپنے وقت کے پابند ہیں" اور اسی انتظار میں اپنے اوقات گذارنے لگے۔ چونکہ ان بندگوں کے دل میں ارادہ نہایت پر خلوص تھا تو اس مقولہ کے مطابق کہ

"جس نے کسی چیز کو طلب کیا اور اس کے لئے کوشش کی تو اس کو پا لیا اور جس نے دروازہ کھٹکھٹایا اور اصرار کیا تو اندر داخل ہو گیا"۔

تو سلطان حسین مرزا شاہ خراسان کی دہی درخواست حضرت میر شمس الدین محمد عراقی کی تشریف آوری کا سبب بنی اور حضرت میر قدس سرہ اس علاقہ میں آئے اور طالبان بارگاہ الٰہی کے راہنما بنے۔

جب حضرت میر عراقی قدس سرہ حضرت شاہ قاسم قدس سرہ سے رخصت اور اجازت لے کر ملک خراسان سے روانہ ہوئے تو قندھار کی راہ سے کشمیر کے علاقہ میں آئے۔ جب ہندوستان کے شہر ملتان میں پہنچے اور اس شہر میں تقریباً ایک ماہ تک قیام کیا تو اس شہر میں ایک سید تھے جو علاقہ عراق سے آکر یہاں مقیم ہو گئے تھے ان کے بچے اور اولاد کافی تھی اس سید کی ایک لڑکی تھی جس کو پاکیزگی کے لباس میں پرورش کیا تھا۔ ایک دن اس سید نے کسی آدمی کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ میری ایک باپردہ لڑکی ہے۔ اگر حضرت میر محمد کو شادی کرنے کا خیال ہو تو میں اپنی لڑکی ان کے نکاح میں دیدوں گا۔

حضرت میر نے اس لڑکی سے نکاح کی رضامندی کا اظہار کیا اور اس سید نے اس پاک دامن لڑکی کو آپ کے نکاح میں دے دیا اور اس وقت حضرت میر محمد عراقی پچپن سال کی عمر میں تھے اور اس سارے عرصہ میں آپ نے نکاح کی قید میں قدم نہ رکھا تھا اور یہ تمام عمر ارباب کمال کی خدمت میں صرف کر دی تھی اور اس پردہ نشین بی بی کا نام بیجہ آغا تھا۔ اس کو ہمراہ لے کر ملک کشمیر کی طرف متوجہ ہوئے اور ہری پور کی راہ سے ۸۸۸ھ ہجری میں کشمیر پہنچ گئے اور اس وقت

Marfat.com

کے بادشاہ سلطان حسن شاہ کے دربار میں آئے اور بادشاہ خراسان کے خطوط اور سوغاتیں اور ہدیے اور تحفے اپنے ساتھ لے جا کر اس کے سپرد کر دیئے پس سلطان حسن شاہ نے راہ کی کوفت کی پرسش کے بعد سلطان حسین مرزا کے احوال کی کیفیت اور سلامتی کے متعلق استفسار کیا اور حضرت میر نے بھی سلطان حسین مرزا کا سلام و پیام جو ان کے پاس تھا پوری وضاحت سے بیان کر دیا۔

ایک دو ماہ کے بعد جبکہ باز کے شکار اور مرغابیوں کے شکار کا وقت آ گیا۔ تو سلطان حسن شاہ نے اپنے امراء سے فرمایا کہ اب شکار کا موسم ہے ہم چاہتے ہیں کہ اس ایلچی کو مرغابیوں کے شکار پر اپنے ہمراہ لے جائیں اور کشت کولاب اور جھیل وُلر دکھائیں اور کشتیوں کی سیر کرائیں۔ چنانچہ امراء کے صلاح و مشورہ سے تاریخ مقرر کی گئی اور تجویز ہوا کہ شہر کے اکابرین میں سے حاجی شمس اور حاجی حسن حضرت میر عراقی کے ہمراہ ہوں گے تاکہ گفتگو وغیرہ میں آنحضرت کے ہمزبان رہیں اور یہ حاجی شمس اور حاجی حسن اسی علاقہ کے رہنے والے تھے اور علم و فضل سے بہت ساجھہ رکھتے تھے اور زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہو چکے تھے اور اس وقت حضرت امیر کبیر علی ہمدانی کی خانقاہ کی تولیت کے عہدہ پر حاجی شمس فائز تھے اور دونوں حاجیوں کو حضرت میر کا ہم زبان ہونے کی وجہ سے ساتھ لے گئے تھے ورنہ اور کسی مناسبت کا علم نہ تھا۔

شکارگاہ سے واپسی پر سلطان حسن شاہ اور تمام اکابرین اور امراء نے حضرت میر عراقی کے متعلق دونوں حاجیوں سے استفسار کیا اور دونوں حاجیوں نے ان کو یقین دلایا کہ یہ مردِ عزیز جسے عام لوگ ایلچی سمجھتے ہیں یہ اولیاء کرام میں سے ہے اور اسکے بعد حضرت میر سے سوال کیا گیا کہ نسبت فقر اور سند سلوک طریقت آپ کو کس سلسلہ عالیہ سے حاصل ہے؟ تو آنحضرت نے اپنی نسبت کا اظہار کیا اور فرمایا کہ اس فقیر کے فقر و سلوک کی نسبت سلسلۂ عالیہ نوربخشیہ سے ہے اور اس فقیر

Marfat.com

کی بیعت و انابت قطب زمانہ حضرت شاہ قاسم فیض بخش سے مستحکم ہے ۔ اور دو سال جا رہے ہیں کہ آنحضرت شاہ عراق سے آ کر دار الملک ہرات میں آجکل مقیم ہو گئے ہیں اور آنحضرت نے مجھ کو سلطان حسین مرزا کی درخواست پر اس علاقہ میں بھیجا ہے اور میں اس علاقہ میں انہی کے حکم سے آیا ہوں ورنہ مجھ کو سلطان حسین مرزا سے کسی طرح کی ملازمت کا تعلق نہیں ہے ۔

اور جب لوگوں کو آنحضرت کے اصلی حالات معلوم ہوئے تو اس شہر کے اکثر آدمی ہر وقت آپ کے پاس آمد و رفت رکھنے اور آپ کی شرف صحبت سے مشرف ہوتے اور حضرت میر شمس الدین کے حالات روز بروز ظاہر ہوتے چلے گئے اور آپ کی طرف لوگوں کا رجوع زیادہ ہوتا چلا گیا تو حضرت بابا علی بخاری نے بھی یہ خبریں سنیں وہ تو پہلے ہی سے اس چیز کے متلاشی تھے اپنے چند ایک ساتھیوں کو ساتھ لے کر آنحضرت کے پاس آئے اور ان آدمیوں میں سے جو بابا علی بخاری کے ساتھ آئے یہ لوگ بھی تھے ۔ ملا محمد امام الرضوی جمال اور ملا سیف اور ملا اسمعیل کو ہی ۔

اور اس علاقہ کے علماء میں سے مولانا جمال الدین خلیل اللہ اور قاضی محمد قدسی وغیرہم بہت سے آدمی طلباء اور اس شہر کے خواجگان میں سے آتے اور آنحضرت کی صحبت میں بیٹھتے اور فیض حاصل کرتے ۔ اور تین چار ماہ کے بعد سلطان حسن شاہ بیمار ہوا اور فوت ہو گیا اس کی وفات کے بعد اس کے بیٹے محمد شاہ کو تخت سلطنت پر بٹھا دیا گیا جو اس وقت صرف دو تین سال کی عمر کا تھا تو لازمی طور پر امراء و حکام میں جھگڑا شروع ہو گیا اور یہی فتنہ حضرت میر عراقی قدس سرہ کے یہاں ٹھہرنے کا سبب بن گیا اور آنحضرت قریباً ایک سال تک خانقاہ ملک احمد رینہ میں مقیم رہے جو محلہ دیدہ مر میں تھی اور سلطان حسن شاہ کی وفات کے بعد کبھی کبھی اس خانقاہ کے مجاور آپس میں جھگڑنے لگتے اس وجہ سے وہاں سے اٹھ کر آپ بادشاہوں کے بڑے قبرستان میں چلے گئے جو کہ بر

Marfat.com

لب دریا تھا اور قریباً ایک سال تک وہیں مقیم رہے اور اسی منزل میں آپ کی بڑی صاحبزادی حضرت بی بی آغا کی پیدائش ہوئی اور اسی منزل میں شیخ شہاب الدین ہندی سے گفتگو ہوتی تھی اور تین مرتبہ تو مباحثہ بھی واقع ہوا۔

پہلا قضیہ تو یہ تھا کہ سلطان حسن شاہ کی وفات کے بعد اس علاقہ کے امراء و حکام اور سادات بہقی سبزواری کے درمیان جنگ و جدال واقع ہوا اور ان میں مصالحت کرانے کے لیے مباحثہ واقع ہوا جس میں حضرت میر محمد عراقی قدس سرہ غالب ہوئے۔

اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ سلطان حسن شاہ کی وفات کے بعد حکومت کی باگ ڈور سید حسن بہقی کے ہاتھ میں آگئی اور ان کے دادا سبزوار سے آئے تھے تو اس علاقہ کے امراء کو ان کی حکومت گوارا نہ تھی ان کے درمیان جنگ ہوئی۔ سید حسن بہقی قتل ہوگیا اور اس کا بیٹا سید محمد بہقی تھا جب اس کو اپنے باپ کے قتل کی خبر پہنچی تو وہ تین چار سو سوار لے کر آیا وہ مسلح تھے ان میں جنگ ہوئی۔ امراء نے شکست کھائی اور محمد بہقی نے باپ کے کینہ میں آکر بہت سے آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔

بالآخر علماء اور فضلاء نے اس بات پر اتفاق کیا کہ ان میں صلح کرائی جائے پس تمام اکابر جمع ہوئے اور شیخ شہاب ہندی اور میر شمس الدین محمد عراقی ایک دوسرے کے پاس پہلو بہ پہلو بیٹھے ہوئے تھے۔ تو حضرت میر عراقی نے فرمایا کہ سید محمد بہقی کو چاہیئے کہ اپنے بزرگوار کا خون خدا کے حوالے کر دے اور اب صبر کرے جیسا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے قتل ہوگئے تو ان کا خون بھی خدا کے حوالہ ہے تو خدا تعالیٰ قیامت کے روز تیرا انصاف کردیگا اور حضرت میر عراقی قدس سرہ کے اسی قول پر ان میں صلح ہوگئی۔

تو اس سے شیخ شہاب الدین ہندی کے دل میں حسد کی آگ بھڑک اٹھی اور تعصب کی رگ حرکت میں آگئی اور یہ سوچنے لگا کہ کسی طرح میر عراقی کو تکلیف پہنچائے

Marfat.com

پس اسی حالت میں شیخ شہاب کے دو بیٹوں میں جھگڑا شروع ہو گیا اور میا آمغل نامی لڑکے نے ایک بہت بڑا پتھر اٹھا کر شہاب کے دوسرے بیٹے میا آبدہ کے سر پر دے مارا تو اس کا سر اور گردن ٹوٹ گئے اور مر گیا۔" اور انہوں نے تدبیر کی تھی ایک تدبیر اور اللہ نے بھی تدبیر کی ایک تدبیر اور اللہ بہترین تدبیر کرنے والا ہے۔

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ جب ملک سیف دار نے خانقاہ حضرت ہمدانیہ میں علماء و فضلاء اور ارباب ولایت کے ساتھ اجلاس فرمایا تو ایک بہت بڑی دعوت کی اور اس مجلس میں آیت کُلُوا وَ تَمَتَّعُوا کی تفسیر میں بحث واقع ہوئی اور فیصلہ تفسیر کشاف پر ڈالا گیا جب تفسیر کشاف کو لا کر اس کا مطالعہ کیا گیا تو اس تفسیر میں حضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ کے مطابق ظاہر ہوا تو لازماً آں حضرت ہی غالب رہے۔

اس مباحثہ کی تفصیل یہ ہے کہ ایک دن ملک سیفدار نے ولایت کشمیر کی رسم کے مطابق علماء و فضلاء میں سے ہر ایک کے لیے میٹھے کھانے تیار کرائے اور ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ کھانا دیا گیا اور شیخ شہاب حضرت میر عراقی کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا اور حرص اور لالچ کی وجہ سے کھانے کے بعد درست کھانے کے تھال دستر خوان میں باندھ دیئے اور ملازموں کے سپرد کر دیئے کہ وہ اٹھا کر گھر لے جائیں اور حضرت میر عراقی نے جتنا کھانا تھا کھایا باقی خانقاہ کے ملازموں اور خادموں کو دے دیا تو شیخ شہاب نے پوچھا تم نے کھانا اپنے گھر کیوں نہیں بھیجا؟

تو حضرت میر نے فرمایا کہ ہمارے گھر میں تو کھانا کافی ہے جن لوگوں کے گھر میں کھانا نہیں ہے وہ اپنے گھر بھیج دیں۔ تا کہ ان کے اہل و عیال بھی کھائیں۔

شیخ نے عتاب کرتے ہوئے کہا کہ یہ علماء کھانا اس لیے اٹھا کر نہیں لے جا رہے ہیں کہ ان کے گھروں میں کھانا نہیں ہے بلکہ حکم خداوندی کی تعمیل میں لے جا رہے ہیں کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ "کھاؤ اور فائدہ اٹھاؤ" یعنی کچھ آپ کھا لو اور کچھ اٹھا

Marfat.com

کر اپنے گھر لے جاؤ اور فائدہ اٹھانے کا مطلب باقی کھانا اٹھا کر اپنے گھر لے جانا ہے تاکہ وہ بھی کھائیں۔

حضرت میر نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کو کیا ضرورت پیش آئی کہ قرآن مجید میں تمہاری عورتوں کی خاطر حکم دیا کہ باقی کھانا اپنے گھر لے جایا کرو تاکہ تمہاری عورتیں بھی کھائیں شیخ نے کہا کہ یہ آیت قرآن مجید میں موجود ہے تم کس طرح اس آیت کا انکار کر سکتے ہو؟

حضرت میر نے فرمایا کہ شاید اس آیت کا مطلب وہ نہ ہو جو تم کہتے ہو بلکہ کوئی اور ہی معنی ہو۔

شیخ نے کہا کہ تم علم نہیں رکھتے اور نہ کوئی کتاب تم نے دیکھی ہے میں جو کچھ کہتا ہوں کتابوں اور تفسیروں سے کہتا ہوں اور تم بتاؤ تم کہاں سے کہتے ہو؟

اور تمام ملا بھی شیخ کے ہمزبان اور مددگار ہو گئے اور شور و غوغا بپا کر دیا کہ وہ آدمی بھی جسے کوئی علم نہیں علماء کے ساتھ مباحثہ کرتا ہے۔

حضرت میر نے فرمایا کہ میں نے واقعی کوئی چیز نہیں پڑھی ہے اور کوئی تفسیر نہیں دیکھی ہے لیکن یہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ اس آیت کا ضرور کوئی معنی اور ہو گا اور حضرت میر ان کی بات کو قبول نہیں کر رہے تھے۔

ملک بیگ نامدار جو کہ ملک سیف دار کا بھائی تھا وہ کچھ علوم میں دسترس رکھتا تھا وہ بھی ملاؤں کی رعایت کرتا تھا اس مجمع میں اس نے کہا کہ خواہ مخواہ شور کیوں کرتے ہو ایک دو آدمی جاؤ اور تفسیر کشاف لے آؤ تاکہ ہم دیکھیں کہ تفسیر کشاف والا کیا لکھتا ہے۔

پس ایک دو ملا گئے اور تفسیر کشاف لے آئے تاکہ حضرت میر پر الزام تراشی کریں اور بدنام کریں اور مخالفوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ حضرت میر جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ تفسیر کشاف ہی سے کہہ رہے ہیں۔ جب تفسیر کشاف آگئی اور اس آیت کو نکالا تو آیت کی تفسیر اس طرح برآمد ہوئی کہ "کھاؤ اور تھوڑا سا فائدہ اٹھا لو یقیناً تم لوگ مجرم ہو"۔

Marfat.com

اور آیت کا تتمہ اس بات پر صریح نص تھی کہ یہ آیت اہل عذاب کی توبیخ پر مشتمل ہے اور انہی کے لیے خطاب پر عتاب کے لیے نازل ہوئی ہے اور یہاں جہنمی لوگ مراد ہیں پس تمام لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ حق تعالے نے یہ آیت کریمہ عاصیوں کی شان میں نازل کی ہے کہ کل قیامت کے روز ان پر ندا کریں گے کہ اے اہل جہنم کھاؤ اور فائدہ اٹھاؤ تھوڑا سا یقیناً تم مجرم لوگ ہو۔ اور لفظ قلیل مشرکوں اور مجرموں کے لیے تعریض ہے۔

یعنی کچھ تھوڑا سا کھالو اور فائدہ اٹھالو اے مجرمو اس جزا کے عوض کہ جو کچھ دنیا میں تم نے کھایا اور حرام کھایا اور مشتبہ غذاؤں سے فائدہ اٹھایا تم کو ملے گی پس حضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ نے حاضرین مجلس کی طرف توجہ کر کے فرمایا کہ انصاف کی آنکھیں کھولو اور دیکھو کہ وہ آیت جو اللہ تعالے نے اہل دوزخ کی تہدید و توبیخ کے لیے نازل کی ہے اس آیت کو یہ آدمی اپنے اور اپنے جیسے عالموں پر چسپاں کر رہا ہے۔ پس اس بحث سے ہر چھوٹے بڑے کو شیخ اور اس کے ساتھیوں کی شرمندگی اور خجالت معلوم ہونے لگی اور حضرت قدس سرہ کے دوست شگفتہ اور خوش ہوئے اور اس بحث کے بعد ملک سلیف دار اور ملک ریگ دار آنحضرت کے معتقد ہو گئے۔

اور تیسری بار کے جھگڑے کی کیفیت یہ ہے کہ جب ملک کشمیر کی حکومت دوسری مرتبہ ملک سیفدار کے ہاتھ آئی تو اس نے ایک دن ایک بہت بڑی دعوت خانقاہ ہمدانیہ میں مرتب کی اور تمام علماء و فضلاء اور اکابرین کو بلایا اور حضرت میر عراقی اور شیخ بندی بھی اس مجمع میں حاضر تھے کھانے سے فارغ ہونے کے بعد بحث شروع ہو گئی۔

اور حضرت میر محمد عراقی کا قاعدہ یہ تھا کہ جو بات بھی کہتے اس کا جملہ حضرت شاہ قاسم سے شروع کرتے اور فرماتے کہ میں نے حضرت شاہ سے اس طرح سنا ہے اور اس طرح دیکھا ہے پس اس بحث میں بھی آپ نے چند مرتبہ حضرت شاہ کا نام

Marfat.com

شاہ کہا تو شیخ شہاب نے کہا تو کتنی مرتبہ حضرت شاہ حضرت شاہ کہتا جائے گا اور کب تک اس سے لافیں مارے گا میں اس کو خوب جانتا ہوں وہ ایک کیمیا گر آدمی تھا کہ جس نے اپنی عمر بے حاصل کاموں میں صرف کردی اور اپنے اوقات کو خاک وخاکستر کے پیچھے ضائع کر دیا ہے۔

حضرت میر کو اس گستاخانہ گفتگو سے صبر وضبط کی طاقت نہ رہی اپنے الٹے ہاتھ کا ایک بہت سخت تھپڑ اس کے منہ پر غیرت سے دے مارا اور بڑی جلدی اس شیخ کے دو دانت منہ سے باہر جا پڑے اور وہ منہ کے بل الٹا گر گیا اور میر درویش صوفی نے دور سے آکر پانچ چھ لاتیں اس کی پیٹھ اور پہلوؤں پر زور سے ماردیں اور تمام آدمی مجلس سے اٹھ کر دوڑے۔

اس کے بعد متعصب ملاں اکٹھے ہوئے اور ملک سیفدار کے پاس آکر عرض کرنے لگے کہ اگر میر شمس الدین محمد عراقی اس ملک میں رہے تو ہم اس شہر میں نہ رہ سکیں گے۔ ملک سیفدار نے کہا کہ تم نے اس کے لیے ایسے ایسے نالائق اور ناروا کام کیے ہیں اور یہ خیال نہ کیا کہ وہ بادشاہ خراسان کا ایلچی ہے ہم اس کو کچھ نہیں کہہ سکتے اور وہ نامراد وناکام ہو کر واپس آئے۔

اور اس کے بعد حضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ اس جگہ سے منتقل ہو کر خانقاہ شیخ سلطان کشمیری میں آگئے جو کہ کوہ سلیمان کے دامن میں تھی اور چھ سال کی مدت اس خانقاہ میں گذاردی اور اسی منزل میں آپ کی دوسری بیٹی پیدا ہوئی جس کا نام تانیہ بی بی تھا اور وہ خانقاہ حضرت شیخ سلطان اور شیخ بہاؤالدین کشمیری نے تعمیر کی تھی اور اسی لیے حضرت شاہ سید محمد نوربخش قدس سرہ نے اپنی کتاب سلسلۃ الذہب ملقب بشجر الاولیاء میں دونوں کو کشمیری لکھا ہے اور یہ دونوں خواجہ اسحاق ختلانی کے مریدوں میں سے تھے اور ان کو حضرت خواجہ اسحاق ہی سے سند بیعت لینے کی ملی تھی اور حضرت شاہ سید نے شیخ بہاؤالدین کی تعریف ان اشعار میں بیان کی ہے ؎

Marfat.com

(۱) کشمیر میں بہاؤ الدین ایک خدا کا بندہ ہے جو اطوار اور کشف اور صفائی کا مالک ہے۔

(۲) اگر تو دل کے اطوار کو نہیں جانتا تو میں ان کا نام لیتا ہوں ان سب کو ترتیب سے سن۔

(۳) یہ اطوار یہ ہیں۔ لسانی۔ قلبی۔ نفسی۔ سری۔ روحی۔ خفی اے بیٹا ان کو خوب یاد رکھ

(۴) اور ان سب سے آخر غیب الغیوب ہے اور اس کا نشان فنائے حقیقی کا حصول ہے۔

پس حضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ سردیوں کے موسم میں اپنے تمام مریدوں اور مخلصوں سمیت خانقاہ شیخ سلطان میں چلہ کھینچنے کے لیے بیٹھتے اور چلہ کشی کے تمام قوانین و قواعد اور آداب ذاکران کو سکھلاتے یہاں تک کہ نیند اور کھانے پینے کے آداب اور مقدار بھی ان کو بتلاتے اور چلہ کشی کے تمام ذکر اور آداب مثلاً خلوت اور عزلت اور اعتکاف وغیرہ کی تلقین کرتے کہ اب تک اس ملک میں ان کے تشریف لانے کی برکت سے اس سلسلہ کے وارث موجود ہیں۔

اور حضرت میر قدس سرہ نے پہلے ان کو امراض نفسانیہ کے اوصاف اور اخلاق ذمیمہ کی بیماریوں کے مواد اور شیطانی بگاڑ مثلاً حرص۔ حسد۔ بخل۔ اور ریا اور غضب اور کینہ وغیرہ جو کہ درندگی کے صفات اور بہیمی قوتوں سے ہیں اور امراض قلبی اور اسقام روحی سے پاک کرنے کے لیے طرح طرح کی عبادات کی دوائیں اور ریاضت کے شربت پلا کر علاج کرتے اور دلوں کی بیگانگی کے دردناک دکھ سے مشتاقوں کو رہائی دلا کر معرفت کی صحت تک پہنچا دیتے اور ان کے محجوب دلوں کو اخلاق ذمیمہ کی گندگیوں سے صاف کر کے جود و سخا کے لباس سے مزین فرماتے ہے

(۱) اے محبوب عشق کی شراب سے دل کو ایک قطرہ عنایت کر تاکہ دونوں جہانوں

Marfat.com

میں کوئی بیمار نہ رہے۔

حکمت الٰہی کے کارخانہ سے عجیب و غریب قدرتیں ظاہر ہوتی ہیں کہ حضرت میر شمس الدین محمد عراقی ادام اللہ برکاتہ اس علاقہ میں دواؤں اور جڑی بوٹیوں کی تلاش میں تشریف لائے تھے اور سابقہ ازلی عنایت سے حکیم شافی نے ان کو بیمار دلوں کا طبیب اور غفلت کے اندھاپن کا حکیم بنا دیا۔ اور بیمار اور خستہ حال لوگوں کی زبان حال سے اس صاحب کمال کے احوال کے کانوں میں یہ باتیں پہنچ رہی تھیں ؎

(۱) اے عشق اے ہماری محبوب بیماری تجھے مرحبا اے ہماری تمام بیماریوں کے طبیب مرحبا۔

(۲) اے ہماری نخوت اور ناموس کے علاج اے وہ کہ تو ہمارے لیے افلاطون اور جالینوس ہے۔

(۳) ہم سب اندھے ہیں اور تو راہ کو دیکھنے والا ہے ہمارے ہاتھ کو پکڑ اور ہمیں کنوئیں سے باہر نکال۔

اور اس چلہ کے بعد حضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ عازم خراسان ہوئے اور حضرت شاہ قاسم کی صحبت کا مصمم ارادہ کر لیا اور حضرت شاہ کی ملاقات کا شوق آنحضرت کے دل میں غالب ہوا تو اس علاقہ کے سلاطین و امراء سے واپسی کی اجازت طلب کی۔

اس وقت اس ملک کا بادشاہ سلطان فتح شاہ ابن آدم خاں بن سلطان زین العابدین تھا اور وزارت کی باگ ڈور ملک سیفدار کے ہاتھ میں تھی اور آنحضرت اس سفر کے اسباب کی تیاری میں مصروف ہو گئے اور اس ملک کے حاکموں نے بھی طبیبوں اور عطاروں کو حکم دیا کہ وہ دوائیں اور جڑی بوٹیاں تیار کریں جو سلطان حسین مرزا والیے خراسان کے خط میں لکھی ہیں اور تیار کرنے کے بعد پیش کریں اور وہ اسباب و اشیاء جو کہ بادشاہ خراسان کے لیے تحفہ اور سوغات کے لیے مناسب

Marfat.com

ہوں مہیا کریں اور سلطان حسین مرزا کے پاس ایلچی بنا کر روانہ کرنے کے لیے اس علاقہ کے اشراف میں سے مولانا حسین شہمنگی کو منتخب کیا گیا جو کہ زیور علوم سے آراستہ تھے۔

اور حضرت میر شمس الدین محمد عراقی ادام اللہ برکاتہ نے اپنے مخلصین کی جماعت کو اپنے پاس جمع کیا اور نصیحت فرمائی کہ تم تمام متفق رہنا اور پانچوں وقت کی نماز اور جمعہ اور اوراد کی محافظت و مداومت کو ملحوظ رکھنا اور طریقہ نوربخشیہ کے قواعد کی رونق میں اپنی بہترین کوششیں جاری رکھنا اور سلسلہ شریفہ ہمدانیہ کے مراسم کو زندہ رکھنا اور سردیوں کے موسم میں چلہ کشی کے قواعد کو بجا لانا۔ پھر آنحضرت نے اپنا قائم مقام اور اس جماعت کا پیشوا ملا اسمعیل کو ہی کو مقرر کیا۔

اس کے بعد آنحضرت نے اپنے مریدوں میں سے چند آدمیوں کو جو سفر کی محنت کی طاقت رکھتے تھے اس سفر میں اپنے ہمراہ لے جانے کے لیے منتخب کر لیا مثلاً مولانا سلمان و بابا تاج الدین و حاجی بایزید اور ملا بایزید اور ان کے علاوہ میر درویش جو کہ آنحضرت کے ہمراہ خراسان سے آیا تھا تیار ہوئے۔

اور سلطان فتح شاہ نے ایک خط سلطان حسین مرزا کے لیے لکھوایا اور ایک خط حضرت شاہ قاسم کے لیے لکھوایا اور حضرت میر محمد عراقی قدس سرہ نے ان خطوط اور اشیاء کو اپنے ہمراہ لیا اور ملا حسین شہمنگی کو ساتھ لے کر ۸۹۲ھ ہجری میں کشمیر میں آٹھ سال قیام کرنے کے بعد مع اپنے اہل و عیال خراسان کی طرف پکھلی اور تبت کے راستے روانہ ہو گئے۔

جب تبت سے گذر کر کابل میں پہنچے تو اس وقت کابل کا بادشاہ [illegible] خورد بن سلطان سعید خاں گورگان تھا۔ اور اس وقت سے پہلے [illegible] جعفر نوربخش حضرت شاہ قاسم فیض بخش کے بھائی خراسان سے باہر نکلے تو کابل کی راہ سے ہندوستان کے علاقہ میں آئے اور پھر یہاں سے عرب کے علاقہ کو چلے گئے۔

Marfat.com

اور سلطان الغ بیگ مرزا میر سید جعفر نوربخش قدس سرہ کی صحبت کی برکت سے حضرت شاہ سید نوربخش قدس سرہ کا معتقد ہو چکا تھا اور طریقۂ نوربخشیہ کا شوق اسے دامنگیر تھا۔ جب اس نے حضرت میر شمس الدین محمد عراقی سے ملاقات کی تو آنحضرت کے ارشاد پر ارادت کا ہاتھ بیعت کے لیے آنحضرت کے سامنے پھیلا دیا۔ اور توبہ و انابت کی اور حضرت شاہ قاسم کی خدمت میں تحائف اور سوغاتیں حضرت میر عراقی کے ہاتھ ہدیۃً روانہ کیں اور حضرت شاہ قاسم قدس سرہ کی خدمت میں رقعہ لکھا کہ حضرت شاہ سید محمد نوربخش قدس سرہ کی کتاب نفحۂ احوط کا ایک نسخہ بھیجیں تاکہ اس کتاب پر عمل کر کے آنحضرت کے طریقہ کی اقتدا کی جا سکے۔

جب حضرت میر شمس الدین محمد عراقی نے کابل سے یہ خبر سن لی کہ حضرت شاہ قاسم خراسان سے نقل مکانی کر کے عراق میں چلے آئے ہیں تو پھر اس خبر کی تحقیق کے بعد خراسان جانے کا ارادہ ترک کر دیا اور عراق کی طرف متوجہ ہوئے اور ملا حسین شہمنگی کو جو کہ آپ کے ہمراہ سلطان کشمیر کا ایلچی تھا فرمایا کہ اب میں تو خراسان نہیں جاؤں گا کیونکہ میرے مخدوم حضرت شاہ قاسم خراسان سے چلے آئے ہیں اور عراق میں مقیم ہیں اب خراسان میں ہمارا کوئی کام نہیں ہے چونکہ میں حضرت شاہ قاسم کے حکم سے کشمیر میں آیا تھا اور وہ جڑی بوٹیاں اور دوائیں جو سلطان حسین مرزا کی ضروریات ہیں وہ آپ کے پاس ہیں اور تو سلطان کشمیر کا ایلچی ہے سلاطین و امراء کشمیر کے خطوط اور سوغاتیں اور ادویات اور خطوط آپ کے ہمراہ ہیں یہ تمام چیزیں سلطان حسین مرزا کو پہنچا دینا اور اب میں شیخ عبداللہ نقشبند کی ملاقات کے لیے سمرقند جاتا ہوں اور وہاں سے عراق کی طرف چلا جاؤں گا۔

پس ملا حسین شہمنگی وہ تحفے لے کر ہرات کی راہ سے روانہ ہوئے۔ اور سلطان حسین مرزا کی خدمت میں پہنچ کر وہ خطوط اور تمام تحفے پہنچا دیئے

Marfat.com

اور بادشاہ سے بہت سا انعام حاصل کر کے کشمیر کو واپس چلا گیا۔ اور حضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ کوہ ہندوکش سے گزر کر پہلے توخلان کے راستے کو لاب گئے اور روضۂ مقدسہ حضرت امیر کبیر علی ثانی شاہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت بجالائے اس کے بعد حضرت خواجہ اسحاق شہید کے سر مبارک کے روضہ کی زیارت کے لیے بدخشاں کی طرف توجہ کی اور وہاں سے دستنا جا کر حضرت نور الدین جعفر بدخشانی کے آستانہ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور اس کے بعد بلخ کی طرف متوجہ ہوئے اور حضرت خواجہ اسحاق کے بدن مبارک کے روضہ کی زیارت سے مشرف ہوئے کہ آپ کا بدن مطہر مسجد بلخ کے پہلو میں مدفون ہے اور اس کے بعد حضرت میر محمد عراقی قدس سرہ سمرقند کی طرف روانہ ہوئے جب سمرقند کے قریب پہنچے تو حضرت خواجہ عبد اللہ نقشبندی نے قضائے الٰہی سے موت کا شربت چکھا۔

حضرت میر محمد عراقی قدس سرہ سے منقول ہے کہ ایک دو ماہ تک سمرقند میں قیام کیا پہلا جمعہ جب وہاں آیا تو وہ سیاہ پگڑی جو حضرت شاہ قاسم سے اس فقیر کو تبرکاً ملی تھی میں نے سر پہ باندھی اور مسجد جامع میں نماز جمعہ کے لیے چلا گیا نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد میرے پاس بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔ اور سفر کے حالات اور کشمیر کے بارے میں سوال کرنے لگے میں نے ان کو تمام حالات بتلائے اور وہ بہت خوش ہوئے۔

اور حضرت میر شمس الدین محمد عراقی دو ماہ کے بعد عراق کی طرف متوجہ ہوئے اور نسف کی راہ سے استرآباد کے علاقہ میں آئے اور وہاں سے استمداد کی راہ مازندران پہنچے اور وہاں سے گیلان آئے پھر جب شفت وکورہ پہنچے تو نور آباد کے مبارک ٹکڑے کی زیارت کی اور پھر وہاں سے سولغان کو آئے جو کہ حضرت شاہ سید محمد نوربخش قدس سرہ کا آستانہ تھا اور وہاں پہنچ کر آنحضرت کے روضہ کی زیارت کی اور حضرت شاہ قاسم کو میر شمس الدین محمد عراقی کے آنے اور سولغان

Marfat.com

پہنچنے کی خبر ملی تو درشت سے سولغان کو استقبال کے لیے تشریف لائے۔ اور وہاں ملاقات و معانقہ و دست بوسی ہوئی اور پھر ان کو درشت میں لے آئے اور حضرت شاہ حضرت میر کے آنے اور ان کے اہل و عیال کے احوال کی سلامتی سے نہایت خوش ہوئے اور فرماتے کہ میں ان دو چیزوں میں سے کس پہ زیادہ خوشی کروں میر شمس الدین محمد کے آنے کی یا اس کے فرزندوں کے سلامت پہنچنے کی کہ وہ ہم سے ایک آدمی گیا تھا اور اب اتنے بال بچے لے کر ہمارے پاس واپس پہنچا ہے۔

اور حضرت شاہ قاسم نے وہاں قریب ہی ایک منزل کی تعمیر کی بنیا در کھی تھی اور وہاں باغ اور مکان تعمیر کیے اور میر عراقی کو اپنے مکانوں کے قریب ہی ایک نہایت وسیع ٹکڑا زمین کا دے دیا اور حضرت میر نے اس جگہ چند ایک مکان تعمیر کیے اور ایک بڑا باغ لگایا اور اس کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا ایک حصے میں طرح طرح کے میوہ دار درخت لگائے اور اس کو آباد کیا اور دوسرے حصہ میں رنگ رنگ کے پھول اور طرح طرح کی سبزیاں اور خوشبو دار پھول کاشت کیئے اور حضرت شاہ نے اس کا نام باغ کشمیر رکھا۔

اور حضرت میر محمد عراقی قدس سرہ اس مرتبہ حضرت شاہ قاسم کی خدمت ہی میں رہے اور اس مدت میں پے در پے آپ کی تین لڑکیاں اور پیدا ہوئیں اور اس سے قبل ہر جگہ کے سفر میں بی بی آغا اور بی بی ثانیہ ساتھ رہی تھیں اور حضرت بی بی آغا اور تمام اہل و عیال فرزند نرینہ کی تمنا تھی خالق اکبر کے فضل سے سنہ ۹۰۰ ہجری علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں فرزند سعادت مند پیدا ہوا اور اس کی پیدائش کی خبر حضرت شاہ قاسم کو بھیجی گئی اور اس قرۃ العین کے نام کی آنحضرت سے درخواست کی گئی اور حضرت شاہ نے اس فرزند دلبند کا اسم مبارک دانیال رکھا اور شیخ دانیال کی پیدائش کے ایک سال بعد تک حضرت شاہ قاسم نے حضرت میر شمس الدین محمد عراقی سے فرمایا کہ شیخ محمد میر چاہتا ہوں کہ پھر آپ کو کشمیر بھیجوں

Marfat.com

تاکہ تم اس علاقہ میں جاکر اس ملک کے آدمیوں کے حالات کی اصلاح کرو اور حضرت میر شمس الدین محمد کے اپنے دل کی مرضی یہ تھی کہ بغداد چلے جائیں کیونکہ انہیں دنوں میں بغداد سے حضرت مولانا برہان الدین بغدادی کے فوت ہونے کی خبر آئی تھی جو کہ آپ کے پہلے مرشد تھے اور وہیں سے یہ درشت میں آئے تھے اس وجہ سے یہ بغداد جانا چاہتے تھے تاکہ مولانا مرحوم کی جگہ جاکر بیٹھیں اور بغداد کے لوگوں کی راہنمائی کریں۔

اور حضرت شاہ قاسم ان کو بغداد جانے کی اجازت نہ دیتے تھے بلکہ کشمیر جانے کی تاکید کرتے تھے جب شیخ شمس الدین کے دل پر بغداد جانے کی خواہش غالب ہوئی تو ایک دن آپ نے وہاں جانے کے لیے استخارہ کیا پس اس رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ ایک پریشان حال آدمی آپ کے سامنے آیا اور مولانا رومی کے یہ شعر آپ کے سامنے آکر پڑھے ؎

(۱) ہمارے ساتھ رہ اور بے خبر دل کے ساتھ نہ رہ اور گدھوں کی طرح گدھیوں کے پیچھے نہ پھر

(۲) تو اونٹ کی طرح بنی کے ہر کانٹے کی طرف جا اور یہ باغ و بہار اور چمن اور نہریں چھوڑ دے۔

اس اشارہ کے بعد آپ نے بغداد جانے کا ارادہ ترک کر دیا اور حضرت شاہ کے سامنے رات کا خواب اور مولوی رومی کے یہ دو شعر پیش کیے پس حضرت شاہ نے اس کی تعبیر میں فرمایا کہ آپ کی بغداد جانے کی خواہش نفسانی پراگندہ خیالات سے تھی تو لازماً معنوی عالم سے مولوی کے دو بیتوں میں وہاں جانے سے روکنے کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے اور کشمیر جانا تیری خواہش نہیں ہے بلکہ فضل کے فیصلے اور تقدیر الٰہی اور اس دعوت دینے والے کے فرمان سے ہے اور اس امر میں امید ہے کہ بہت بھلائی ظاہر ہوگی۔

حضرت شاہ قاسم نے اپنے کشف باطنی سے خود ہی مذاق کے رنگ میں فرمایا

Marfat.com

کہ اے شیخ محمد کشمیر میں ہمارا دشمن شیخ شہاب تھا وہ فوت ہو چکا ہے اب اس سے کسی قسم کا ڈر اور مخالفت وعداوت کا خطرہ نہیں ہے تمہیں چاہئے کہ اب کشمیر جانے میں کوئی تامل نہ کرو جب حضرت میر محمد عراقی کشمیر جانے کے لیے تیار ہو گئے تو حضرت شاہ قاسم نے سند ارشاد اور بیعت لینے کا اجازت نامہ لکھ کر ان کے حوالہ کیا اور کشمیر کے ملک کے رہنے والوں کو درویشانہ نصائح سے نوازا اور خط ارشاد کی عبارت یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"تمام ساتھیوں، دوستوں اور عقلمندوں کی خدمت میں اللہ ان کے انجام کو اچھا کرے اور ان کے مقاصد اور آرزوؤں کو پورا کرے"

"خدا تعالٰی کی حمد اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود کے بعد واضح ہو کہ اس وقت ہم نے جناب راہنمائے مشائخ عظام۔ اولیائے کرام کے خلاصہ۔ سالکین کے مرشد۔ بھلائی چاہنے والوں کے ہادی شیخ شمس الدین محمد عراقی (اللہ ان کے کمالات کی برکات کو ہمیشہ قائم رکھے) کو کشمیر کی طرف توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول کرنے اور طالبین کی راہنمائی اور سالکین کی تربیت اور مشائخ طریقت کے آداب کی تلقین اور اہل معرفت کے قواعد کی تعلیم کے لیے بھیجا ہے۔ اور اس نصیحت نامہ کو آپ کی خدمت میں ہم نے بروز عید اضحٰی ۹۰۱ھ ہجری (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کو روانہ کیا ہے۔ کہ

چونکہ حضرت حق جل شانہ نے اہل صدق کے طائفہ کو اپنے تمام بندوں پر اپنے فضل واحسان کے مرتبہ پر ممتاز فرمایا ہے اور اپنے محبوں اور دوستوں کو مخصوص فرمایا ہے اور ان کے پاکیزہ دلوں سے دنیا کی کدورت کا زنگ دور کر دیا ہے اور ان کے اسرار کی آنکھوں کو اپنی معرفت کے کحل الجواہر سے روشن کیا ہے۔ ان چیزوں کا شکرانہ یہ چاہیئے کہ ہمیشہ اپنے اوقات

Marfat.com

عزیزکو دل کے صاف کرنے اور نفس کے پاک کرنے اور اذکار کی مداومت اور اسرار کے مطالعہ اور آثار کے ملاحظہ اور ملک و ملکوت کے انوار کے مشاہدہ میں صرف کریں اور لذات نفسی کے ترک اور مرغوبات حسی کے چھوڑ دینے کو اپنی ہمت عالی کے ہمائے کا نصب العین قرار دیں اور دنیا پرست کمینوں کی صحبت سے پرہیز کریں کہ جن لوگوں نے اپنے نفس امارہ کی باگ ڈور ہوا و حرص کے ہاتھ میں دے دی ہے۔ ایسے لوگوں سے بچ کر اپنے لیے لازم سمجھیں کہ ظاہری زندگی کے دن بہت تھوڑے ہیں اور کمالات معنوی کا حصول بہت مشکل ہے ؎

یہ دو روزہ زندگی نہایت عزیز ہے اس کو غفلت میں نہ گذار باقی تو جانے اور تیرا کام۔

عزیزوں سے یقین ہے کہ جب وہ اس حقیقت سے باخبر ہو چکے ہیں تو ان نصیحتوں کو نہایت خلوص سے قبول فرمائیں گے اور شیخ مشار الیہ کی خدمت و صحبت کو غنیمت سمجھیں گے اور اس نصیحت کے وسیلہ سے بلند مراتب پر ترقی فرمائیں گے ؎

جس کی دولت راہنمائی کرے اسے ہمارے فرمان کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

سلام ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے

(قاسم بن محمد نور بخش)

اس اجازت اور رخصت کی تحریر کے ایک ماہ بعد محرم الحرام سنہ ۹۰۲ ہجری میں آنحضرت عراق سے کشمیر کی طرف متوجہ ہوئے اور اس وقت حضرت شیخ دانیال دو سال کے ہو چکے تھے۔ اور آنحضرت رےؔ اور عراق کے علاقہ سے خراسان پہنچے اور روضۂ امام علی رضا علیہ التحیۃ والثناء کی زیارت سے مشرف ہوئے اور قندھار کی طرف توجہ فرمائی اس غرض سے کہ کابل کی راہ سے کشمیر آئیں اور حضرت شاہ قاسم

Marfat.com

نے فقہ احوط کا ایک نسخہ سلطان الغ بیگ مرزا امیر کابل کے لیے تحفہ کے طور پر ارسال کیا تھا اور حکم دیا تھا کہ ان کو پہنچا دیں اور آپ نے راستے ہی میں قندھار پہنچ کر اس بادشاہ کی وفات کی خبر سن لی تو آپ نے کابل جانے کا ارادہ ترک کر دیا اور ملتان کے راستے ہندوستان کی طرف متوجہ ہوئے آپ کے پاس فقہ احوط کے دو نسخے تھے ایک عربی اور دوسرا اسی کا فارسی میں ترجمہ اور آنحضرت ملتان سے موسم سرما کے اخیر میں ولایت پنوچ پہنچے۔

اس وقت کشمیر کے امراء و ملوک نے حضرت میر محمد عراقی کے کشمیر آنے کی خبر سن لی اور ملک چینو رینو مخلصین کی ایک بہت بڑی جماعت اپنے ہمراہ لے کر آنحضرت کے استقبال کے لیے پنوچ آگئے۔ اور آپ کے اہل وعیال والطفال اور خدام کو کندھوں پر بٹھا کر باچھپل میں لے آئے اور ایک بڑی دعوت کا اہتمام اور اپنے مکان کو ان کی قیام گاہ بنایا اور اپنے اہل وعیال کو آنحضرت کے سامنے نہایت ہی اخلاص سے پیش کیا کہ آپ ان سے توبہ کرائیں اور بیعت لیں اور اس مرتبہ جس نے سب سے پہلے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی وہ ملک رینو چینو تھا۔

اور ملاں اسمعیل بھی اپنے تمام مریدوں سمیت آنحضرت کے استقبال کے لیے بارہ مولہ تک بڑی تیز روی سے آیا اور ملا اسمعیل کہ جس کو پہلی مرتبہ اس علاقہ کا مقتدا بنایا تھا جب اس کو آپ کے دوسری مرتبہ تشریف لانے کی خبر پہنچی تو انہوں نے آنحضرت کی قیام گاہ کے لیے ایک نیا گھر تعمیر کیا اور آنحضرت کو اچھپل سے اپنے دولت خانہ میں لے آیا اور تمام اسباب و اشیاء جن کی آنحضرت کو ضرورت تھی حاضر کر کے آنحضرت کے پیش کیں اور خادموں کے سپرد کر دیں اور جس چیز کی بھی آنحضرت کو ضرورت ہوتی وہ حاضر کرنے کے لیے حاضر رہتے۔

اور اس علاقہ کے امراء میں سے جو سب سے پہلے آنحضرت کا معتقد ہوا وہ ملک موسیٰ رینہ تھا اس نے پہلے موسم بہار میں درخواست کی کہ میں آنحضرت

Marfat.com

کے لیے ایک دعوت کرنا چاہتا ہوں اور آنحضرت بمعہ اپنے تمام مریدوں کے ضیافت میں تشریف لائیں اور آنحضرت نے ان کی دعوت کو قبول کر لیا۔

اور دعوت کے دن ملک موسٰی رینہ کے گھر تشریف لے گئے کھانے سے فراغت کے بعد ملک موسیٰ رینہ اپنے تمام بال بچوں اور خادموں سمیت توبہ و بیعت کے شرف سے مشرف ہوا اور اپنی وہ تمام اراضی جو اس کے تصرف میں تھی اور اپنے تمام مکانات جو اس کے موضع زوبیل میں تھے وہ سب آں حضرت کو برسبیل نذر سپرد کر دیئے۔

آنحضرت نے اسی موسم بہار میں ایک عمارت کی بنیاد رکھی اور خربوزہ وغیرہ کی کاشت کروائی آنحضرت کے پہلی مرتبہ یہاں تشریف لانے سے لے کر اب تک بیس سال کا عرصہ گذر چکا تھا۔ بیس سال کے بعد حضرت ملک عتعال نے ایک ایسا سبب ظاہر کیا کہ اس موضع زوبیل کو بے تردد آنحضرت کے دست تصرف میں دے دیا تاکہ آنحضرت اس گاؤں میں اپنی مرضی کے مطابق نور بخشی خانقاہ تعمیر کر سکیں۔ جب آنحضرت نے موضع زوبیل کو اپنی قیام گاہ بنایا تو فوراً ہی آپ کا دل پر نور خانقاہ کی عمارت بنانے کی طرف متوجہ ہو گیا۔

ملک موسٰی رینہ کو جب آپ کا خیال معلوم ہوا تو اس بلند ہمت نے خود اس پر اپنی توجہ مبذول کی اور ان دنوں بادشاہ سلطان محمد شاہ بن سلطان حسن شاہ تھا اور اس گاؤں کی نگرانی اور اس کے اصلاحی امور پر ملک موسٰی رینہ مقرر تھا۔ پس ملک موسٰی رینہ نے بادشاہ محمد شاہ اور وزیر اعظم سید محمد بیہقی سے پرگنہ کمراج کے درختوں کے کاٹنے کی اجازت حاصل کی اس جگہ ایک بہت بڑا بت خانہ تھا اور اسی بتخانہ کی وجہ سے ان درختوں کی سار اور حفاظت کیا کرتے تھے۔

جب بادشاہ سے اجازت مل گئی تو آنحضرت قدس سرہ اپنے تمام مریدوں سمیت کمراج تشریف لے آئے اور سب سے پہلے حضرت میر شمس الدین محمد

Marfat.com

عراقی قدس سرہ اس بت خانہ کی بربادی میں مشغول ہوئے اور اس کی عمارت کو آگ لگا دی اور سب کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا اور بت خانہ کی عمارت جلانے کے بعد اس بت کو ریزہ ریزہ کیا جو اس بت خانہ میں موجود تھا اس کے بعد درختوں کو کاٹا اور جنگل میں سے بے شمار پرندے اڑ کر دوسرے جنگلوں کیطرف بھاگ گئے۔

اور اس جنگل کی نچلی جانب حضرت میر کے لیے ایک خیمہ نصب کیا گیا اور مریدوں نے اپنی رہائش کے لیے چھپر بنا لیے رات کو آدھی رات کے بعد اس گرے ہوئے بت خانہ سے نالہ وزاری کی آوازیں انہوں نے سنیں۔ اور آنحضرت نے صوفیوں سے فرمایا کہ ان شیطانوں کے نالہ و فریاد کی طرف کوئی توجہ نہ کرو۔ اور جب آخر رات ہوئی تو چند ایک پرزور نعرے لگائے اور ہمیشہ کے لیے خاموش ہو گئے اور صبح کو آنحضرت نے اوراد فجیہ کے بعد صوفیوں سے فرمایا کہ اٹھو اور درختو کے کاٹنے میں دلیر ہو اور مردانہ وار ہمت کرو کہ اس جگہ کے تمام شیاطین شکست کھا چکے ہیں اور تم تسلی خاطر سے درختوں کو کاٹو۔

اور حضرت میر محمد عراقی چند روز اس جگہ کام میں مشغول رہے اس کے بعد صوفیوں کی ایک جماعت کو وہاں چھوڑا اور ایک جماعت کو اپنے ہمراہ لے کر زدیبل کو واپس ہوئے اور اس جگہ خانقاہ کی بنیاد ہموار کی اور اس کی تعمیر میں مشغول ہو گئے۔ اور دو منزلہ نقشہ پر تعمیر شروع ہوئی اور دونوں منزلیں طول و عرض میں ۲۷ گز تھیں اور نچلی منزل کی بلندی دس گز اور اوپر کی منزل کی بلندی آٹھ گز تھی اور گز کی پیمائش تیئیس ۲۳ انگل تھی اور یہ تمام عمارت باوجود اتنی وسیع ہونے کے بالکل بے ستون تھی اور پورے دو سال میں مکمل ہوئی۔ چنانچہ اس خانقاہ کے دروازہ کی پیشانی پر یہ عبارت پر سعادت لکھی گئی کہ "یہ پر امن، متبرک، شریف منزل خانقاہ نوربخشیہ شمسیہ ۹۰۹ھ ہجری علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں تعمیر کی گئی۔

اور دوسرے سال میں کہ سنہ ۹۱۰ ہجری تھا تکمیل کو پہنچی اور مولانا کمال الدین

Marfat.com

محمد گنائی نے اس خانقاہ کی تکمیل کے سال اس کی تاریخ تعمیر لفظ "شیخ" سے نکالی اور یہ منظوم قطعہ اس کے دروازہ کے اوپر لکھا گیا ہے

(۱) نوربخشی خانقاہ کی تعمیر کی ترتیب ایک دانا مرشد کے بہترین حسن اہتمام سے مرتب ہوئی۔

(۲) وہ راہنما ولی، مشائخ کا شیخ میر شمس الدین کہ جس کے نور بخش فیض نے کئی دلوں کی آنکھوں کو روشن کر دیا۔

(۳) اگر تو اس منزل کی تاریخ معلوم کرنا چاہتا ہے تو اس کی تعمیر کی تاریخ لفظ "شیخ" سے پوچھ۔

اور پھر کچھ مدت کے بعد سید محمد بیہقی وزیر سلطان محمد شاہ کے دل میں آنحضرت کے ساتھ دامادی کا رشتہ پیدا کرنے کا خیال آگیا۔ اور ان دنوں بادشاہ کی وزارت کا منصب اسی کے ہاتھ میں تھا اس لئے بی بی آغا سے نکاح کرنے کی درخواست کی اور اس کی یہ درخواست آنحضرت کو قبول نہ ہوئی۔ مگر چونکہ آنحضرت کو سید محمد بیہقی نے اپنے سید اور شریف نسب ہونے کا واسطہ دیا۔ ترغیب دی لیکن آنحضرت فرماتے تھے کہ جو آدمی بھی کھلم کھلا فاسق ہو میرا دل ہرگز اس کی طرف مائل نہیں ہو سکتا اگرچہ وہ سید صحیح النسب ہی کیوں نہ ہو اور اس کے علاوہ دوسری وجہ یہ ہے کہ میرا دل بادشاہوں اور دنیا داروں سے تعلق پیدا کرنے سے سخت متنفر ہے۔ میں ہرگز یہ بات قبول نہ کروں گا۔

اور جب آنحضرت کے انکار کی خبر سید محمد بیہقی کے کانوں میں پہنچی تو اس نے ڈانٹ ڈپٹ اور سختی اور جبر سے کام لینا شروع کیا۔ پس آنحضرت نے بابا ... اور مولانا جمال الدین کو حکم دیا کہ تم اس ملک میں تلاش و جستجو کرو کوئی مسافر جو خواہ عراق یا روم یا کسی ملک سے آیا ہو اور جو الدنا کہ میں بی بی آغا کا اس سے نکاح کر دوں اور تم اس کی فقیری تنگدستی اور غربت لوگوں کی بالکل پرواہ نہ کرنا بلکہ اس کے دین اور دیانت کو اچھی طرح دیکھنا اگر اس میں پرہیزگاری اور عبادت

گذاری معلوم کرو تو پھر خواہ وہ کتنا ہی فقیر اور غریب کیوں نہ ہو اسے میرے پاس لے آؤ کہ میں لوگوں کی دولت کو نہیں دیکھتا۔

پس اس وقت ایک ملا روم کے علاقہ سے آیا ہوا تھا کہ اس کو ملا فاضل کہتے تھے اس سے حضرت بابا علی واقف تھے اور مولانا جمال الدین نے بھی اس سے معقول علم معانی کا مطالعہ کیا تھا یہ دونوں اس کے پاس چلے گئے اور اس معاملہ سے اس کو مطلع کیا تو اس نے کہا کہ میں اس علاقہ میں سکونت کا خیال نہیں رکھتا ہاں میرے ساتھ روم کے اکابرین میں سے ایک کا لڑکا موجود ہے اور وہ یہاں رہنا بھی چاہتا ہے۔ اگر حضرت شیخ شمس الدین محمد عراقی کے دل میں یہ خیال آجائے تو وہ اس معاملہ میں مختار ہیں اور اس رومی نوجوان کا نام شیخ عبدالسلام ہے

پس حضرت بابا علی اور مولانا جمال الدین شیخ عبدالسلام رومی کو ہمراہ لے کر آنحضرت کے پاس آگئے اور آنحضرت نے اس سے پوچھا کہ تم کون سے قبیلہ سے ہو اس جوان نے جب اپنا اصل و حسب و نسب بیان کیا تو آنحضرت کو یقین ہوگیا کہ یہ واقعی عظمائے روم میں سے کسی کا فرزند ہے۔ پس ملا جمال کو آپ نے حکم دیا کہ ملا تم بی بی آغا کی طرف سے وکیل ہو جاؤ اور ساڑھے انیس مثقال سونے اور ایک اونٹ کے بوجھ ابریشم کے حق مہر پر بی بی آغا کا نکاح اس سے کردو۔ پس ملا جمال نے حضرت بی بی آغا کو بطریق وکالت شیخ عبدالسلام رومی کے نکاح میں بمقابلہ مہر مذکورہ کے دیدیا اور آنحضرت نے ملا جمال سے فرمایا کہ شیخ عبدالسلام کے لیے ایک کمرہ مخصوص کر دو۔

جب اس نکاح اور ازدواج کی خبر سید محمد بہقی نے سنی تو اس وجہ سے اس کے دل میں دشمنی پیدا ہو گئی اور وہ سب سے شرارتی لوگ اس غصے اور کینے کی آگ کو ہوا دینے لگے اور اس سے کہنے لگے کہ میر عراقی نے آپ کی نسبت کو عار سمجھا اور آپ کے عہدۂ وزارت کی عزت اس کے دل میں ایک مسافر جتنی بھی نہیں ہے اور اسی حال میں ایک دن اتفاقاً آنحضرت اپنے چند ایک مریدوں کے ہمراہ دامن کوہ

Marfat.com

گے باغ ماراں میں جارہے تھے کہ ناگاہ ایک سوار آنحضرت کے سامنے آیا جب نزدیک پہنچا تو اس نے حضرت پیر کو سلام نہ کیا اور کوئی کسی قسم کی تواضع نہ کی آنحضرت نے صوفیوں کو حکم دیا کہ اس کو پکڑو اور گھوڑے سے اتار لاؤ پس صوفیوں نے اس کو گھوڑے سے اتار لیا اور آنحضرت نے اس کو ادب سکھلانے اور توبیخ کرنے کے لیے چند سوٹیاں ماریں اور چھوڑ دیا۔ اور آنحضرت اسکے بعد باغ ماراں کو چلے گئے۔

اور یہ سوار سید محمد بہقی کا ملازم تھا اور حاکم وقت کا صاحب دیوان تھا اور یہی وجہ تھی کہ اس نے اپنی مغروری میں آنحضرت کو سلام نہ کیا تھا پس اس ملازم نے اپنا اور حضرت پیر کا واقعہ سید محمد بہقی کے سامنے پیش کیا اور فریاد کی اور وہ اس واقعہ سے برگشتہ ہوا اور اس کے غضب کی آگ بھڑک اٹھی اور اپنے ظالم مددگاروں کو حکم دیا کہ پیر شمس کے گھر جاؤ اور عورتوں اور بچوں کے علاوہ جتنے آدمی بھی تمہیں وہاں ملیں ان کو باندھ کر میرے گھر میں لے آؤ۔

جب ظالم آدمی آنحضرت کی حویلی میں آئے تو ان تمام صوفیوں کو جو آنحضرت کے باغ میں کام میں مصروف تھے اور ان کے علاوہ تمام باورچیوں اور ناشکیوں کو بھی گرفتار کر لیا اور ان پر بہت ظلم کیا اور قید میں ڈال دیا۔

جب لوگوں نے یہ بری خبر آنحضرت کو پہنچائی تو آنحضرت اس کے گھر گئے اور اس کے گھر کے صحن میں کھڑے ہو کر سید محمد بہقی وزیر بادشاہ سلطان محمد شاہ کو یہ پوچھ بھیجا کہ ان صوفیوں نے کیا گناہ کیا ہے کہ ان پر اتنا ظلم کیا گیا اور ان کو قید میں ڈال دیا گیا۔

تو اس نے جواب بھیجا کہ ہمارے عہدہ کے ملازم نے کیا گناہ کیا تھا کہ اتنا مارا اور کوٹا گیا کہ اس کو قریب المرگ کر دیا۔

تو آنحضرت نے فرمایا کہ میں نے تمہارے دیوان کو شرع نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کے مطابق تادیب کے لیے مارا اس لیے کہ ایک تو وہ کافروں کا سا لباس پہن کر

Marfat.com

ہمارے سامنے آیا اور سلام بھی نہ کیا جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اس لیے میں نے اس کو ادب سکھانے کے لیے مارا اور اس سے حساب پورا کیا گیا۔

سید محمد بہقی وزیر بادشاہ نے غصے سے کہا کہ ہم اس ملک کے حاکم ہیں اور ہم نے تم کو محتسب مقرر نہیں کیا ہے تم ہماری اجازت کے بغیر لوگوں کا احتساب کیوں کرتے ہو؟

آنحضرت نے فرمایا کہ اگر مجھ کو خلقت کے ارشاد اور اللہ کے بندوں کی ہدایت اور تہذیب لوگوں کی تادیب سے تم روکنا چاہتے ہو اور مزاحم ہونا چاہتے ہو تو میں تمہارے ملک میں نہیں رہوں گا مجھے تبت جانے کا اجازت نامہ دے دو تاکہ میں تیری حکومت کے زمانہ تک وہاں رہوں۔

سید محمد بہقی نے غصے کی حالت میں اپنے دیوانیوں کو فرمایا کہ اس کو سفر کی اجازت اور نکلنے کا حکم اور تبت جانے کی راہداری لکھ دو۔

اور سید محمد بہقی کے بعض خواص نے حضرت میر عراقی سے آ کر کہا کہ آپ اوپر آ جائیں اور ان کی غرض یہ تھی کہ شاید آنحضرت کو سامنے دیکھ کر اس کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے انہوں نے بہت دفعہ آنحضرت سے التماس کی اور اوپر آنے کی تکلیف دینا چاہی لیکن آں حضرت نے انکار کر دیا اور غیرت سے فرمایا کہ میں جب تک زندہ رہوں گا اس کے گھر نہیں جاؤں گا۔

پس اسی اثنا میں دیوانیوں میں سے ایک آدمی نے تبت کی راہداری کا خط آنحضرت کو لا کر دے دیا اور آنحضرت کا اس علاقہ میں ٹھہرنا ممنوع قرار پایا۔ آنحضرت نے فرمایا تو نے مجھے بھلائی کے اس کام اور احتساب سے روکا ہے۔ میں تیرے سید ہونے کی وجہ سے بد دعا تو نہ دوں گا اور میں تجھے تیرے آباء و اجداد اور خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ اتنا کہا اور اس کے مکان سے باہر نکل آئے اور قیدی صوفیوں کو چھڑا کر اپنے مکان کی طرف چلے آئے۔

Marfat.com

اور چند روز کے بعد اسباب سفر مرتب کیا اور خانقاہ کا کام دروازے کھڑکیاں وغیرہ نامکمل چھوڑ کر ہی تبت کے علاقہ کی طرف متوجہ ہوئے اور قریباً پچاس ساتھ صوفیوں کو اپنے ساتھ لے لیا اور حضرت بابا علی کو تمام درویشوں کے ساتھ یہیں رہنے دیا تاکہ آنحضرت کی خانقاہ میں پانچ وقت کی نمازیں پڑھائیں اور صبح و شام کے وظائف و اوراد پر ہمیشگی کریں اور عمارت خانقاہ کے امور کی تکمیل کریں اور خانقاہ کے دروازے اور کھڑکیاں پوری کریں۔

سید محمد بیہقی بادشاہ محمد شاہ کا وزیر سید تاج الدین بیہقی سبزواری کی اولاد سے تھا ان کا دادا سلطان شہاب الدین کے زمانہ میں حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے کشمیر میں آیا تھا اور بادشاہ کا مقرب ہو گیا اور اسی وسیلہ سے اس کی اولاد نسلاً بعد نسل دربار سلاطین وقت میں عہدہ جلیلہ پر فائز رہی۔

جب سید محمد بیہقی کی میر شمس الدین محمد عراقی کے ساتھ بہ سبب نہ دینے رشتہ کے مخالفت اور دشمنی شروع ہوئی تو وہ حضرت میر شمس الدین محمد عراقی کو تکلیف دینے اور ان کو یہاں سے جلاوطن کرنے کے حیلے بہانے سوچتا تھا۔ آخرالامر آنحضرت کو کشمیر سے جلاوطن کرنے کے بعد کشمیر میں یہ مشہور کیا گیا کہ وہ امامیہ فرقہ سے تھے اور تقیہ کیے ہوئے تھے۔

اور یہ الزام بھی آپ پر لگایا گیا کہ اس سے پہلے سلطان حسین مرزا والیے خراسان نے بھی ان کو ملازمت سے برطرف کر کے خراسان سے عراق کی طرف جلاوطن کر دیا تھا اور ان الزامات کا مقصد یہ تھا کہ سید محمد بیہقی کی نفسانی اغراض کو مذہبی تعصب میں چھپا دیا جائے۔ حالانکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ حضرت میر شمس الدین نہ تو سلطان حسین مرزا کے ملازم تھے اور نہ ہی آپ کو خراسان سے جلاوطن کیا گیا تھا چنانچہ ذکر ہو چکا ہے کہ آپ کشمیر سے عراق کی طرف چلے گئے تھے نہ کہ خراسان کی طرف۔

Marfat.com

قصہ مختصر یہ کہ حضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ ۹۱۱ھ ہجری کے موسم بہار کے اخیر میں علاقہ تبت خورد کے مقام سکاردو میں پہنچ گئے اور سکاردو کے والی کا نام مقپون بوخا تھا وہ اپنے قدیمی مذہب بدھ مت پر قائم تھا اور باقی تمام رعایا اور تبت خورد کے والیان و باشندے ۷۸۳ھ ہجری میں حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی برکت اور کرامات اور اچھے مواعظ کی بدولت اسلام قبول کر چکے تھے۔

جب حضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ سکاردو میں آکر مقیم ہوئے تو اپنی پہلی فرصت میں والئے سکاردو کو دعوت اسلام پیش کی اور اسلام کی خوبیاں اس کے ذہن نشین کیں تو اس نے آپ کے مواعظ اور تبلیغ کو قبول کیا اور اس کا لڑکا بھی جو کہ بلوغت کے قریب تھا مسلمان ہو کر اسلامی تربیت حاصل کرنے لگا اور اس کا نام شیر شاہ رکھا گیا۔ اور آنحضرت اکثر اوقات والیے سکاردو مقپون بوخا کے محلوں میں آنے جانے اور اس نے بظاہر تو اسلام قبول کر لیا تھا لیکن باطن میں اس کے دل میں بت پرستی کی محبت بڑی پختہ تھی اور وہ پوشیدہ طور پر بت پرستی کرتا تھا۔ اس نے قلعہ کے اندر شیر کی شکل کا ایک بُت چھپا رکھا تھا جس پر سونے کا ملمع کیا ہوا تھا وہ فرصت اور خلوت کے وقت اس کی پوجا کرتا تھا۔

ایک دن حضرت میر کو اس کے اس مخفی کام کا پتہ چل گیا اس بُت کو ایک بڑے پتھر سے ریزہ ریزہ کر دیا اس وجہ سے والیے سکاردو نے آنحضرت کو "بُت شکن" کا خطاب دیا۔ پس حضرت میر شمس الدین محمد عراقی بت شکن مشہور ہو گئے اور آنحضرت نے چھ ماہ میں تبت خورد کے اطراف و جوانب میں تبلیغ احکام اسلام و ایمان کے لیے دورہ کیا۔ اس زمانہ میں شگر کے علاقہ میں عبداللہ خان کی حکومت تھی اور خپلو کے علاقہ میں بیگو بہرام برسر اقتدار تھا اور تبت کے تمام راجے آنحضرت کی عزت کرتے تھے۔

Marfat.com

اور کشمیر کے علاقہ میں ملک موسیٰ رینہ کو حضرت میر شمس الدین محمد عراقی سے کمال درجہ کی ارادت تھی۔ جب سید محمد بیہقی اور حضرت میر شمس الدین کے درمیان جھگڑا اور لڑائی شروع ہوئی تو ان دنوں ملک موسیٰ رینہ جاڑورہ کے مقام پر تھا جب اس کو آنحضرت کے نکال لینے اور ملک بدر کرنے اور ان کے تبت کی طرف چلے جانے کی خبریں پہنچیں تو وہ سید محمد بیہقی کی موافقت سے متنفر ہو گیا اور اس کی مخالفت کے درپے ہوا اور انتقام کی راہ تلاش کرنے لگا اور ان دنوں سلطان فتح شاہ اور کشمیر کے بعض امراء کوہستان ہند میں تھے اور سلطان محمد شاہ غالب آگیا تھا اور سلطان فتح شاہ کشمیر کے علاقہ سے بھاگ کر اطراف ہند کی طرف چلا آیا تھا۔

پس ملک موسیٰ رینہ نے اپنے آدمیوں میں سے کسی کو پوشیدہ طور پر فتح شاہ کے پاس بھیجا اور ان سے بڑی مضبوط اور پختہ قسمیں کھا کر عہد و پیمان کیا کہ اگر تم کشمیر آؤ تو میں تمہارا ساتھ دوں گا۔ جب وہ ہیرہ پور کی راہ سے کشمیر کی طرف متوجہ ہوا تو ملک موسیٰ رینہ بھی اپنے آدمیوں کو ساتھ لے کر جاڑورہ سے بھاگ کر ان کے ساتھ جا ملا اور سید محمد بیہقی اور سلطان محمد شاہ ان کے مقابلے کو آئے۔ اور ہیرہ پور کے قریب ایک مقام پر ان میں لڑائی ہوئی اور اس جنگ میں سید محمد بیہقی قتل ہو گیا اور سلطان محمد شاہ مغلوب ہوا اور وہ شکست کھا کر ہندوستان کی طرف بھاگ گیا اور سلطان فتح شاہ اس علاقہ کا بادشاہ بن گیا اور وزارت کی باگ ڈور ملک موسیٰ رینہ کے ہاتھ آگئی۔

اور جس دن ملک موسیٰ رینہ اپنے مکان سے منتقل ہو کر شہر میں آیا تو اسی دن حضرت شیخ دانیال جو ان دنوں بارہ سال کے تھے اور حضرت بابا علی صوفیوں کی ایک جماعت اپنے ساتھ لے کر ملک موسیٰ رینہ کو مبارک باد دینے کے لیے آئے اور اسی وقت ملک موسیٰ رینہ نے نہایت قیمتی خلعتیں منگا کر ان کو پہنائیں اور خانقاہ ہمدانیہ کی تولیت حضرت دانیال کے سپرد کی اور وہ تمام گاؤں اور زمینیں اس کے نام

Marfat.com

وقف تھیں ان پر تصرف و اختیار آنحضرت کے ملازموں کے سپرد کر دیا اور اس کے بعد حضرت بابا علی بخاری سے کہا کہ فوری طور پر دو تین تیز رفتار صوفی تبت کی طرف روانہ کر دو اور آنحضرت کو تمام واقعہ کی خبر بھیجو تاکہ ہمارے مخدوم حضرت میر شمس الدین محمد عراقی نہایت تیز رفتاری سے کشمیر کی طرف توجہ کریں اور دیکھنا اس معاملہ میں سستی نہ کرنا۔

پس ملا جوہر دادہ کے ہمراہ دو صوفی تبت کی طرف روانہ کیے گئے تاکہ ملک موسیٰ رینہ کی فتح کی خبر آنحضرت کو جا کر سنائیں اور جب آنحضرت کو سید محمد بیہقی کے قتل ہونے اور ملک موسیٰ رینہ کے فتحیاب ہونے کی خبر پہنچی تو اسی وقت کشمیر واپس آنے کے لیے اسباب تیار کرنے میں مصروف ہو گئے اور تبت کے راؤں سے اجازت لے کر سنہ ۹۱۲ھ ہجری کے موسم خزاں کے آخیر میں کشمیر پہنچ گئے۔ اور کشمیر کے علاقہ کے امراء و سلاطین اس راہنما کے استقبال کے لیے باہر نکلے اور پوری عزت و احترام سے آنحضرت کو زڈیبل کے علاقہ میں لے آئے اور چند روز کے بعد خانقاہ کو پورا کرنے کے لیے سامان تیار کرنے میں مشغول ہو گئے اور خانقاہ کی چھت پر پتھروں کا فرش لگا کر ہموار کر دیا گیا اور اس میں تین دروازے رکھے گئے۔

پہلے دروازہ کا نام باب الشریعت رکھا گیا۔ اور دوسرے دروازہ کا باب الطریقت اور تیسرے دروازہ کا نام باب الحقیقت رکھا گیا اور آنحضرت خانقاہ مکمل ہونے کے بعد سردیوں کے موسم میں اسی خانقاہ میں چلہ کشی کے لیے بیٹھتے اور اور صوفیوں کو بھی چلہ میں بٹھاتے اور ان کی تربیت اور راہنمائی میں مشغول رہتے۔ اور جب قاضی محمد قدسی نے ارادت کا ہاتھ آنحضرت کی متابعت کے دامن پر رکھا تو اس کے بعد وہ اکثر اوقات آنحضرت ہی کی ملازمت میں رہتے۔

ایک دن آنحضرت نے قاضی سے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ مشائخ عظام کے سلسلۃ الذہب کو خانقاہ کی دیوار کے اندر کی طرف کناروں پر کتابت کی طرز پر لکھوا دوں آپ کو چاہیے کہ مثنوی کے طریق پر تمام سلسلۃ الذہب کو نظم کر دو نیں

قاضی محمد قدسی قلم دوات اور کاغذ کا ایک ٹکڑا لے کر اسی وقت ایک درخت کے سایہ میں بیٹھ کر مشائخ عظام کے سلسلہ کی نظم میں مشغول ہو گئے اور ظہر کی نماز تک "مثنوی مقبول" کو فی البدیہہ لکھ لائے اور ظہر کی نماز کے بعد آنحضرت سے عرض کیا کہ یا حضرت چند بیت بطریق بداہت شکستہ دلی سے لکھے ہیں میں چاہتا ہوں کہ رضا کے کانوں سے آنحضرت ذرا توجہ فرمائیں پس آپ پڑھنے لگے جب قاضی پڑھتے پڑھتے اس شعر پر پہنچے کہ ؎

(۱) ہم اس عجز اور بے کسی کے ساتھ کیا ہیں؟ کہ اس قدر و منزلت پر ہم بھی پہنچ سکیں۔

(۲) لیکن ہمارے پاس ایک بہت بڑا اچھا عمل ہے کہ ہم کسی کی راہ میں قدم رکھتے ہیں۔

قاضی اس شعر کو پڑھنے کے بعد آنحضرت کے سامنے بلند آواز سے رونے لگے اور آنحضرت اس کی اس حالت سے بہت خوش ہوئے اور آنحضرت نے مُلّا رُبی گناٹی اور ملا جامی گنانی کو جو اس وقت کے مشہور کاتب تھے حکم دیا کہ ان میں سے ہر ایک اس نظم کا نصف حصہ خانقاہ نوربخشیہ کی دیوار کے اندر کی طرف لکھ دے اور کتابت کی طرز پہ لکھے اور وہ سلسلۂ منظوم یہ ہے ؎

(ترجمہ اشعار)

(۱) ہم نے اس خدا کی رحمت پہ بھروسہ کیا کہ جس نے زنگاری رنگ کا یہ چھت قائم کیا۔

(۲) یہ آسمان کا سلسلہ بغیر ستونوں کے قائم کیا اور ان کو صرف کلمہ کُن (ہو جا) سے پیدا فرمایا

(۳) بڑے بڑے انبیاء کے کمالات کی طفیل تمام کائنات پہ ایک نظام برپا کر دیا۔

(۴) حق کے کام کی فتح اور رسول کا طریقہ اس نے رسول کی شریعت کی اتباع میں

Marfat.com

مقرر کیا۔

(۵) اہل دل کو اس نے یقین کی راہ اکابر دین کی خدمت سے دکھائی۔

(۶) جس کسی کو اس نے اپنی معرفت عطا کی تو تمام دنیا کے غم سے اس کو نجات بخش دی۔

(۷) بڑا خوش قسمت ہے وہ جو اس مقام پر پہنچ گیا اور معرفت کی راہ سے اپنی خواہش دل کو پہنچ گیا۔

(۸) ہم اس عاجزی اور بے کسی کے باوجود کیا ہیں کہ ہم اس قدر و منزلت پر پہنچ سکیں۔

(۹) لیکن ہم ایک بہت بڑا اچھا عمل بھی رکھتے ہیں کہ ہم کسی کی راہ میں اپنے قدم رکھتے ہیں۔

(۱۰) وہ جو راہِ خدا کے واصلین میں سے ہے وہ شریعت کی ہدایت کے آسمان کا سورج ہے۔

(۱۱) وہ خدا کا پہچاننے والا روئے زمین کا ولی زمانے کا قطب شیخ میر شمس الدین محمد عراقی ہے۔

(۱۲) اس کی صفات حساب و کتاب سے باہر ہیں۔ ہم جو کچھ بھی اس کے متعلق کہیں وہ اس سے زیادہ ہے۔

(۱۳) اس کو فقر کی نسبت اس سید سے ہے جو کمال کے آسمان پر چاند کی طرح چمک رہا ہے۔

(۱۴) جو خلافت کا قبلہ ہے اقطاب کا پیشوا ہے وہ بلند بارگاہ حضرت شاہ قاسم سید ہیں۔

(۱۵) ان کو نسبت ہے نیرِ اعظم (سورج) سے وہ رحمت کے مظہر اور بخشش کی دنیا کون ہے؟

(۱۶) وہ محمد ثانی[۱] نور بخش ہیں جو امام ربانی اور غوث اعظم ہیں۔

[۱] محمد اول امام محمد باقر کا لقب ہے ۱۲

Marfat.com

(۱۷) ان کو نسبت ہے ہدایت کے آفتاب سے یعنی خواجہ اسحاق ختلانی سے جو شہیدوں کے خلاصہ ہیں

(۱۸) ان کو نسبت ہے پیر ربانی سے جو زمانے کا قطب ہے اور ہمدان کا امیر ہے (یعنی علی ہمدانی)

(۱۹) ان کی ذات کو معانی کا منبع سمجھ اور ان کا نام علی ثانی ہے

(۲۰) اور ان کی ذات کو نسبت ہے عارف ربانی کے ساتھ یعنی شیخ محمود مزدقانی سے

(۲۱) اور ان کی نسبت قطب یزدانی شیخ عالی علی سمنانی سے ہے

(۲۲) اور ان کی نسبت مرشد دینی یعنی عبدالرحمن اسفرائنی سے ہے

(۲۳) اور ان کو نسبت شیخ احمد سے ہے جو کہ جوزقان کے رہنے والے تھے

(۲۴) اور ان کو نسبت ایک بلند سالک سے ہے یعنی شیخ عالی علی لالا سے

(۲۵) اور ان کی نسبت وہ ہے جس سے جہان کی سجاوٹ ہے یعنی انکے پیر شیخ نجم الدین کبریٰ ہیں۔

(۲۶) اور ان کی نسبت مرشد مطلق (عام) سے ہے یعنی شیخ عمار بن یاسر سے

(۲۷) اور ان کی نسبت شیخ ابو نجیب سے ہے جو کہ دین کے کام میں بڑے سمجھدار تھے۔

(۲۸) اور ان کو نسبت ہے بلند مقام عارف سے جو دین کے شیخ ہیں یعنی احمد غزالی۔

(۲۹) اور ان کو نسبت شیخ ابوبکر سے ہے جو کہ تردد اور شک کی قید سے آزاد ہو گئے تھے۔

(۳۰) اور ان کو نسبت ہے رحمانی پیر سے یعنی شیخ ابوالقاسم گورگانی سے۔

(۳۱) اور ان کو ان سے نسبت ہے جو معرفت کی کان ہیں راہ کے مرشد ہیں یعنی شیخ ابو عثمان۔

Marfat.com

(۳۲) اور ان کو نسبت ہے ایک روشن ستارے سے جو حق کے پیر تھے یعنی شیخ ابو علی کاتب سے۔

(۳۳) اور ان کو نسبت ہے رحمان کے پہچاننے والے سے یعنی پیر شیخ ابو علی رودباری سے

(۳۴) اور ان کو ان سے نسبت ہے جو افراد میں سے یکتا ہیں غوث اعظم ہیں یعنی جنید بغدادی سے۔

(۳۵) اور ان کو نسبت ہے سری سقطی سے جو حق کے پہچاننے والے ہیں اور ایسے مصیب ہیں جو خطا نہیں کرتے۔

(۳۶) اور ان کو نسبت ہے شیخ معروف کرخی سے جو کہ سچائی کے اوصاف سے موصوف ہیں۔

(۳۷) اور ان کو نسبت ہے دنیا کے امام سے یعنی شاہ علی رضا سے جو بہت بڑے امام ہیں۔

(۳۸) اور ان کو نسبت ہے موسیٰ کاظم سے کہ جن کی وجہ سے شریعت کے احکام منظم ہوئے۔

(۳۹) اور ان کو نسبت ہے حجت ناطق سے یعنی جعفر بن محمد صادق سے۔

(۴۰) اور ان کو نسبت ہے کامل ماہر سے جو حق کا مظہر ہیں یعنی محمد باقر سے

(۴۱) اور ان کو نسبت ہے ان سے جو انصاف اور عقل کے سمندر ہیں قطب عالم ہیں یعنی علی زین العابدین سے

(۴۲) اور ان کو نسبت ہے تائید کے مرکز، اولیا کے راہنما سے یعنی امام حسین شہید رضی اللہ عنہ سے

(۴۳) اور ان کو نسبت ہے رسول کے چچازاد بھائی سے جو مصطفیٰ کے وارث ہیں اور فاطمہ زہرا کے خاوند ہیں۔

(۴۴) یعنی حضرت علی مرتضیٰ سے جو خدا کے دوست ہیں اور اس سے محبت رکھے جو اس

Marfat.com

سے محبت رکھے" کہ راز والے ہیں

(۴۵) اور ان کو نسبت ہے دو جہان کے سردار سے جو نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں بہترین مخلوق ہیں۔

(۴۶) جو آسمانوں کی پیدائش کا سبب ہیں اور عالم لولاک کے آخری نشان ہیں

(۴۷) یعنی وہ دو جہان کے سردار کہ جن کے دروازے پر جبرائیل علیہ السلام ایک خادم ہیں۔

(۴۸) اور جن کی طفیل اور برکت سے ساری دنیا نے وجود پایا وہ خود تو محمد ہیں اور ان کی شریعت محمود ہے

(۴۹) خدا تعالے کی برکات اور اس کی رحمتیں نازل ہوں نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور ان کی آل اور عترت پر۔

اور پھر اس بلند شان ملائک آشیان خانقاہ کے مکمل ہو جانے کے بعد ہر سال سردیوں کے موسم میں اس خانقاہ کے حجرہ خانوں میں صوفیوں کی چلہ کشی کا سامان کرنے اور یہ بلند ہمت جماعت اللہ کے سوا ہر چیز کو چھوڑ کر اور گوشہ گیر ہو کر نفس کے ساتھ جہاد کرتے یعنی جہاد اکبر میں ثابت قدم رہتے اور آنحضرت ہمیشہ امیر کبیر سید علی ہمدانی قدس سرہ کی کلیات اور ان کی دوسری تصانیف او. تصانیف حضرت شاہ سید محمد نور بخش قدس سرہ اور تفسیر لباب التاویل فی معانی التنزیل تالیف علامہ صوفی علاؤ الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی اور تفسیر حسینی ملا حسین واعظی اور تفسیر معالم التنزیل وکتاب مصابیح تصنیف شیخ ابو محمد الحسین البغوی اور منطق الطیر شیخ عطار اور مشائخ عظام کے رسالہ جات ارباب سلوک کی تعلیم کے لیے پڑھتے اور فقہ احوط فارسی جو آپ عراق سے اپنے ہمراہ لائے ہوئے تھے کو کمزوروں بچوں اور مریدوں وعقیدت مندوں کے لیے درس اور تعلیم کے لیے پڑھتے اور فرائض ونوافل وواجبات اور تمام عبادات وطاعات کو اس نسخہ کے موافق ادا کرتے اور سمجھدار بچوں اور ان پڑھ معتقدوں کو بتاتے ایمان اور بتاتے

Marfat.com

اسلام اور صوفیوں کے چودہ کلمات قدسیہ وغیرہ کی تعلیم دیتے۔

کلمہ بنائے ایمان

ہیں اللہ تعالےٰ پر ایمان لایا اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر

کلمہ بنائے اسلام

کلمہ شہادتین اور پانچ نمازیں اور رمضان کے روزے اور زکوٰۃ کی مال اور خانہ کعبہ کا حج۔ اور فرماتے تھے کہ یہ دونوں کلمات ایمان کے اصول اور اسلام کے ارکان ہیں۔

اور حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جو آدمی زبان سے ان کلمات کا اقرار کرے اور دل سے ان کی تصدیق کرے اور جسم کے ساتھ عمل کرے اور سنت نبوی کے مطابق عمل کرے تو وہ کامل مومن ہے۔ اور اگر عمل سنت کے مطابق نہ ہو تو بدعت ہے اور بدعتی لوگ دوزخیوں کے کتے ہیں اور اگر بدن سے عمل نہ ہو تو وہ فاسق ہے اور فاسق لوگ اپنے عمل کی کوتاہی کے مطابق دوزخ میں سزا پائیں گے اور پھر نجات پا جائیں گے اور اگر دل سے تصدیق نہ ہو تو وہ منافق ہے اور منافق جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں ہوں گے اور اگر کوئی زبان سے بھی اقرار نہ کرے تو وہ مطلق کافر ہے۔

صوفیوں کے چودہ قدسی کلمات طیبہ

(۱) خدا کا بندہ
(۲) آدم کی اولاد
(۳) ابراہیم کی ملت
(۴) محمد کی امت
(۵) دین اسلام
(۶) کتاب قرآن

Marfat.com

(۷) قبلہ کعبہ
(۸) سنت کی پیروی
(۹) علی کی محبت
(۱۰) سلسلۃ الذہب
(۱۱) صوفیوں کا مذہب
(۱۲) ہمدانی مسلک
(۱۳) نوربخشی روش
(۱۴) مرشد کامرید

خدا کا بندہ

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم خدا واحد لاشریک کے بندے ہیں اور وہ ساری کائنات کا مالک ہے اور سب کا پیدا کرنے والا وہی ہے

آدم کی اولاد

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم سب انسان حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور وہ ہمارے باپ ہیں۔ رنگ اور ذات کے لحاظ سے ہماری پیدائش جدا جدا نہیں ہے بلکہ سب ایک ہی نسل سے ہیں برخلاف فاسد عقیدہ دہریہ کے کہ وہ لوگ خداوند جل جلالہ کے وجود سے اور حضرت آدم علی نبینا و علیہ السلام کی ذات واحد سے منکر ہیں اور انسانی پیدائش کو بہ لحاظ رنگ اور ذات اور ملک کے الگ الگ سمجھتے ہیں۔

ابراہیمؑ کی ملت

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم توحید کے عقیدہ میں حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مذہب پر ہیں اور اسی پر ہم جان و دل سے قربان ہیں اور اللہ کے سوا غیروں کی عبادت اور ان امور میں جو انسانی طاقت سے باہر ہیں اللہ کے سوا دوسروں سے مدد مانگنے سے بیزار ہیں۔

Marfat.com

محمدؐ کی امت

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم سب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہیں دوسرے پہلے نبیوں کی امت نہیں ہیں کہ ان کی شریعت منسوخ ہوچکی ہے اور ہمارے نبی آخری نبی ہیں ان کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

دین اسلام

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا دین اسلام ہے جو خدا تعالے کا پسندیدہ دین ہے اور کامل و مکمل ہے۔

کتاب قرآن

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہماری کتاب قرآن مجید ہے اور ہم اسی پر عمل کرتے ہیں اور اس کتاب میں کوئی کسی قسم کا شک و شبہ نہیں ہے اور نہ اس میں کوئی تبدیلی ہوئی ہے اور نہ آئندہ ہوگی۔

قبلہ کعبہ

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا قبلہ کعبہ شریف ہے ہم جہاں کہیں بھی ہوں نماز کعبہ ہی کی طرف منہ کرکے ادا کرتے ہیں۔

سنت کی پیروی

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم تمام اعمال خواہ وہ اصول ہوں اور خواہ فروع رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں کرتے ہیں نہ کہ اپنے ظن وگمان سے
اور سنت نبوی تین قسم کی ہے فعل رسولؐ۔ قول رسولؐ اور تقریر رسولؐ صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم اور سنت سے مراد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے۔

پس فعلِ رسول وہ ہے جو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک نے اپنے عمل سے کر کے دکھایا جیسا کہ نماز کی کیفیت اور واجبات اور نماز سنت مؤکدہ اور عاشورہ کا روزہ وغیرہ

اور قول رسول وہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے اس کا حکم دیا یا ترغیب دی ہے لیکن اس کا ثبوت آنحضرت کے اپنے عمل سے نہیں ملا جیسا کہ نماز تسبیح اور صوم داؤد اور حج تمتع وغیرہ

اور تقریر رسول یہ ہے کہ اس کا ثبوت آنحضرت کے اپنے قول و فعل سے نہیں ملتا ہاں آنحضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کسی صحابی نے کوئی عمل کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمل کو برقرار رکھا اور اس پر کوئی اعتراض نہ کیا جیسا کہ ایک صحابی کا قول کہ اس نے نماز میں جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قومہ کے وقت سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فرمایا تو اس نے کہا رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہونے کے بعد اس پر کوئی اعتراض نہ کیا بلکہ اس دعا کو برقرار رکھا۔

علی کی محبت

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم سب حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے محبت رکھنے والے ہیں نہ کہ ان سے دشمنی رکھنے والے کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اے علی تجھ سے محبت رکھنے والا مومن ہے اور تجھ سے دشمنی رکھنے والا منافق ہے۔

سلسلۃ الذہب

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم سب اولیاء اللہ کے سلسلۃ الذہب شجرہ اولیاء کو حق ماننے والے ہیں کہ اپنی سند کی صحت اور اہل طریقت کے مشائخ عظام ہم تک قدس سرہ

میں خالص سونے کی زنجیر کی طرح ہیں۔ ہم نے ان کو مضبوطی سے پکڑ رکھا ہے متصل سند سے جس میں کوئی انفصال نہیں ہے حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی قدس سرہ سے لے کر حضرت امام علی رضا علیہ السلام تک اور ان سے لے کر حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام تک اور انہوں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت وغیرہ کے احکام حاصل کیے ہیں۔ اسی لیے اس سلسلہ کو خدا کی مضبوط رسی کہا جاتا ہے۔

صوفیا کا مذہب

ہم نے تمام مذاہب میں سے صوفیہ کا مذہب اختیار کیا ہے کہ اس مذہب سے دل کی صفائی اور نفس کی پاکیزگی حاصل ہو اور طالبانِ حق کو مشیت مسبب الاسباب کے مطابق عبادات و ریاضات کے اندازے سے تقرب باری تعالیٰ حاصل ہو۔

ہمدانی مشرب

یعنی یہی شربت تصوف جو حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ قدس اللہ اسرارہ نے سلسلہ ذہب کے ظرف سے پیا تھا اسی گھاٹ سے ہم بھی وہ شربت نوش کرتے ہیں اس لیے کہ حضرت امیر کبیر علی ہمدانی ہی کے ارشاد و ہدایت سے ہم کو ایمان کا نور اور اسلام کی نعمت حاصل ہوئی ہے۔

نوربخشی روش

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے حضرت شاہ سید محمد نوربخش قدس سرہ کا طریقہ اختیار کیا ہے کہ انہوں نے دبیشی چھوڑ کر یہ درمیان کی راہ بڑی استقامت سے اختیار فرمائی اور بقدر محنت احکام شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت

Marfat.com

سے طالبان حق کی راہنمائی فرمائی ہے

مرشد کا مرید

اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قرب اور نہ ختم ہونے والی دولت کا یہ طریقہ مرید صادق دم و ثابت قدم کو کامل مرشد کی صحبت سے حاصل ہوتا ہے جو کہ عالم باعمل بھی ہو اور اغراض نفسانی اور تعلقات دنیاوی سے پاک ہو چکا ہو۔ "اے اللہ ہمیں کمال درجہ کی نیکی عطا فرما اور اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے محض اپنی رحمت سے عطا فرما۔

حضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ ہمیشہ ان کلمات قدسیہ کو اوراد صبح و اوراد عصر کے بعد پڑھا کرتے تھے۔ حضرت میر محمد عراقی قدس سرہ اکثر اوقات نماز ظہر سے فارغ ہو کر کتاب منطق الطیر کا درس فرمایا کرتے تھے اور تمام صوفی اس کو بڑے ذوق و شوق سے سنا کرتے تھے۔

ایک دن آنحضرت نے فرمایا کہ آج شیخ عطار کی منطق الطیر حاضر کرو جب اس کتاب کو لایا گیا تو آپ نے بابا علی بخاری کو حکم دیا کہ منطق الطیر کا وہ مقام نکالو کہ جب پرندوں نے راہنمائے طریق کے لیے سیمرغ سے مشورہ کیا اور رہبر کی تقرری کے لیے امتحان کا قرعہ ڈالا تو ان کا قرعہ ہدہد کے نام پڑا اور اس وقت ایک سوال کرنے والے نے اس امر کے وقوع سے سوال کیا اور ان احوال سے ہدہد نے جواب دیا۔

پس حضرت بابا علی نے وہ مقام نکالا تو حضرت میر نے فرمایا کہ اس حکایت کو پڑھو اور وہ لطیف حکایت اس کتاب میں اس طرح مذکور ہے۔

سوال سائل

(۱) ایک سوال کرنے والے نے اس سے کہا اے آگے بڑھ جانے والی تو کس وجہ سے

Marfat.com

ہم پر حق کی طرف سبقت لے گئی ہے۔

(۲) جب ہماری راستے میں قرعہ ڈالنے کا خیال آیا تو ہمارا قرعہ بھی تیرے نام پہ کیوں نکلا۔

(۳) جب کہ تو ہمارے جیسی ہے اور ہم بھی تیرے جیسے ہیں تو ہمارے درمیان یہ فرق کیوں پیدا ہو گیا۔

(۴) ہمارے جسم و جان سے کیا گناہ سرزد ہوا ہے کہ تیرے نصیب میں تو صاف شراب ہے اور ہماری قسمت میں میل کچیل۔

ہُدہُد کا جواب

(۱) اس کے بعد ہدہد نے بات شروع کی وہ جو معانی کی رو سے آگے تھی اس نے کہنا شروع کیا

(۲) اس نے کہا اے سوال کرنے والے مجھ پر ایک دفعہ سلیمان علیہ السلام کی نگاہ پڑ گئی تھی۔

(۳) مجھے یہ دولت سونے چاندی سے نہیں ملی ہے بلکہ یہ تمام دولت اسی ایک نظر کی وجہ سے ہے۔

(۴) بادشاہ نے ایک وقت رحمت کی نظر سے مجھ کو دیکھا تھا۔

(۵) یہ تمام بزرگی اور اس جیسی سینکڑوں دوسری عزتیں میں نے اسی ایک نظر سے پائی ہیں۔

(۶) میں نے عزت کا لباس اپنے تن پر سجایا اور شاہی تاج اپنے سر پر رکھا۔

(۷) اور جس کسی پر بھی دولت کی نگاہ پڑ جاتی ہے تو سینکڑوں آدمیوں کی جانیں اس کو نصیب ہو جاتی ہیں۔

(۸) جب تک تجھ پر کسی مرد خدا کی نگاہ نہ پڑے گی تو یہ دولت سونے چاندی سے کیسے حاصل کر سکے گا۔

Marfat.com

(۹) یہ دولت عبادت سے کوئی بھی حاصل نہیں کر سکتا کیونکہ ابلیس نے بہت زیادہ عبادت کی تھی۔

(۱۰) اگر کوئی آدمی یہ کہے کہ عبادت و اطاعت کی ضرورت نہیں تو اس پر ہر وقت لعنت برسے۔

(۱۱) تو اپنی عمر اطاعت میں بسر کرنا کہ سلیمان کی تجھ پر نظر پڑے۔

(۱۲) جب تو سلیمان کا مقبول ہو جائے گا تو میں جو کچھ بھی کہوں تو اس سے بھی زیادہ ہو جائے گا۔

حضرت بابا جب تک یہ بیت پڑھتے رہے تو اس چیز کے منتظر رہے کہ دیکھیں آنحضرت ان کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔ پھر جب ان اشعار کو پڑھ کر فارغ ہوئے تو حضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ نے تمام صوفیوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ وہ رحمت کی نظر جو حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہُدہُد پر مبذول فرمائی تھی وہ ہدہد کی خدمت و اطاعت گذاری کی بنا پر تھی۔ پس جو آدمی بھی اپنے استاد یا شیخ کی خدمت و اطاعت میں کمر ہمت باندھ لے اور جان کی بازی لگا دے تو وہ آدمی اپنے استاد، مرشد اور مربی کی نظر میں مقبول ہو جاتا ہے اور اس کے سربستہ کام اس مخدوم و مرشد کی ایک نگاہ سے حل ہو جاتے ہیں اور وہ اپنے ہم عصروں اور ہمسروں سے برتری حاصل کر لیتا ہے۔

اور آنحضرت میر والا شان کی تربیت اور مریدان اخلاص نشان کی اطاعت سے کچھ لوگ کشف و کرامت اور خوابوں کی تعبیر میں بہت زیادہ مشہور تھے مثلاً بابا علی اور حاجی علی اور درویش زیرک اور درویش کمال و ملا عبدالرحمن اور صوفی جمال اور بابا شمس وغیرہ

اور حضرت بابا شمس الدین سے ایک حکایت مشہور ہے کہ ایک صوفی کی موت پر ایک تعزیتی مجلس میں بہت سے علماء و فضلا اور اکابر جمع تھے اور اس مجلس میں علماء کے درمیان اس حدیث کے معنی کے متعلق استفسار ہوا کہ حضرت

Marfat.com

والے لوگ بے وقوف ہوں گے" تو تمام علماء نے اہل کشمیر کے اسناد احادیث و تفاسیر کے مشکل مقامات کو حل کرنے والے مولانا حافظ بصیر کی طرف توجہ کی۔

اور حضرت مولانا حافظ بصیر صاحب نے اس حدیث کے معنی اس طرح بیان کیے کہ اکثر اہل جنت وہ ہوں گے جو دنیاوی کاروبار میں بے وقوفی اور بے پروائی کی زندگی گذارتے ہیں اور ان کی تمام ہمت آخرت کی مہمات میں لگی رہتی ہے اور تمام علما نے حضرت حافظ صاحب کی اس تقریر کو تسلیم کر لیا۔

اور یہ بابا شمس الدین مرید حضرت میر شمس الدین محمد عراقی بت شکن بھی اس مجلس میں حاضر تھے اور باوجودیکہ یہ علوم ظاہری سے کچھ زیادہ نہیں پڑھے ہوئے تھے حضرت مولانا حافظ بصیر کی طرف متوجہ ہوئے اور سوال کے طور پر پوچھا کہ اے حضرت میرے مخدوم اس حدیث کے معنی ہیں کیا یہ احتمال نہیں ہو سکتا کہ اس کے معنی اس طرح ہوں گے اکثر جنت والے بے وقوف ہیں" یعنی ان لوگوں نے اپنے معبود کی عبادت و اطاعت جنت کے حصول کے لیے کی ہو گی اور پروردگار کی عبادت الوہیت و ربوبیت کے لحاظ سے نہ کی ہو گی بلکہ اپنی طاعت و عبادت کو جنت کی نعمتوں کے حصول کا وسیلہ بنایا ہو گا اور یہ اس قسم کے سب لوگ نادان اور بیوقوف ہیں اور یہ لوگ انوار الٰہی کی تجلیات سے فارغ بیٹھیں گے اور یہ سب لوگ بے عقل ہیں اور اس جاہل سے زیادہ اور کون بے وقوف ہو گا کہ صاحب خانہ کو چھوڑ کر گھر کی نعمتوں میں مشغول ہو جائے اور گھر کے مالک سے بے خبر رہے۔

اور جب مولانا حافظ بصیر نے بابا شمس الدین کی زبان سے یہ معنی سنے تو شوق کی وجہ سے رونے لگے اور بہت دیر تک رونے کے بعد بابا شمو کے اس بیان پر تحسین کی اور فرمایا کہ اس حدیث کے اصلی معنی یہی ہو سکتے ہیں کیونکہ یہ معنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے موافق ہیں کہ "دنیا آخرت والوں پر حرام ہے اور آخرت دنیا والوں پر حرام ہے اور یہ دونوں اللہ والوں پر حرام

Marfat.com

ہیں ؎

(۱) زاہد چونکہ حور و قصور کی خواہش میں تھا اس لیے وہ محبوب کے وصال سے محروم رہا۔

(۲) عشق میں مجنوں کی طرح گرفتار ہو یا پھر منصور کی طرح سولی کا خریدار ہو۔

(۳) تاکہ تو اس بے کنار سمندر سے شراب طہور کا ایک قطرہ چکھ سکے۔

(۴) تو اس طرح کے جہان روشن کرنے والے سورج سے دیوار کے پیچھے چھپ گیا ہے۔

(۵) سائے کو چھوڑ دے اور آفتاب طلب کر کہ سایہ اور دھوپ دونوں کبھی برابر نہیں ہو سکتے۔

اس اللہ والے فرقے کا نام اللہ تعالے کی کتاب میں اولوالالباب (عقل مند) ہے کہ ان کے تمام حالات اللہ تعالے کے ذکر اور کائنات کے فکر میں مستغرق ہیں۔ اور ثابت قدم ہیں اور ان کی نظر قدم پر اور ہوش دم میں ہے یعنی ہمیشہ ہی باخبر ہیں اور حدیث نبوی میں اس مخلص جماعت کا نام قدما ہے کہ جب قیامت کے دن رضوان جنت کو حکم ہو گا کہ ان مخلصین کی جماعت کو بغیر حساب کے جنت میں داخل کرو اور ان کے لیے جنت کے دروازے کھول دو اور ان کو میدان محشر سے لایا جائے گا پھر جب وہ جنت کے دروازہ پر پہنچیں گے تو جنت میں داخل ہونے سے انکار کر دیں گے بلکہ یہ لوگ جنت کی دہلیز پر آ کر رک جائیں گے اور کہیں گے کہ ہم نے دنیا میں جنت کے طمع پر عبادت اور اطاعت نہیں کی تھی اور نہ ہی جنت کی نعمتوں کے لیے مجاہدات اور ریاضات کی تھیں ہم کو جنت سے کیا کام اور کیا واسطہ۔

اور اسی اثنا میں خداوند عالم کی طرف سے جہنم کو حکم ہو گا کہ کیا تو بھر گئی ہے تو جہنم درخواست کرے گی کہ کیا کچھ اور بھی ہے۔ پس وہ لوگ اپنے قدم جہنم میں رکھیں گے تو جہنم اسی وقت انتہا درجہ کی سرد ہو جائے گی اور کہے گی بس

بس" اور قسم کھا کر فریاد کرے گی کہ تیری عزت اور جلال کی قسم کہ اس جماعت کے قدم مجھ سے دور رکھ کہ ان کی وجہ سے میں انتہائی سرد ہو چکی ہوں اور میرا جلانے کا ذوق بے لذت ہو چکا ہے پس ان کو جہنم سے نکال کر پوچھا جائے گا کہ تم کیا چاہتے ہو اور تمہارا مقصود کیا ہے وہ کہیں گے کہ ہمارا مطلوب تو معبود کا وصال اور تجلی بلا حجاب ہے اور یہی ہماری آخری خواہش ہے۔

پس ذاتِ بے مثل حجاب اٹھا دے گی اور بے مثل رویت اور تجلی سے ان کو مشرف کرے گی اور ہمیشہ کے دیدار کے لیے خداوند تعالے جنت کو منظور کر رہے گے جیسا کہ اللہ تعالے کے اس قول میں ہے کہ کئی منہ اس دن تروتازہ ہوں گے اور اپنے رب کی طرف دیکھتے ہوں گے" اور یہ لوگ بہت تھوڑے ہوں گے جیسا کہ اللہ تعالے نے فرمایا کہ "میرے شکر گذار بندے تھوڑے ہیں" اور یہ بھی فرمایا کہ "پہلے لوگوں سے ایک جماعت ہے اور تھوڑے سے پچھلے لوگوں میں سے ہیں" ماسوائے پیغمبروں کے اور یہ تھوڑے لوگ ہوں گے باقی اکثر اہل جنت کو حسب مراتب بعض کو ہفتے میں ایک بار اور بعض کو دو بار اور بعض کو چہار بار رؤیت خداوندی حاصل ہو گی۔

غرض یہ ہے کہ حضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ کے بعض مرید علوم ظاہری سے کوئی زیادہ حصہ نہ رکھتے تھے البتہ ان کے دل کی تختیاں صاف تھیں اور کثرت ریاضت کی وجہ سے ان لوگوں نے باطنی صفائی اس مرتبہ تک پہنچا لی تھی کہ احادیث کے معانی اور آیات کی تاویل اور تفسیر اس حیثیت سے کرتے کہ بے نظیر علماء بھی حضار کے کانوں سے ان کی بات کو سنتے۔

(۱) جو آدمی میر جہان نما کی خدمت کرتا ہے اس کے لیے ملک سے لے کر ملکوت تک حجاب اٹھا دیتے ہیں۔

اور حضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ تقریباً دس سال تک بنفس نفیس چلہ کشی میں بیٹھتے رہے اور سالکین کی تربیت میں مشغول رہے اور اس کے بعد

Marfat.com

اپنی بقیہ عمر مبارک میں آپ رات کے آخری حصہ میں متبرک خانقاہ میں آجاتے اور ان اوقات کے وظائف یعنی تہجد اور نوافل اور اذکار میں مشغول رہنے اور صبح کی نماز تک اوراد صبحیہ دل سوز آواز کے ساتھ پڑھا کرتے اور نماز صبح باجماعت ادا کر لینے کے بعد اوراد فتحیہ کے لیے بیٹھ جاتے اور اوراد سے فراغت کے بعد کتابوں کے پڑھنے پڑھانے اور کاروبار مناسبہ اور مواعظ حسنہ وغیرہ میں مشغول رہنے اور نماز اشراق کے بعد خانقاہ سے باہر آتے اور صوفیوں کی جماعت کے ساتھ باغات کے کاروبار میں مصروف ہو جاتے۔

اور پھر ظہر کی نماز کے وقت خانقاہ میں آتے اور نماز باجماعت ادا کرتے اور وظائف سے فارغ ہو کر پھر باہر آجاتے اور عصر کی نماز تک ان آدمیوں سے ملاقات کرتے اور ان کے ساتھ بیٹھنے اور باتیں کرتے جو آنحضرت کی ملاقات کے لیے آتے ہوتے۔

پھر نماز عصر باجماعت ادا کرتے اور اس کے بعد اوراد عصریہ کے لیے بیٹھ جاتے اور مغرب اور عشا کی نمازوں کے بعد اپنی خلوت گاہ میں آجاتے اور کھانا کھانے کے بعد چند تسبیحات پڑھتے اور آرام کرنے کے لیے لیٹ جاتے اور اسی طریق پر آپ نے پندرہ سال گذار دیئے۔

اور حضرت شیخ دانیال اپنے والد بزرگوار کی حین حیات میں چند سال تک چلہ کشی کے لیے بیٹھتے رہے اور طرح طرح کی عزلت اور تنہائی اختیار کرتے اور وظائف و اوراد و اذکار اور دن رات کے قواعد پر ہمیشگی اور مداومت کرتے۔

اور حضرت میر شمس الدین محمد عراقی ان کے والد بزرگوار بھی ان کی تربیت اور ارشاد میں مساعی جمیلہ کی طرف متوجہ رہتے اور چند ایک چلہ کشیوں کے بعد ان کو مریدوں سے بیعت لینے کی اجازت کی سند دے دی گئی اور ان کو رخصت کر دیا گیا۔

اور حضرت شیخ دانیال نے اس اجازت ارشاد کے حصول کے بعد اپنے

Marfat.com

والد بزرگوار کے تمام مریدوں کی ایک بہت بڑی دعوت کی اور ایک مجلس منعقد کی اور کھانے سے فراغت کے بعد حضرت میر قدس سرہ کے تمام اکابر خلفاء نے حضرت شیخ دانیال کے دامن بیعت پر اپنے ارادت کے ہاتھ رکھ دیئے اس بیعت کے مراسم ادا ہونے کے بعد حضرت شیخ میر شمس الدین محمد عراقی بت شکن اللہ ان کی برکات کو ہمیشہ رکھے تین یا چار سال تک زندہ رہے اور اب ان کی عمر ننانوے ۹۹ سال کی ہو چکی تھی آخر سنہ ۹۳۲ ہجری میں اس دار ملال سے اس ذوالجلال کے قرب کی ہمسائیگی میں تشریف لے گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس صاحب کمال کی وفات کی تاریخ کا مضمون "یا ہادی المضل" ہے ۹۳۲ھ جو آپ کے سنگ مزار پر کندہ کیا گیا اور آپ کی قبر مبارک موضع زوبیل میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

Marfat.com

احوال حضرت شیخ دانیال شہید قدس اللہ سرہ خلیفۂ حضرت میر شمس الدین محمد عراقی بت شکن ادام اللہ برکاتہٗ

حضرت شیخ دانیال بن میر شمس الدین محمد عراقی قدس اللہ اسرارہم سنہ ۹۰۰ ہجری میں رَے کے علاقہ ملک عراق عجم کے موضع درشت میں پیدا ہوئے اور آپ کا اسم شریف دانیال حضرت شیخ شاہ قاسم فیض بخش قدس سرہ کی تجویز سے رکھا گیا اور دو سال کی عمر میں اپنے والد بزرگوار کے ہمراہ ملک عراق سے کشمیر کے علاقہ میں آئے اور بارہ سال کی عمر میں اپنے والد بزرگوار کی تعلیم و تربیت سے علوم ظاہری و باطنی میں لائق و فائق ہو گئے اور اپنے والد بزرگوار کی زندگی میں چند سال چلہ کشی میں بیٹھے اور سلوک کے تمام قواعد اور طریقے حاصل کیے اور بیعت لینے کی سند اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی اور حضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ کی وفات کے وقت تیئیس ۲۳ سال کی عمر کو پہنچ چکے تھے اور اس باکمال مرد کی وفات کے بعد تین سال تک صوفیوں کے ہمراہ چلہ کشی میں بیٹھتے رہے اور اس کے بعد اپنے والد بزرگوار کے طریق پر درویشوں کو چلہ کشی میں بٹھاتے وقت حاضر ہوتے اور درویشوں کو چلہ میں بٹھاتے اور پھر اپنے خاص حجرہ میں چلے جاتے اور ہمیشہ ان کی خبر گیری کرتے خواہ تندرست ہوں یا بیمار۔ اور خود تعلقات دنیا سے الگ تھلگ اور یکسو ہو کر متوجہ الی اللہ رہتے۔

یہی وجہ تھی کہ حضرت میر شمس الدین محمد عراقی بت شکن کے بعض نا عاقبت اندیش مریدوں اور مریدزادوں نے آنحضرت کے طریق اور روش میں محبت کے غلبہ کی وجہ سے یا کسی دوسری غرض سے افراط و تفریط کر دی اور بعض نامناسب باتیں اور ناجائز رسومات پیدا کر دیں اور ان کو حضرت میر محمد عراقی اور بزرگان متقدمین

Marfat.com

کی طرف منسوب کر دیا اور ان کو زبانوں سے کہا اور اپنی تصنیف شدہ کتابوں اور رسالوں میں لکھا کہ

(۱) پیر طریقت کو سجدہ کرنا ہمارے مرشد کا طریقہ ہے۔

(۲) بلکہ حضرت میر شمس الدین محمد عراقی نے فرمایا ہے کہ مرشد کو تعظیم کا سجدہ کرنا آن حضرت رسول کریم کی سنت ہے۔

(۳) اور حضرت میر شمس الدین محمد عراقی نے فرمایا ہے کہ خانقاہ نوربخشیہ کعبہ کی ہم مرتبہ ہے۔

(۴) بلکہ کعبہ سے بھی بڑھ کر ہے کہ خانقاہ نوربخشیہ کا ایک طواف خانہ کعبہ کے سات طواف کے برابر ہے (نعوذ باللہ) پس اسی فاسد اعتقاد کی بنا پر نوربخشی فرقہ کے سادہ دل عوام زڈیبل میں دن رات اس خانقاہ کے طواف میں مشغول رہتے ہیں اور دن رات مردوں اور عورتوں کا ہجوم رہتا ہے۔

(۵) اور جس جگہ حضرت سید محمد نوربخش کا نام آتا ہے وہ لوگ اس جگہ "امام محمد نوربخش مہدی موعود علیہ السلام" کہتے ہیں اور اپنی کتابوں اور رسالوں میں بھی ایسا ہی لکھتے جاتے ہیں۔

(۶) اور جہاں کہیں حضرت شاہ قاسم فیض بخش کا نام آتا ہے وہاں "حضرت شاہ ولایت" زبان سے کہتے ہیں اور اپنے قلم سے لکھتے ہیں حالانکہ "حضرت شاہ ولایت" امیر المومنین علی علیہ السلام کی مخصوص صفت ہے۔

(۷) اور جس جگہ حضرت میر شمس الدین محمد عراقی کا نام لیا جاتا ہے وہاں "حضرت امیر کبیر" کہتے ہیں اور لکھتے ہیں۔ حالانکہ "امیر کبیر" حضرت سید علی ہمدانی کی صفت مشہور ہے۔

پس وہ طواف کی رسومات اور ناجائز باتیں حضرات بزرگان نوربخشیہ کی بدنامی کا باعث ہو گئیں۔ اور کشمیر کے تمام نوربخشی فرقہ کے لیے تکلیف اور ایذاء کا سبب بن گئیں ۔۔

Marfat.com

(۱) جب قوم میں سے کوئی ایک آدمی بیوقوفی کرتا ہے تو نہ کسی چھوٹے کی عزت رہتی نہ بڑے کی۔

(۲) اگر کسی چراگاہ میں کوئی ایک گاؤ چلی جائے تو تم دیکھتے نہیں کہ تمام گاؤں کی گائیں پھاٹک میں دیدی جاتی ہیں۔

جب مرزا حیدر گورگانی بھیڑیوں کے اوصاف سے کشمیر پر مسلط ہوا اور ۹۴۸ھ ہجری سے لے کر ۹۵۸ھ ہجری تک اس علاقہ پر غالب رہا تو اس کے زمانہ میں اہل سنت اور شیعہ فرقوں کے تمام علماء اگرچہ ان کے درمیان منافرت تھی اور ان کے عقائد و اعمال میں مشرق و مغرب کا فاصلہ تھا لیکن صوفیوں کے اس گروہ کی ایذا اور ان کو فنا کرنے میں سب متفق ہوگئے اور یہ سب کچھ ان عاقبت نا اندیش صوفیوں کی بدولت ہوا کہ ان لوگوں نے اعتراضات کا موقع پا لیا اور وہی ناروا و ناجائز باتیں مرزا حیدر کے سامنے جا کر بیان کر دیں اور ان کے ثبوت میں انہی کی کتابیں پیش کر دیں اور ان کے کافر اور زندیق ہونے کا فتویٰ دے دیا۔

پس مرزا حیدر گورگان نے اصلیت کی تحقیق نہ کی اور مصائب اور سختیوں کی بارش تمام نوربخشی صوفیوں پر کر دی اور ان کو نکالنے اور جلاوطن کرنے اور قتل عام کرنے اور زڈیبل میں نوربخشی خانقاہ کے جلانے اور انکی کتابیں برباد کرنے اور جبر اور قہر سے نوربخشی طریقے کو تبدیل کرنے میں مشغول ہوگئے اور حضرت شیخ دانیال شہید قدس سرہ انہی خوفناک خطروں کی بنا پر کشمیر کی رہائش سے پریشان خاطر ہو کر چند ایک صوفیوں کے ہمراہ تبت خورد کا ارادہ کر کے کشمیر سے نکل کھڑے ہوئے جب آپ گریز کے علاقہ میں پہنچے یعنی تبت کا نصف راستہ طے کر لیا تو یزیدی صفت لشکریوں کو اطلاع ہوئی اور آپ کو گریز سے گرفتار کر کے کشمیر واپس لے آئے پس آنحضرت کو حضرت سید الشہداء کے ساتھ جام شہادت پلا کر ملا دیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

حضرت شیخ دانیال شہید قدس سرہ کی تاریخ شہادت پر جب غور کیا گیا

Marfat.com

تو دشت کربلا "دکہ بلا کا میدان) بر آمد ہوئی ۔ (۹۵۷ھ)

حضرت شیخ دانیال شہید اگرچہ ان فاسد عقیدوں اور ناجائز باتوں سے ملوث نہیں تھے تاہم ان ظالموں نے آنحضرت پر بھی ان کی تہمت رکھی اور اس کے بعد مرزا حیدر گورگان کی سلطنت کی عمر بھی یزیدی حکومت کی طرح صرف چھ ماہ ہی رہی ۔

کشمیر کا چک قبیلہ مختار ثقفی کی طرح اس بد انجام سے انتقام لینے کے لیے اٹھا اور سنہ ۹۵۸ ہجری میں اس کو قتل کر دیا اور اس کی مدت حکومت ختم ہوگئی "ظالموں کو دیکھنا چاہیئے کہ وہ کون سے پھرنے کے مقام پر پھرتے ہیں" ۔

اور سلطنت کشمیر پر قبیلہ چک اس حد تک غالب آیا کہ اس زمانہ میں کشمیر کو کھچول کہنے لگے اور تبت والے اب موجودہ وقت تک بھی کشمیر کو کھچول اور کشمیر کے رہنے والوں کو کھاچی کہتے ہیں ۔

اور تمام تعریفیں اللہ اکیلے کے لیے ہیں اور سلامتی ہو اس آدمی پر جو ہدایت کی پیروی کرے ۔

خدا کی حمد اور فضل اور اس کی اچھی توفیق سے کتاب "طبقات نوریہ احوال مشائخ نوربخشیہ" مکمل ہوئی ۔

قطعہ

(۱) الٰہی انجام بخیر کر دے امید کا پھول غنچہ سے کھلا دے ۔

(۲) مؤلف کو نیک لوگوں کی محبت عطا فرما تاکہ وہ جنت میں مسرور اور خوش ہو ۔

(۳) طبقات نوریہ انجام کو پہنچ گئی اور پاک لوگوں کی روحیں اس سے خوش ہوئیں

(۴) خدا کی تعریف کہ میری کوشش پوری ہوگئی جب اسکی توفیق شامل حال ہوئی تو یہ کام آسان ہوگیا ۔

(صوفی محمد بن ملا محمد مرید بالواسطہ میر شمس الدین محمد عراقی بت شکن قدس سرہٗ)

Marfat.com

ضمیمہ

سلاطین کشمیر کا شجرۂ نسب جن کا اس کتاب سے تعلق ہے اور ان کی مدت حکومت

- سلطان شاہ میر شمس الدین ۷۴۵ – ۷۴۸
  - سلطان جمشید ۷۴۹ – ۷۵۰
  - سلطان علاء الدین ۷۵۱ – ۷۵۲
    - سلطان شہاب الدین ۷۵۳ – ۷۷۶
    - سلطان قطب الدین ۷۷۷ – ۷۹۵
      - سلطان سکندر ۷۹۶
        - سلطان زین العابدین (بڈھ شاہ) ۸۲۶
          - سلطان حیدر ۸۷۹
            - سلطان حسن شاہ ۸۸۰ – ۸۸۸
              - سلطان محمد شاہ ۸۹۰ – ۸۹۲، ۹۰۲ – ۹۱۰
          - آدم خاں ۸۹۶
            - سلطان فتح شاہ ۹۱۱ – ۹۲۲
              - سلطان نازک شاہ ۹۴۵ – ۹۴۷ زوال شد

حکومت مرزا حیدر گورگان ۹۴۸ – ۹۵۸

حکومت چک ۹۵۹

Marfat.com

فہرست طبقات نوریہ اردو

اظہار تشکر (از محمد سلیمان کیلانی) ۲
پیش لفظ (از خالد گھرجاکھی) ۳
اصل فارسی کتاب ۱۳
ابتداء طبقات نوریہ اردو ۱۱۹
حالات سید نوربخش رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۱
سند سلسلۃ الذہب ۱۲۲
حالات شاہ قاسم بن سید نوربخشؒ ۱۳۸
تفسیر حسینی میں شاہ صاحب کے اقوال ۱۴۴
شاہ قاسم کے چودہ کلمات قدسیہ ۱۵۷
شجرہ اولاد سید محمد نوربخشؒ ۱۵۸
شاہ شمس الدین و شاہ بہاؤ الدین کے حالات ۱۶۰
شاہ قوام الدینؒ کے حالات ۱۶۳
حالات شاہ صفی الدینؒ ۱۶۴
حالات شاہ مشہور الدینؒ ۱۶۵
حالات شاہ بہاؤ الدینؒ ۱۶۶
حالات سید محمد نوربخش ثانیؒ ۱۶۷
حالات امیر سعد الحقؒ ۱۶۸

(حالات شاگرداں و خلفاء سید محمد نوربخش رحمۃ اللہ علیہ)

شیخ شمس الدین محمد بن علی لاہجیؒ ۱۶۹
مولانا حسین کوکئیؒ ۱۷۰
شیخ محمد بن حاجی محمد سمرقندیؒ ۱۷۱
مولانا برہان الدین بغدادیؒ ۱۷۳

خلفائے بالواسطہ

شاہ بلال شیرازیؒ ۱۷۸
مولانا عماد الدینؒ ۱۷۹
شیخ علی بن قاسم بلالیؒ ۱۸۰
میر شمس الدین عراقی بت شکن بانیٔ سلسلہ نوربخشیہ در کشمیر ۱۸۱
مثنوی سلسلۃ الذہب نوربخشیہ منظوم ۲۱۷
کتب نوربخشیہ ۲۲۱
کلمہ ہائے ایمان و اسلام ۲۲۲
چودہ کلمات طیبہ اور ان کی پوری تشریح ۲۲۳
حالات شیخ رانیالؒ ۲۳۵
خاتمہ ضمیمہ شجرہ نسب سلاطین کشمیر ۲۳۹
فہرست ۲۴۰

Marfat.com